بسم اللہ الرحمن الرحیم
مرنے کے بعد کیا ہوگا؟
مطالب الفاخرہ
ترجمہ
منازل الآخرہ
مصنف
علامہ شیخ محمد عباس قمی مرحوم
ترجمہ
مولانا غلام حسین مظہر مولوی فاضل
ناشر
مکتبہ اصغریہ مرکزی امام بارگاہ بلاک سرگودھا
فون ۵۵۴۰

۷۸۶
۹۲
نرینہ
اگر آپ اولادِ نرینہ سے محروم ہیں۔ تو
آج ہی مجرب نسخہ آزمائیں!
انشاءاللہ خداوندِ عالم آپ کو لڑکا
عطا فرمائے گا
ثانیِ زہرہ
مصنف:۔ عالیجناب مولانا ملازم حسین اصغر صاحب
عنقریب زیورِ طباعت سے آراستہ ہو کر منظرِ عام پر آ رہی ہے (قیمت -/۲۰)
دیگر کتب خریدیں
مکتبہ اصغریہ، گلی امام بارگاہ بلاک ۳ سرگودھا

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

مرنے کے بعد کیا ہوگا؟

یعنی

منازل آخرہ

تصنیف

علامہ الشیخ محمد عباس قمی علیہ الرحمۃ

مترجم

عمدۃ الواعظین مولانا غلام حسین مظہر سلطان الافاضل

ناشر

مکتبہ اصغریہ امام بارگاہ بلاک نمبر ۷ سرگودھا

مطبع خالد پریس سرگودہا　　تعداد ایکہزار　　قیمت

(محمد شفیع [illegible] سرگودھا)

انتساب

بندہ اس ترجمہ کو بارگاہِ امام عالی مقام صاحب العصر والزمان علیہ السلام عجل اللہ فرجہ میں

ہدیہ پیش کرتے ہوئے اپنے والدین کے لئے طالب شفاعت ہے۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

طالب دعا

غلام حسین مظہر

تعارف

مترجم و مرتب کتاب ہذا مروج الاحکام مولانا غلام حسین صاحب مظہر مولوی فاضل، سلطان الافاضل موضع کوہلیان نزد بھیرہ تحصیل بھلوال ضلع سرگودہا میں ۵ مئی ۱۹۳۶ء کو پیدا ہوئے آپ کھوکھر خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔

ابتدائی تعلیم مقامی طور پر حاصل کرنے کے بعد گورنمنٹ ہائی سکول بھیرہ سے میٹرک کا امتحان پاس کیا اور ۱۹۵۵ء میں شیعانِ حیدر کرار کی مرکزی دینی درسگاہ دارالعلوم محمدیہ سرگودھا میں داخلہ لیا اور ۱۹۶۰ء میں سلطان الافاضل کی ڈگری لے کر فارغ التحصیل ہوئے۔ زمانہ طالب علمی میں باوقار اور متین طلباء میں آپ کا شمار رہا اور امتیازی حیثیت حاصل رہی۔

اب آپ نوجوان اہل علم میں سے ایک ہیں جو کہ تدریسی، تبلیغی اور قومی خدمات کے علاوہ تحریری خدمات بھی سرانجام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ موصوف کو اپنے عزائم میں کامیاب و کامران فرمائے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو دینی مزاج بچپن میں ہی عنایت فرمایا تھا آپ کے والد محترم جناب شمس الدین صاحب جنہوں نے جادہ مستقیم کو نہایت پرآشوب حالات میں بھی ہاتھ سے نہ جانے دیا اور مذہب حقہ کے فدائی، باعمل اور متقی ہیں مولانا کی تربیت میں ان کا بابرکت کردار بھی شامل ہے افسوس کہ والدہ مرحومہ تربیت کا ثمر نہ دیکھ سکیں۔

اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کی تالیفات میں اضافہ فرمائے اور آپکے والدین کو اجر جزیل عطا کرے۔

گلزار حسین فاضل عربی

سیکرٹری ناصر العلوم محمدیہ دیو وال۔ بھلوال ضلع سرگودھا

تسبیح عنوانات

مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید الانبیاء وخاتم النبیین وعلیٰ اھلبیتہ الطیبین الطاھرین المعصومین امّا بعد اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنَاکُمْ عَبَثًا وَّاَنَّکُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ۔

جیسا کہ اس آیہ کریمہ سے واضح اور عیاں ہے کہ اس عالم کون و مکان کی کوئی چیز عبث اور بیکار نہیں ہے انسان اپنے گرد و نواح کی اشیاء اور گردش لیل و نہار پر غور کرے تو اس پر یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس عالم ممکنات کا ذرہ ذرہ حکمت و مصلحت سے خالی نہیں۔ انسان کا ایک بال بھی بغیر مصلحت کے پیدا نہیں کیا گیا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مفضل سے فرمایا کہ بعض جہلاء یہ کہتے ہیں کہ اگر فلاں عضو پر بال نہ ہوتے تو بہتر تھا وہ یہ نہیں جانتے کہ وہ جگہ مجمع کثافات ہے اور اس جگہ سے رطوبات کا اخراج ہوتا ہے اگر زائد مواد اور کثافتیں بالوں کی صورت میں رفع نہ ہوتیں تو انسان مریض ہو جاتا۔ اسی لئے شریعت مطہرہ کا حکم ہے کہ ان کو جلدی جلدی صاف کیا کرو۔ اسی طرح انسان کے رگ و پے۔ دندان، ناخن، بغیر حکمت اور مصلحت پروردگار عالم کے پیدا نہیں ہوتے۔ اگر ان میں سے ایک بھی مفقود ہو تو انسان ناقص کہلاتا ہے۔ ان تمام چیزوں سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اس عالم کو خلعت وجود پہنانے والا صاحب حکمت ہے اور ہر کائنات کی کوئی چیز حکمت سے خالی نہیں ہے اسی طرح ایجاد انسان بھی عبث نہیں۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا انسان کے پیدا کرنے کی غرض یہ مادی زندگی ہی ہے اور اس کے بعد وہ نیست و نابود ہو جائیگا؟ نہیں ہرگز نہیں۔ اگر غور کیا جائے

تو کوئی انسان اس مادی دنیا میں آسودہ حال نہیں ہے اور نہ ہی کسی کو سکون حاصل ہے۔ طرح طرح کی تکالیف، مصائب و آلام، بیماریوں، فتنوں، غصب اموال، اور دوستوں عزیزوں کی اموات کے مصائب کو برداشت کرتا ہے۔

دلِ بے غم درایں عالم نباشد
اگر باشد بنی آدم نہ باشد

اگر ان مادی وسائل کو ہی غرض خلقت انسانی تسلیم کر لیا جائے جو کہ مصائب و آلام سے پُر ہے تو یہ حکمت وکرم اور صفات کمالیہ الہیہ کے منافی ہوگا اور اس کی مثال ایسے ہی ہوگی جیسا کہ کوئی سخی کسی شخص کو مہمانی پہ بلائے اور اس کے لئے ایک ایسا مکان مہیا کرے جس میں انواع و اقسام کے درندے موجود ہوں پھر اس کمرے میں اس کیلئے کھانا چُن دیا جائے اور جب وہ لقمہ اٹھائے تو تمام درندے اس سے وہ لقمہ چھیننے کیلئے حملہ کر دیں تو کوئی عقلمند ایسی مہمانی کو مفید اور لائقِ تعریف نہ سمجھے گا بلکہ ایسی مہمانی جو کہ جان کیلئے خطرہ ہے عبث ہوگی کسی چیز کو بنا کر بگاڑ دینا فعل قبیح ہے اور خلاقِ عالم سے کوئی فعل قبیح سرزد ہونا محال ہے

پس یہ بات قطعی طور پر ثابت ہے کہ انسان کی منزلِ مقصود یہ مادی زندگی نہیں بلکہ اس کی منزلِ مقصود ایسی جگہ ہے جس میں موت نہیں جس میں حزن و ملال نہیں۔ جہاں کی کسی چیز کو فنا اور زوال نہیں ہے۔ انسان جس کو اپنی منزلِ مقصود سمجھے ہوئے ہے یہ تو اس کی گذرگاہ ہے اور وہ منازل اس وقت عبور نہیں کی جا سکتیں جبتک کہ ان منازل کے لئے بقدر ضرورت توشہ اور زادِ راہ مہیا نہ کر لیا جائے

لہٰذا ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنی غرض خلقت اور مقصد کو سمجھنے کی کوشش کریں اور اس کے لئے ضروری زادِ راہ مہیا کریں۔ زیرِ نظر کتاب **منازل الآخرۃ** میں انہی منازل کا تذکرہ نہایت دلچسپ اور عمدہ انداز میں پیش کیا گیا ہے نیز ان منازل میں درپیش مشکلات اور ان کا علاج احادیث و اخبارات کی روشنی میں واضح کیا گیا ہے۔ **ممکن ہے**

کہ بعض قارئین کرام اس کتاب میں درج شدہ حکایات و واقعات کو محض قصہ گوئی یا رؤیا کاذبہ خیال کرتے ہوئے یقین نہ کریں۔ اس لئے ضروری سمجھتا ہوں کہ مراتب اخبار کا تذکرہ کیا جائے تاکہ پڑھتے وقت شکوک وشبہات کی گنجائش باقی نہ رہے اور ایمان وایقان میں اضافہ ہو۔

کل شئ قرع سمعك فذره فی بقعة الامکان ما لم یذدك قائم البرهان

ہر وہ چیز جو تیرے کانوں تک پہنچے جب تک تیرے پاس اس کے نہ ہونے پر عقلی دلیل نہ ہو اسے ممکن خیال کر۔

مراتب اخبار

ہر خبر کے تین مراتب ہیں۔

درجہ اوّل:۔ ہر وہ خبر جس کے نہ ہونے پر کوئی عقلی اور نقلی دلیل نہ ہو اس کا انکار نہ کرو۔

درجہ دوم:۔ اس کے علاوہ اگر اس کے ساتھ دوستی اور صدق کے شواہد بھی موجود ہوں تو اسے قبول کرلینا چاہیئے اور انکار نہیں کرنا چاہیئے۔

درجہ سوم:۔ اگر خبر دینے والا پروردگار عالم کی طرف کوئی برگزیدہ ہستی اور سند یافتہ اور منصوص من اللہ معصوم ہو تو وہ معجزہ ہے اس صورت میں اگر تنہا عقل اس کے عدم امکان کا حکم دے تو اس کا انکار نہیں کرنا چاہیئے بلکہ بدرجہ اولیٰ درجہ دوم کی خبر کے مطابق اس کو قبول کرتے ہوئے مطمئن ہو جانا چاہیئے۔

جب ایک منجم یا علم ہیئت کا دعویدار یہ دعویٰ کرے کہ فلاں سیارے کے گرد کئی اور سیارے یا ستارے ایسے ہی چکر لگا رہے ہیں جیسا کہ چاند زمین کے گرد تو کوئی شخص اس کا انکار نہیں کرے گا بلکہ ممکن خیال کرتے ہوئے اس کے دعویٰ کو تسلیم کرے گا کیونکہ جو خالق ممکنات ایک چاند کو پیدا کر سکتا ہے وہ اس پر بھی قادر ہے کہ اس کے علاوہ بھی کئی چاند تخلیق فرمائے اور جب ان چیزوں کی تصدیق اقوال معصوم سے بھی ہو جائے تو انکار کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

یہی حالت ان رؤیا صادقہ اور حکایات کی ہے جو کہ زیر نظر کتاب میں درج کی گئی ہیں۔ لہٰذا صحیح

حکایات سمجھ کر انکار کر دینا مستحسن نہیں ہے جبکہ ان کا ماخذ ثقہ علماء کی کتب ہیں۔

قبل ازیں مروج الاحکام مولانا غلام حسین صاحب مظہر نے پہلا ایڈیشن پیش کیا جس میں کتاب المنازل الآخرہ حاج شیخ عباس قمی طاب ثراہ کا ترجمہ تھا اور اصل کتاب میں بعض منازل اور واقعات کا مفقود ہونے کا باعث صرف اسی کے ترجمہ کو کافی سمجھا گیا۔

اب زیر نظر کتاب دوسرا ایڈیشن بمعہ مفید اضافہ ہے جس میں ان تمام خامیوں کا ازالہ کر دیا گیا ہے جو کہ پہلے ایڈیشن میں موجود تھیں۔

اس کتاب کی ترتیب و تالیف کا زیادہ تر انحصار المنازل الآخرۃ اور آیۃ اللہ سید عبدالحسین دستغیب مدظلہ کی کتاب "المعاد" پر ہے۔ علاوہ ازیں کچھ مفید مطالب اور حکایات مندرجہ ذیل کتب سے مہیا کئے گئے ہیں۔ احسن الفوائد، تفسیر عمدۃ البیان، بحار الانوار، تفسیر انوار النجف، خزینۃ الجواہر وغیرہ مولانا موصوف نے ان ضروری مقامات پر اضافہ فرما کر اس کتاب کی اہمیت اور ضرورت کو اور مؤثر بنا دیا ہے۔

خلاق عالم ہمیں ان مطالب کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے نیز مروج الاحکام مولانا غلام حسین صاحب مظہر جنہوں نے دن رات کی محنت شاقہ کے بعد اس کو ترتیب دیا اور اجر جزیل عطا فرمائے۔

مولانا گلزار حسین صاحب فاضل عربی

سیکرٹری ناصر العلوم محمدیہ دیووال۔ بھلوال

سرگودھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فصل اوّل

معاد

معاد عود سے نکلا ہے جس کا معنی لوٹنا ہے چونکہ روح دوبارہ بدن کی طرف عود کرتی ہے اس لئے اس کو معاد کہتے ہیں۔ معاد اصول دین میں سے ایک ہے جس کا اعتقاد ہر مسلمان کے لئے واجب ہے۔ کہ ہر انسان مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہوگا اور اسے اعمال کی جزا ملے گی۔ مسئلہ معاد جس کی ابتداء موت اس کے بعد قبر، برزخ، قیامت کبریٰ اور آخر بہشت یا دوزخ ہے معاد کا حواس خمسہ ظاہرہ کے ذریعہ ادراک ناممکن ہے اور معاد دلائل عقلیہ سے ثابت ہے۔ مرنے کے بعد کیا ہوگا۔ سرکار دو عالمؐ نے بذریعہ وحی اس کی خبر دی ہے۔ ہر انسان کا اپنا مقام اور عالم اور اس کا ادراک اس عالم اور مقام کے حدود سے تجاوز نہیں کرتا۔ مثال کے طور پر وہ بچہ جو رحم مادر کی کائنات اور عالم میں آباد ہے اس کے لئے محال ہے کہ وہ رحم کے باہر عالم بزرگ کے بے پایاں فضاء اور موجودات کا ادراک کر سکے۔ اسی طرح اسیر طبیعت و مادہ عالم باطن یعنی

ملکوت کو نہیں سمجھ سکتا۔ جب تک کہ اس عالم سے خلاصی نہ حاصل کرے مرنے کے بعد عالم کی خصوصیات اس شخص کے لئے جو اس عالم میں آباد ہے غیب کے حکم میں ہیں اور اس کی معرفت کے لئے حضور اکرم صلعم کی اخبار کی تصدیق کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ پس اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میری عقل سے دور ہے کہ مرنے کے بعد کیا ہوگا۔ اس کی بات بالکل قابل قبول نہ ہوگی کیونکہ اس عالم کی خصوصیات کا عقل کے ساتھ کوئی ربط نہیں ہے اور جو کچھ حضرت محمد مصطفےٰ اور آل اطہار علیہم السلام نے فرمایا ہے ہمیں اس کا یقین کامل ہونا چاہیئے کیونکہ وہ تمام معصوم ہیں اور محل نزول وحی پروردگار ہیں۔

کیا مُردہ حرف ادا کرتا ہے

یہ شبہہ جنہوں نے وارد کیا ہے ان کا خیال ہے کہ مردہ جماد کی طرح ہے جیسے خشک لکڑی، پھر قبر میں سوال و جواب کس سے ہوگا۔

جواب:۔ یہ شبہہ کم علمی، بے خبری اور آخرت پر ایمان بالغیب نہ ہونے کی دلیل ہے۔ نطق فقط زبان کا نتیجہ ہے ارواح میں نطق اور جنبش نہیں ہے حیوان کے اعضاء حرکت کرتے ہیں۔ روح جنبش نہیں کرتی واضح مثال ہے آپ حالت نیند میں خواب کے وقت کلام کرتے ہیں۔ مگر زبان اور لب حرکت نہیں کرتے اگر کوئی شخص جاگ رہا ہو تو اس کی آواز کو نہیں سنتا حالانکہ وہ جاگنے پر کہتا ہے کہ میں ابھی خواب میں فلاں

کے ساتھ باتیں کر رہا تھا اسی طرح دُور دراز کے ملکوں کی سیر بھی کر لیتا ہے مگر جسم بستر پر محفوظ رہتا ہے۔

خواب دیکھنے کا سبب

حضرت موسیٰ بن جعفر علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ ابتدا خلقت میں انسان نیند کی حالت میں خواب نہیں دیکھتے تھے مگر بعد میں خالق کائنات نے نیند کی حالت میں خواب دکھانے شروع کئے اور اس کا سبب یہ ہے خلّاق عالم نے اس زمانہ کے لوگوں کی ہدایت کے لئے ایک پیغمبر کو بھیجا اور اس نے اپنی قوم کو اطاعت اور پروردگار عالم کی عبادت کی دعوت دی مگر انہوں نے کہا اگر ہم تیرے خدا کی عبادت کریں تو اس کا بدلہ کیا دے گا؟ حالانکہ تیرے پاس ہم سے زیادہ کوئی چیز نہیں تو اس پیغمبر نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم نے اطاعت خدا کی تو تمہاری جزاء بہشت ہوگی ۔ اگر گناہ کیا اور میری بات کو نہ سُنا تو سزا جہنم ہوگی۔ انہوں نے عرض کیا دوزخ اور بہشت کیا چیز ہے؟ اس پیغمبر نے دوزخ اور بہشت کے اوصاف۔ انکے سامنے بیان کئے اور تشریح کی۔ انہوں نے عرض کی یہ بہشت ہمیں کب ملے گا پیغمبر نے ارشاد فرمایا جب تم مرجاؤ گے۔ کہنے لگے ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے مردے بوسیدہ ہوکر خاک میں مل جاتے ہیں۔ ان کے لئے جن چیزوں کی تونے توصیف کی ہے نہیں دیکھتے اور پیغمبر کے ارشاد کی تکذیب کی۔

پروردگار عالم نے ان کو ایسے خواب دکھائے کہ وہ خواب میں کھاتے، پیتے
چلتے پھرتے، گفتگو کرتے اور سنتے ہیں لیکن بیدار ہونے کے بعد خواب
میں دیکھی ہوئی چیزوں کے اثرات نہیں پاتے۔ پس وہ اس پیغمبر کی خدمت
میں حاضر ہوئے اور اپنے خواب ان کے سامنے بیان کئے۔ پیغمبر نے
ارشاد فرمایا کہ پروردگار عالم نے تم پر حجت تمام کردی ہے کہ مرنے کے
بعد تمہاری روح بھی اسی طرح ہوتی ہے چاہے بدن خاک میں مل کر خاک ہو
جائے تمہاری روح قیامت تک عذاب میں ہو گی اور اگر نیک ہو گے تو بہشت
میں نعمات خداوندی سے لطف اٹھائے گی (معاد)

منزل اوّل

اس سفر کی پہلی منزل موت ہے

موت موت کی تعریف کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے بعض موت
کو امر وجودی اور بعض امر عدمی کہتے ہیں تحقیق شدہ بات ہے
کہ موت امر وجودی ہے اور اس صورت میں اس کی تعریف یہ کی گئی ہے

اَلْمَوْتُ صِفَةٌ وَجُودِيَّةٌ مُضَادَّةٌ لِلْحَيَاتِ۔ موت ایک
وجودی صفت ہے جو حیات کی ضد ہے۔ قرآن مجید میں ہے تَبَارَكَ

الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر

الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ

اَحْسَنُ عَمَلًا پ۲۹ بابرکت ہے وہ ذات جس کے قبضہ قدرت میں تمام کائنات کی باگ ڈور ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے جس نے زندگی اور موت کو اس لئے پیدا کیا ہے تاکہ آزمائے کہ تم میں سے کس کے اعمال اچھے ہیں اس آیت میں زندگی اور موت کی تخلیق کا تذکرہ فرمایا عدم محض کی تخلیق نہیں ہوتی اگر موت امر عدمی ہوتا تو لفظ خلق قرآن میں استعمال نہ کیا جاتا۔

موت حقیقتاً بدن اور روح کے تعلق کا ختم ہونا ہے روح اور بدن کے تعلق کو بےشمار تشبیہات کے ذریعہ ظاہر کیا گیا ہے۔ جیسے ملّاح اور کشتی اور موت ایسے ہے جیسے کشتی کو ملّاح کے اختیار سے جُدا کر دیا جائے روح وہ چراغ ہے جو ظلمت کدہ بدن کو روشن کرتا ہے اور تمام اعضاء وجوارح روشنی حاصل کرتے ہیں۔ موت اس چراغ کا جُدا کرنا ہے کہ جب اس کو جُدا کیا جائے گا تو پھر تاریک ہو جائے گا۔

علاوہ ازیں یہ تعلق اس طرح نہیں کہ روح بدن میں حلول کرتی ہے یعنی بدن کے اندر داخل ہوتی ہے اس لئے داخل یا خارج ہونا روح کے لئے زیبا نہیں ہے بلکہ صرف تعلق رکھتی ہے اور اسی تعلق کا ٹوٹ جانا موت کہلاتا ہے۔

ہم پر واجب ہے۔ کہ ہم یہ اعتقاد رکھیں کہ موت باذن خدا آتی ہے

وہی ذات جس نے شکم مادر سے لے کر آخر دن تک روح کا بدن سے
تعلق پیدا کیا۔ وہی روح کے بدن کے ساتھ تعلق کو ختم بھی کرتی ہے
وہی ہمیں مارتا ہے اور زندہ کرتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ اَللّٰہُ
یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا۔ اللہ ہی نفس کو موت
دیتا ہے بعض جاہل عوام عزرائیل کو بُرا کہتے ہیں اور دشمن سمجھتے ہیں کہ وہ
ہماری اولاد کو اور ہمیں اولاد سے چھینتا ہے اور یہ نہیں سمجھتے کہ وہ تو
پروردگار عالم کی طرف سے اس کام پہ مامور ہے اور وہ اس کے حکم
کے سوا کچھ بھی نہیں کرتا۔

ارواح کیسے قبض ہوتی ہیں؟

احادیث معراج کے ضمن میں قبض ارواح کی کیفیت یہ بیان کی گئی ہے
کہ حضرت عزرائیل کے سامنے ایک تختی موجود ہے جس پہ تمام نام تحریر ہیں
جس کی موت آجاتی ہے اس کا نام تختی سے صاف ہوجاتا ہے فوراً عزرائیل
اس کی روح قبض کر لیتا ہے۔ آن واحد میں یہ ممکن ہے کہ ہزارہا انسانوں
کے نام صاف ہوجائیں اور عزرائیل جیسا کہ ایک ہی وقت میں ہزاروں چراغ
گل کئے جا سکتے ہیں۔ اس لئے تعجب نہیں کرنا چاہیئے درحقیقت مارنے
والا خدا ہے جیسا کہ قبض روح کی نسبت خدا کی طرف دی گئی ہے قُلْ

يَتَوَفّٰكُمْ مَلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ تمہیں

موت عزرائیل دیتا ہے جو کہ تم پر مؤکل ہے ایک اور جگہ ارشاد فرمایا فَكَيْفَ

اِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ کے مارنے

والے عزرائیل کے اعوان و انصار فرشتے ہیں یہ تینوں درست ہیں۔ کیونکہ

عزرائیل اور اس کے اعوان و انصار فرشتے اللہ کے حکم سے ہی روح

کو قبض کرتے ہیں جیسا کہ لشکر بادشاہ کے حکم سے دوسری حکومتوں کو فتح

کرتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ فلاں لشکر نے فلاں ملک کو فتح کیا۔ درحقیقت

یہ فتوحات بادشاہ کی فہم و فراست اور حکمرانی کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ یہ تمام

مثالیں حقیقت کو سمجھانے کے لئے ہیں ورنہ حقیقت اس سے بالاتر ہے

درحقیقت زندہ کرنے والا اور مارنے والا خدا ہے۔

پروردگار عالم نے جیسا کہ اس دنیا کو دارالاسباب قرار دیا ہے اس

طرح موت کے لئے بھی اسباب معین فرمائے ہیں۔ جیسے مریض ہونا، قتل ہونا

حادثہ میں مرنا، گر کر مرنا وغیرہ یہ تمام موت کے اسباب اور بہانے ہیں ورنہ

کئی اشخاص ایسے ہیں کہ امراض شدیدہ میں مبتلا ہوتے ہیں اور صحت یاب ہو

جاتے ہیں بس بیٹھے بیٹھے موت ہو جاتی ہے۔ یہ اسباب تنہا موجب موت

نہیں اگر پیمانہ عمر لبریز ہو گیا تو پروردگار عالم اس کی روح کو قبض کر لیتا ہے

بعض انسانوں کی روح آسانی کے ساتھ اور بعض کی سختی کے ساتھ

قبض کی جاتی ہے۔ روایات میں موجود ہے کہ مرنے والا محسوس کرتا ہے گویا

اس کے بدن کو قینچی کے ساتھ کاٹا جا رہا ہے یا چکی میں پیسا جا رہا ہے اور بعض کو ایسا محسوس ہوتا ہے گویا پھول سونگھ رہے ہیں۔ اَلَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ يَقُوْلُوْنَ سَلَامٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ سورہ ۱۶ آیت ۳۲۔

یہ بھی سمجھ لینا ضروری ہے کہ یہ بھی کوئی قاعدہ کلیہ نہیں کہ ہر مومن کی جان آسانی کے ساتھ قبض کی جاتی ہے بلکہ اکثر مومنین ایسے ہیں کہ لطف خداوندی شامل حال ہوتا ہے لیکن بعض گناہوں کی وجہ سے جان سختی سے نکلتی ہے تاکہ مومن دنیا میں ہی گناہوں کی کثافتوں سے پاک ہو جائے۔ کفار کیلئے یہ سختی عذاب کی زیادتی اور آخرت کے عذاب کا مقدمہ ہوتی ہے۔ فَكَيْفَ اِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ سورہ ۴۷ آیت ۲۹

کبھی کفار و فساق لوگوں کی جان آسانی سے قبض ہوتی ہے کیونکہ یہ شخص اہل عذاب میں سے ہے لیکن اپنی زندگی میں کچھ اچھے کام کئے جیسے یتیم پر خرچ اور مظلوم کی فریاد رسی کی لہذا اس کا حساب اسی جگہ بیباق کرنے کیلئے جان آسانی سے نکلتی ہے تاکہ آخرت میں اس کا کار خیر

کے معاوضہ کا مطالبہ ختم ہو جائے۔

درحقیقت قبضِ روح کافر کے لئے پہلی بدبختی ہے چاہے جان آسانی سے نکلے یا سختی کے ساتھ اور مومن کے لئے موت نعمت اور سعادت ہوتی ہے جان کنی میں سختی ہو یا آسانی۔ اسی وجہ سے مومن یا کافر کی نسبت سے آسانی یا سختی کو کلیہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ (معاد)

دنیا کے ساتھ محبّت

موت سے کراہت اور دنیا سے دوستی اس وجہ سے ہوتی ہے کہ انسان دنیاوی خوشی سے بہرہ مند ہے جیسا کہ اکثر لوگوں کا حال ہے۔ غلط اور عقلاً و شرعاً بے جا ہے۔ دنیا بہ ہزار دقت حاصل ہوتی ہے اور ہزاروں مصیبتیں اور سختیاں ساتھ لے کر آتی ہے اور اس کو فنا اور زوال ہے بقاء اور وفا نہیں ہے کیا خوب شاعر نے کہا ہے۔

دل بر جہاں مبند کہ این بیوفا عروس
با ہیچ کس شبی بمحبت بسر نہ کرد

علاوہ ازیں قرآن مجید میں دنیا کی محبت کو کفار کی صفات میں شمار کیا گیا ہے رَضُوا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوا بِهَا کہ کفار دنیاوی زندگی پر راضی ہو گئے اور اس پر مطمئن ہو گئے دوسری جگہ ارشاد فرمایا اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ کیا

تم آخرت کو چھوڑ کر دنیاوی زندگی پر راضی ہو گئے ہو۔ یہودیوں کے لئے فرمایا یَوَدُّ اَحَدُکُمْ لَوْ یُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَۃٍ تم میں سے ہر ایک کی خواہش ہے کہ کاش ہزار سال دنیا میں عمر پاتا اس بارے میں آیات اور روایات کثیرہ موجود ہیں۔ یہاں پر مشہور حدیث نبوی حُبُّ الدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ دنیا کی دوستی، تمام گناہوں کی جڑ ہے کا نقل کرنا کافی ہے۔

موت کے ساتھ دوستی

اہم ترین بات یہ ہے کہ انسان لقاء اللہ کو محبوب سمجھے اور مومن موت کو بُرا نہ سمجھے اور موت کی وحشتناکی سے ڈرتا رہے نہ کہ موت کی خواہش کرتا رہے یا پناہ بخدا خودکشی کرے بلکہ اس دنیا میں گناہوں سے توبہ کرے اپنے نفس کی اصلاح کرے اور خیرات زیادہ کرے اور جب بھی خدا اس کے لئے موت مقرر کرے اسی حالت میں اس کو نعمت خداوندی سمجھے کہ کتنا جلدی اس نے دارالثواب میں پہنچا دیا اگر گنہگار ہے تو یہ سمجھے کہ موت کے وسیلہ سے گناہ کاری کے رشتہ کو ختم کر دیا اور سزا کا کم مستحق ہوا۔

خلاصہ یہ کہ موت میں خدا کی رضا پر راضی رہے اور دار الغرور سے دار السرور میں پہنچنے اور دوستوں کے وصال یعنی محمدؐ و آلِ محمدؐ اور آل اطہار

نیز ارواح صالح کی ملاقات سے خوش ہو۔ اسی طرح جبتک پروردگار عالم
چاہے تاخیر موت اور طول عمر پر راضی رہے تاکہ اس دار الفناء میں آخرت
کے طولانی سفر کے لئے زیادہ توشہ سفر جمع کر سکے۔ کیونکہ اس منزل تک پہنچنے
کے لئے گھاٹیاں پیچیدہ اور مقامات دشوار ہیں۔ اس جگہ ہم ان میں سے
چند مقامات کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ (معاد)

عقبہ اول

سکرات موت اور جان کی سختی کے بارے میں

وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذَٰلِكَ مَا كُنتَ مِنْهُ تَحِيدُ ۔ سورہ ق آیت ۱۹ ۔ اور موت کی بیہوشی حق کے
ساتھ آگئی یہ وہی تو ہے جس سے تم کنارہ کیا کرتے تھے۔

یہ عقبہ بہت دشوار ہے جسمیں ہر طرف سے مصائب و شدائد مرنے
والے کی طرف بڑھتے ہیں۔ ایک طرف تو مرض اور درد کی شدت، بندش
زبان، اعضاء جسمانی کی کمزوری اور دوسری طرف اہل و عیال کی چیخ و پکار، اُن کی
جدائی، بچوں کی بے کسی اور یتیمی کا غم اس پر طرہ یہ کہ اپنی دولت، مکانات
جاگیروں اور ان نفیس چیزوں کے ذخائر کی جدائی کا غم جن کے حصول کے
لئے اس نے اپنے بے شمار وسائل سے کام لے کر اپنی زندگی کے متاع

عزیز کو صرف کیا تھا۔ بلکہ اکثر ایسا بھی ہوا کہ اکثر مال لوگوں سے ظلم کے ذریعہ غصب کیا تھا اور جس قدر مال سے تعلق اور قبضہ زیادہ ہوتا گیا وہ مارِ گنج بنتا گیا اور واپس نہ کیا اب ایسے وقت میں وہ اپنے بگڑے ہوئے کاموں کی طرف متوجہ ہوا جبکہ وقت گزر چکا اور اصلاح کے راستے مسدود ہو گئے۔ جیسا کہ امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا یَتَذَکَّرُ اَمْوَالًا جَمَعَهَا اَغْمَضَ فِیْ مَطَالِبِهَا وَ اَخَذَهَا مِنْ مُصَرَّحَاتِهَا وَ مُشْتَبِهَاتِهَا قَدْ لَزِمَتْهُ تَبِعَاتُ جَمْعِهَا وَاَشْرَفَ عَلٰى فِرَاقِهَا تَبْقٰى لِمَنْ وَّرَائَهٗ يَنْعَمُوْنَ بِهَا فَيَكُوْنَ الْمُهَنَّا لِغَيْرِهٖ وَالْعِبَاءُ عَلٰى ظَهْرِهٖ۔ محتضر دولت کو یاد کرتا ہے جس کو اس نے جمع کیا اور اس کے طلب کرنے اور حاصل کرنے میں سخت کوشاں رہا اور مشتبہات کی پرواہ نہ کی جو اسے جمع کرنے میں درپیش آتے رہے ہے یہاں تک کہ اب وہ اس دولت سے جدا ہونے لگا اور وہ مال اس کے وارثوں کے لئے بچ رہا جو اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں پس اس کی تکلیف غیروں کے لئے اور فوائد پچھلوں کے لئے تھے۔

ایک طرف اس دنیا سے عالم ثانی میں منتقل ہونے کے خوف سے

اس کی آنکھیں ایسی خوفناک چیزیں دیکھتی ہیں جو اس نے اس سے قبل نہ دیکھی تھیں۔ فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَائَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ۝ سورہ ق آیت ۲۲۔ ہم نے تیری آنکھوں سے پردہ اٹھا دیا پس تیری نظر تیز ہو گئی۔ وقتِ احتضار مرنے والا ملائکہ غضب کو اپنے پاس دیکھتا ہے اور فکر مند ہوتا ہے کہ اس کے بارے میں کیا حکم اور سفارش کی جاتی ہے۔

اکثر روایات میں وارد ہے کہ رسول اکرم صلعم اور آئمہ طاہرین علیہم السلام وقتِ احتضار ہر شخص کے سرہانے نورانی اور مثالی ابدان کے ساتھ حاضر ہوتے ہیں امام رضا علیہ السلام اپنے اصحاب میں سے ایک مرنے والے شخص کے پاس تشریف لے گئے اس نے آپکے چہرے پہ نگاہ کی اور عرض کرنے لگا اب رسولخدا، حضرت علیؑ، حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا امام حسنؑ اور امام حسینؑ تا حضرت موسیٰؑ بن جعفر علیہم السلام تمام حاضر ہیں اور آپ کی صورت نوریہ بھی حاضر ہے۔ (بحار جلد سوم)

یہ بات مسلمات میں سے ہے کہ ہر شخص احتضار کے وقت اپنی محبت اور معرفت کے اندازہ کے مطابق سرور کائنات اور آلِ اطہار علیہم السلام سے ملاقات کرتا ہے چاہے کافر ہو یا مومن یہ ملاقات مومنین کے لئے نعمت پروردگار اور منافق و کافر کے لئے قہر جبار السَّلَامُ عَلٰى نِعْمَةِ اللّٰهِ عَلَى الْاَبْرَارِ وَ نِقْمَةِ عَلَى الْجَبَّارِ

(زیارت ہشتم امیر علیہ السلام)

اے کہ گفت فَمَن یَمُت یَرنی — جان فدائی کلام دلجویت

کاش روزی ہزار مرتبہ من — مردمی تا بدید می رویت

دوسری طرف شیاطین اپنے اعوان و انصار کے ساتھ محتضر کو شک میں مبتلا کرنے کے لئے اس کے پاس جمع ہوتے ہیں جس کے ذریعہ اس کا ایمان چھن جائے اور وہ دنیا سے منکر اٹھے اس پر طرہ یہ کہ ملک الموت کی آمد کا خوف کہ وہ کس ہیئت (صورت) میں ہوگا اور وہ اس کی روح کو کس طرح قبض کرے گا۔ آسانی کے ساتھ یا سختی کے ساتھ۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا فَاجْتَمَعَتْ عَلَيْهِ سَكَرَاتُ الْمَوْتِ فَغَيْرُ مَوْصُوفٍ مَا نَزَلَ بِهِ۔ اس پر سکرات موت جمع ہوگئے جن کا وصف بیان نہیں کیا گیا کہ وہ کیا سے کر اتریں گے۔

شیخ کلینیؒ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو آنکھوں کے درد کا عارضہ ہوا۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی عیادت کے لئے تشریف لائے دیکھا کہ حضرت علیؑ درد کی وجہ سے فریاد کر رہے ہیں۔ آپ نے پوچھا کہ یہ فریاد بیتابی اور بیقراری کی وجہ سے ہے یا شدت درد کی وجہ سے امیر المومنینؑ نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے اب تک اس شدت کا عارضہ کبھی نہیں ہوا حضورؐ نے فرمایا۔ اے علیؑ جب ملک الموت کافر کی روح قبض کرنے کے لئے آتا ہے تو وہ اپنے ساتھ آگ کا ایک گرز لاتا ہے جس کے ذریعہ اس

کی روح کو کھینچتا ہے پس جہنم اُسے پکارتی ہے۔ جب امیر المومنین علیہ السلام نے یہ بات سُنی تو اُٹھ بیٹھے اور عرض کیا یا رسول اللہ اس حدیث کا اعادہ فرمائیں کیونکہ مجھے درد کی تکلیف بھول گئی ہے اور پوچھا آقا کیا آپؐ کی اُمّت میں سے بھی کسی کی روح اس طرح قبض کی جائے گی۔ فرمایا ہاں تین اشخاص کی جان میری اُمّت میں سے اس طرح قبض کی جائے گی۔ ۱۔ ظالم حاکم ۲۔ جس شخص نے یتیموں کا مال بذریعہ ظلم غصب کیا ہو ۳۔ جھوٹی گواہی دینے والے کی۔

انسان اپنے اعمال نیک و بد کا نتیجہ جان کنی کی آسانی اور سختی میں بھی دیکھ لیتا ہے بعض تو ایسے ہوتے ہیں کہ اپنی بداعمالیوں کی بناء پر مرتے وقت کافر ہو جاتے ہیں۔ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَاۗءُوا السُّوْٓاٰى اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ (سورہ ۳۰ آیت ۹)

روایات کثیرہ اس بات کی شاہد ہیں کہ سکرات موت کے وقت اور بعد میں حائضہ اور نفساء اور جنبی لوگوں کا محتضر کے پاس رہنا۔ ملائکہ رحمت کے تنفر اور میت کے لئے تکلیف کا باعث ہیں۔

علل الشرائع میں باسناد صدوقؒ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا لَا تَحْضُرُ الْحَائِضُ وَالْجُنُبُ عِنْدَ التَّلْقِيْنِ لِاَنَّ الْمَلَائِكَةَ تَتَاَذّٰى بِهِمَا۔

کتاب دارالسلام میں سید جلیل ثقہ سید مرتضیٰ نجفی سے منقول ہے
کہ انہوں نے فرمایا کہ میں اس سال جبکہ عرب و عراق میں طاعون کی وبا
عام تھی۔ سند العلماء الراسخین سید محمد باقر قزوینی کے ساتھ صحن امیر المومنینؑ
کے درمیان بیٹھے تھے اور لوگ ارد گرد جمع تھے اور آپ ہر ایک کے ذمہ
اموات کی خدمت سپرد کر رہے تھے کہ ایک عجمی نوجوان زوار اس مجمع کے
آخر میں کھڑا تھا جو۔ سید مرحوم کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا تھا۔ لیکن لوگوں
کی کثرت حائل تھی۔ اس نوجوان نے رونا شروع کیا اور سید مرحوم میری طرف
متوجہ ہوئے اور فرمایا جا کر اس نوجوان سے رونے کا سبب دریافت کرو میں
نے اس کے پاس جا کر وجہ پوچھی اس نے کہا میری خواہش ہے کہ سید موصوف
میرے تنہا میت پر نماز جنازہ پڑھیں میں دیکھتا ہوں کہ بعض اوقات بیس۲۰
تیس۳۰ جنازے جمع ہونے پر ایک ہی دفعہ نماز پڑھتے ہیں۔ میں نے اس کی
حاجت سید موصوف کی خدمت میں عرض کی۔ اور آپ نے شرف قبولیت بخشا
دوسرے دن ایک بچہ مجمع کے آخر میں روتا ہوا دیکھا پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہ
اس نوجوان عجمی کا لڑکا ہے جس نے کل منفرد نماز جنازہ کی درخواست کی تھی۔
آج وہ طاعون میں مبتلا ہے اور حالت احتضار میں ہے اس نے آقا کی خدمت
میں قدم رنجہ فرمانے کی درخواست کی ہے تاکہ شرف زیارت حاصل کر سکے۔
سید موصوف نماز جنازہ کے لئے نائب مقرر کرنے کے بعد عیادت کے لئے
روانہ ہوئے میں اور چند اور اصحاب بھی ساتھ ہو لئے راستہ میں ایک مرد صالح
گھر سے نکلا اور سید موصوف کو دیکھ کر کھڑا ہو گیا پوچھا۔ ھل اتیٰ

ضیافۃ کیا مہمانی ہے میں نے کہا نہیں الی عبادۃ وفائدۃ بلکہ عیادتِ مریض اس مرد نے کہا میں بھی آپ کے ساتھ چلتا ہوں تاکہ یہ سعادت حاصل کروں جب ہم مریض کے کمرہ میں پہنچے تو سید موصوف پہلے داخل ہوئے اور پھر ہم ایک ایک کر کے داخل ہوئے ۔ مریض نے کمال محبت اور شعور کے ساتھ ملاقات کی اور بیٹھنے کی نشاندھی کی جب وہ مرد صالح جو راستہ میں ساتھ ہو لیا تھا داخل ہوا تو مریض کا چہرہ تبدیل ہو گیا اور ترش رو ہو کر دیکھا اور ہاتھ سے باہر نکل جانے کا اشارہ کیا اور اپنے بیٹے کو باہر نکال دینے کو کہا اور اس مریض کی بے چینی اور اضطراب بڑھ گیا حالانکہ مریض اس سے واقف تک نہ تھا چہ جائیکہ عداوت ہوتی ۔ وہ مرد باہر چلا گیا کچھ دیر کے بعد وہ دوبارہ داخل ہوا اور سلام کیا ۔ مریض اس کی طرف متوجہ ہوا اور بڑے خلوص اور محبت کے ساتھ خطاب کیا اور تعارف کیا تھوڑی دیر کے بعد ہم سید موصوف کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے اور وہ مرد صالح بھی ساتھ اٹھ کھڑا ہوا ۔ راستہ میں ہم نے اس سے محبت اور عداوت کا راز پوچھا اس نے بتایا کہ میں حالتِ جنب میں گھر سے نکلا تاکہ حمام میں جاؤں مگر وقت کی وسعت کے پیشِ نظر پلٹ کر آپ کے ساتھ ہو گیا حجرہ میں داخل ہوتے ہی جو کچھ مریض سے مشاہدہ کیا اس سے میں سمجھ گیا کہ یہ نفرت اور اضطراب میری حالتِ جنابت کی وجہ سے ہے پس میں اپنے اطمینان کیلئے گیا اور غسل کرنے کے بعد واپس دوبارہ آگیا اب کی دفعہ اس نے کمال خلوص اور محبت کا اظہار کیا ۔ مجھے یقین ہو گیا کہ وہ میری حالتِ جنابت کو سمجھ گیا تھا جو کہ تنفر ملائکہ رحمت اور محتضر کی بے چینی کا سبب ہے ۔ (خزینۃ الجواہر)

وہ اعمال جن کی وجہ سے سکرات میں آسانی ہوتی ہے

شیخ صدوقؒ نے امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص چاہے کہ اللہ تعالیٰ اسے سکرات موت سے بچائے اسے چاہئے کہ وہ رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرے اور والدین سے نیکی کرے جو شخص بھی ایسا کریگا اللہ تعالیٰ اس سے موت کی سختی کو آسان کر دے گا اور وہ اپنی زندگی میں کبھی مفلس نہیں ہوگا۔

روایت ہے کہ رسولِ اکرمؐ ایک جوان کے احتضار کے وقت اس کے پاس پہنچے اور اسے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھنے کو فرمایا لیکن اس کی زبان بند تھی اور وہ نہ کہہ سکا۔ آپ نے دوبارہ پڑھنے کو فرمایا مگر وہ نہ کہہ سکا آپ نے دوبارہ پڑھنے کو فرمایا وہ نہ کہہ سکا۔ آنحضرت نے اس جوان کے سرہانے بیٹھی ہوئی عورت سے دریافت فرمایا اس کی والدہ موجود ہے اس عورت نے عرض کی ہاں میں ہی اس کی ماں ہوں۔ آپ نے پوچھا کیا تو اس سے ناراض ہے اس نے عرض کیا یا حضرت میں آپکی رضا کے ساتھ ہوں جونہی اس نے اپنی رضامندی کے اظہار کے لئے اپنے بیٹے سے کلام کیا تو فوراً اس کی زبان کھل گئی۔ آنحضرت نے اسے کلمہ توحید پڑھنے کی تلقین فرمائی تو اس نے کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اپنی زبان پہ جاری کیا۔ پھر آپ نے اس سے پوچھا تو کیا دیکھتا ہے اُس نے عرض کی میں ایک قبیح المنظر آدمی کو دیکھتا

ہوں جس کا لباس گندہ اور بدبُودار ہے میرے پاس آیا اور میرے گلے کو دبوچ لیا پھر آنحضرتؐ نے اسے یہ کلمات پڑھنے کو فرمایا۔

یَامَنْ یَقْبَلُ الْیَسِیْرُ وَیَعْفُوْ عَنِ الْکَثِیْرِ اَقْبَلْ مِنِّی الْیَسِیْرَ وَاعْفُ عَنِّی الْکَثِیْرَ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ○ جب اس جوان نے یہ کلمات اپنی زبان پر جاری کیے تب آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اب تو کیا دیکھتا ہے اس نے عرض کیا میرے پاس ایک خوبصورت اور خوش وضع آدمی آیا ہے اور وہ سیاہ شخص پشت پھیر کر جا رہا ہے۔ آنحضرتؐ نے یہ کلمات اسے دوبارہ پڑھنے کی تلقین فرمائی۔ جب اُس نے ان کلمات کو دہرایا تو آپ نے دریافت فرمایا کہ اب تو کیا دیکھتا ہے۔ جوان نے عرض کیا کہ اب وہ سیاہ رُو آدمی مجھے نظر نہیں آتا اور نورانی شکل میرے پاس موجود ہے۔ پھر اسی حالت میں اس جوان نے وفات پائی۔

مؤلّف گوید اس حدیث پر اچھی طرح غور کرو کہ حقوقِ والدین کے اثرات کس قدر سخت ہیں باوجودیکہ اس شخص کا شمار آپ کے صحابہ میں تھا اور حضور جیسا پیکرِ رحمت اس کی عیادت کیلئے تشریف لایا اور اس کے سرہانے بیٹھ کر خود اسے کلمہ شہادت کی تلقین فرمائی مگر وہ اس وقت تک کلمہ شہادت زبان پر جاری نہ کر سکا جب تک اس کی والدہ نے اپنے بیٹے سے رضامندی کا اظہار نہیں کیا۔

امام جعفر صادق علیہ السّلام سے مروی ہے کہ سردیوں اور گرمیوں میں اپنے مومن بھائی کو لباس پہنانے والے کا اللہ تعالیٰ پر یہ حق ہے کہ وہ اسے لباسِ جنت عطا کرے اور موت کی سختی آسان فرمائے اور تنگیٔ قبر کو فراخی وکشادگی میں تبدیل کرے۔ حضرت رسولؐ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ سے منقول ہے کہ جو شخص اپنے مومن بھائی کو شیرینی کھلائے گا خلاق عالم اس سے موت کی سختی کو دُور فرمائے گا۔

وہ اعمالؐ جو محتضر کیلئے موجب تعجیلؐ راحت ہے

سورہ یٰسین، والصّافات اور کلمات فرج:

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْاَرَضِیْنَ السَّبْعِ وَمَا فِیْھِنَّ وَ مَا بَیْنَھُنَّ وَمَا فَوْقَھُنَّ وَمَا تَحْتَھُنَّ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ہ

کا محتضر کے قریب پڑھنا شیخ صدوقؒ حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص ماہ رجب کے آخری دن روزہ رکھے گا۔ حق تعالیٰ اسے سکرات موت کے بعد کے خوف سے محفوظ رکھے گا۔ حدیث ۲۴ رحمت

کو روزہ رکھنا موجب ثواب عظیم ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس کے
پاس ملک الموت خوبصورت اور پاکیزہ لباس میں ملبوس جوان کی شکل میں شرابًا
طہورًا کا جام ہاتھ میں لئے رُوح قبض کرنے کے لئے آئے گا اور وہ شراب
جنت سے لبریز جام وقتِ احتضار اسے پینے کے لئے دے گا تاکہ
سکرات موت اس پر آسان ہوں۔

حضرت رسولِ اکرمؐ سے مروی ہے کہ جو شخص ساتویں رجب کی شب
کو چار رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورہ حمد ایک مرتبہ
سورۂ توحید تین مرتبہ اور سورۂ فلق اور سورہ وَالنّاس پڑھے اور فراغت
کے بعد درود شریف اور تسبیح اربعہ دسؔ دسؔ مرتبہ پڑھے تو خلاق عالم اسے
عرش کے سایہ میں جگہ دے گا۔ اور ماہ رمضان کے روزہ دار کے مطابق
ثواب عطا کرے گا۔ نیز اس کے فارغ ہونے تک ملائک اس کے لئے استغفار
کرتے رہیں گے اور اس کے لئے سکرات موت کو آسان اور فشارِ قبر دُور
فرمائے گا اور وہ دنیا سے اس وقت تک نہیں اُٹھے گا جب تک کہ وہ
اپنی جگہ جنت میں اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لے اور وہ محشر کی سختی سے
محفوظ رہے گا۔

شیخ کفعمیؒ حضرت رسولؐ اکرم صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ
جو شخص اس دُعا کو ہر روز دس مرتبہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے چار ہزار
گناہانِ کبیرہ معاف فرمائے گا اور سکرات موت، فشار قبر اور روز قیامت کی
ایک لاکھ ہولناکیوں سے نجات دے گا اور شیطان اور اس کے لشکر سے

محفوظ رکھے گا نیز اس کا قرض ادا ہوگا اور اس سے رنج و غم دُور رہے گا وہ دُعا یہ ہے۔

اَعْدَدْتُ لِكُلِّ هَوْلٍ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلِكُلِّ هَمٍّ وَغَمٍّ مَا شَآءَ اللّٰهُ وَلِكُلِّ نِعْمَةٍ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلِكُلِّ رَخَآءٍ اَلشُّكْرُ لِلّٰهِ وَلِكُلِّ اُعْجُوْبَةٍ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَلِكُلِّ ذَنْبٍ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَلِكُلِّ مُصِيْبَةٍ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ. وَلِكُلِّ ضِيْقٍ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَلِكُلِّ قَضَاءٍ وَقَدَرٍ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ وَلِكُلِّ عَدُوٍّ اِعْتَصَمْتُ بِاللّٰهِ وَلِكُلِّ طَاعَةٍ وَمَعْصِيَةٍ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ط

جو شخص اس دعا کو ستّر مرتبہ پڑھے اس کے لئے ثواب عظیم ہے۔ کم از کم یہ کہ اس کے پڑھنے والے کو جنّت کی بشارت دی جائے گی۔ وہ دعا یہ ہے۔

يَا اَسْمَعَ السَّامِعِيْنَ وَيَا اَبْصَرَ الْمُبْصِرِيْنَ وَيَآ

اَسْرَعَ الْحَاسِبِیْنَ وَیَا اَحْکَمَ الْحَاکِمِیْنَ۔

شیخ کلینی رح حضرت امام جعفر صادق ؑ روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا سورہ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَہَا کو نماز نافلہ میں پڑھنے سے دل تنگ نہیں کرنا چاہئے کیونکہ حق تعالیٰ ایسے شخص کو زلزلہ بجلی اور آفات ارضی و سماوی سے محفوظ رکھتا ہے اور اس سورہ کو ایک مہربان فرشتہ کی شکل میں اس شخص کے پاس بھیجتا ہے جو اس کے احتضار کے وقت اس کے پاس بیٹھ جاتا ہے اور ملک الموت سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے کہ اے ملک الموت اس ولی اللہ کیساتھ مہربانی سے پیش آنا کیونکہ یہ اکثر مجھے پڑھا کرتا تھا۔

عقبہ دوم

موت کے وقت حق سے عدول

یعنی مرتے وقت حق سے باطل کی طرف عدول کرنا اور یہ اس طرح ہے کہ شیطان مرنے والے کے پاس حاضر ہو کر اسے وسوسہ شیطانیہ میں مبتلا کر کے شکوک و شبہات میں ڈالتا ہے یہاں تک کہ وہ اسے ایمان سے خارج کر دیتا ہے اسی لئے شیطان سے پناہ مانگنے کے لئے دعائیں منقول ہیں۔ جناب فخر المحققین رح ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص اس سے محفوظ رہنا چاہے اسے چاہیئے کہ ایمان اور اصولِ خمسہ کو دلائل قطعیہ کے ساتھ ذہن میں حاضر کرے اور خلوص دِل کے ساتھ اس اعتقاد کو حق تعالیٰ کے سپرد کرے تاکہ موت کے وقت یہ

وسوسہ شیطانیہ کارد ثابت ہوں اور عقائد حقہ، کے ورد کے بعد یہ دعا پڑھے:۔

اَللّٰھُمَّ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اِنِّیْ قَدْ اَوْ
دَعْتُکَ یَقِیْنِیْ ھٰذَا وَثَبَاتَ دِیْنِیْ وَاَنْتَ
مُسْتَوْدَعٍ وَقَدْ اَمَرْتَنَا بِحِفْظِ الْوَدَائِعِ
فَرُدَّہٗ عَلَیَّ وَقْتَ حُضُوْرِ مَوْتِیْ۔

فخر المحققین کے ارشاد کے مطابق مشہور دعائے عدیلہ کا معانی کو سمجھ کر حضورِ قلب کے ساتھ پڑھنا موت کے وقت حق سے عدول کے خطرہ سے سلامتی کے خواہشمند کے لئے مفید ہے۔ شیخ طوسیؒ نے محمد بن سلیمان دیلمی سے روایت کی ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں عرض کی کہ آپ کے پیرو کار شیعہ کہتے ہیں کہ ایمان کی دو قسمیں ہیں۔

اوّل۔ ایمان مستقر و ثابت، **دوم** جو بطور امانت سپرد کیا گیا ہے اور زائل بھی ہو سکتا ہے آپ مجھے ایسی دُعا تعلیم فرمائیں کہ جب بھی میں اس کو پڑھوں میرا ایمان کامل ہو جائے اور زائل نہ ہو۔ آپ نے فرمایا اس دعا کو ہر واجب نماز کے بعد پڑھا کرو، دُعا یہ ہے۔

رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ
نَبِیًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَبِالْقُرْاٰنِ کِتَابًا وَبِالْکَعْبَۃِ

قِبْلَةً وَبِعَلِيٍّ وَلِيًّا وَ اِمَامًا وَ بِالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ
وَعَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ وَمُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ
وَجَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَمُوْسَى بْنِ جَعْفَرٍ
وَعَلِيِّ بْنِ مُوْسٰى وَمُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ وَعَلِيِّ
بْنِ مُحَمَّدٍ وَالْحَسَنِ ابْنِ عَلِيٍّ وَالْحُجَّةِ
بْنِ الْحَسَنِ صَلَوٰتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَئِمَّةً اَللّٰهُمَّ
اِنِّيْ رَضِيْتُ بِهِمْ اَئِمَّةً فَارْضِنِيْ لَهُمْ اِنَّكَ
عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

آسانیٔ موت کے اعمال

ان چیزوں کے باب میں جو اس سخت عقبہ میں مفید ہیں۔

نماز کا پابندیٔ وقت کے ساتھ ادا کرنا، ایک حدیث کے ایک حصّہ میں ہے
کہ کائنات کے مشرق و مغرب میں کوئی بھی صاحب خانہ ایسا نہیں کہ ملک الموت
دن رات پانچوں نمازوں کے اوقات میں انہیں نہ دیکھتا ہو۔ جب بھی کسی کی

رُوح قبض کرنا چاہتا ہے اگر وہ پابندیٔ وقت کے ساتھ نماز پڑھنے کا عادی ہے تو ملک الموت اسے شہادتین کی تلقین کرتا ہے اور ابلیس ملعون کو اس سے دُور بھگاتا ہے۔

منقول ہے کہ حضرت امام جعفر صادقؑ نے ایک شخص کو لکھا "اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا خاتمہ اعمال صالح کے ساتھ ہو اور تیری رُوح ایسی حالت میں قبض کی جائے کہ تو افضل اعمال کا عامل ہو تو اللہ تعالیٰ کے حقوق کو بزرگ و برتر سمجھ نہ کہ تو اس کی عطا کردہ نعمتوں کو اس کی نافرمانی میں صرف کرے اور اس کے حلم سے ناجائز فائدہ اٹھا کر مغرور ہو جائے۔ ہر اس شخص کو عزت کی نگاہ سے دیکھ جس کو تو ہمارے ذکر میں مشغول پائے یا وہ ہماری محبت کا دعویٰ کرے اس میں تیرے لئے کوئی عیب نہیں کہ تو اس کو عزت کی نگاہ سے دیکھے خواہ وہ اس میں سچا ہو یا جھوٹا اس میں تجھے تیری صدق نیت تجھے نفع دے گی اور جھوٹ کا نقصان پہنچے

فقیر گوید: خاتمہ بالخیر اور بدبختی کو نیک بختی میں تبدیل کرنے کے لئے صحیفہ کاملہ کی گیارہویں دعا تمجید (یامن ذکرہ شرف للذاکرین الخ) کا پڑھنا مفید ہے اور کافی میں مذکور دعاء تمجید کا پڑھنا بھی مفید ہے اور میں نے اسے کتاب باقیات صالحات میں ادعیہ ساعات کے بعد نقل کر دیا ہے۔

ذیقعدہ کے یکشنبہ کیلئے وارد شدہ نماز کو اس ذکر شریف کے ساتھ پڑھنا زیادہ مفید ہے۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ (سورہ آل عمران آیت ۸) تسبیح جناب سیدہ کا پابندی کے ساتھ پڑھنا عقیق کی انگوٹھی پہننا خصوصاً سرخ عقیق کی اگر اس پر مُحَمَّدٌ نَبِيُّ اللهِ وَعَلِيٌّ وَلِيُّ اللهِ نقش ہو تو اور بہتر ہے سورہ قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ کا ہر جمعہ کو پڑھنا اور اس دعا کا نماز صبح و نماز مغرب کے بعد سات مرتبہ پڑھنا۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ط

شب بائیس رجب کو آٹھ رکعت نماز اس طریقہ سے پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد ایک مرتبہ اور قل یا ایھا الکافرون سات مرتبہ پڑھے۔ فارغ ہونے کے بعد دس مرتبہ درود شریف اور دس مرتبہ استغفار پڑھے۔ سید بن طاؤس نے رسول اکرم سے روایت کی ہے کہ جو شخص چھ شعبان کو چار رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت

میں سورہ حمد ایک مرتبہ سورہ توحید پچاس مرتبہ پڑھے تو حق تعالےٰ اس کی رُوح کو بڑی نرمی کے ساتھ قبض کرے گا اس کی قبر کشادہ ہوگی اور وہ اپنی قبر سے اس طرح اٹھے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح روشن ہوگا اور کلمہ شہادت زبان پر جاری ہوگا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

قول مؤلف یہ نماز بعینہٖ نماز حضرت امیر المومنینؑ کی طرح ہے جس کے فضائل بے شمار ہیں میں اس جگہ پر چند حکایات کا تذکرہ مناسب اور موزوں سمجھتا ہے۔

حکایت اوّل فضیل بن عیاض سے جو صوفیاء میں سے تھے منقول ہے کہ اس کا ایک فاضل شاگرد تھا وہ ایک دفعہ جب بیمار ہوا نزع کے وقت فضیل اس کے سرہانے آکر بیٹھ گیا اور سورۂ یٰسین کی تلاوت شروع کی اور اس مرنے والے شاگرد نے کہا، اے اُستاد اس سُورہ کو مت پڑھو۔ فضیل نے سکوت اختیار کیا پھر اسے کلمۂ توحید لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھنے کو کہا مگر اس نے پڑھنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ میں اس سے بیزار ہوں العیاذ باللہ اور وہ اسی حال میں مر گیا۔ فضیل یہ حالت دیکھ کر سخت برہم ہوا اور اپنے گھر چلا گیا اور پھر باہر نہ نکلا۔ فضیل نے اپنے اس شاگرد کو خواب میں دیکھا کہ ملائکہ عذاب اسے جہنم کی طرف کھینچ کر لے جا رہے ہیں فضیل نے اس سے پوچھا تُو تو میرے فاضل شاگردوں میں سے تھا۔ تجھے کیا ہوا کہ خداوند تعالیٰ نے تجھ سے معرفت کا خزانہ چھین لیا اور تیرا انجام بُرا ہوا۔ اس نے جواب دیا اس کی تین وجوہات ہیں جو مجھ میں تھیں۔

اوّل چغلخوری وَیْلٌ لِّکُلِّ ھُمَزَۃٍ لُّمَزَۃٍ ہلاکت ہے ہر چغلخور طعنہ باز کیلئے۔

دوم حسد کرنا

الحسد یاکل الایمان کما تاکل النار الحطب (اصول کافی)
حسد ایمان کو اس طرح کھاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو

سوم نکتہ چینی کرنا

والفتنۃ اکبر من القتل ۔ فتنہ قتل سے بھی زیادہ بڑا ہے ۔ مجھے ایک بیماری تھی جس کے لئے ڈاکٹر نے یہ تجویز کیا تھا کہ میں ہر سال ایک پیالہ شراب پیا کروں ، اگر یہ نہ پیا تو بیماری نہیں چھوڑے گی. لہٰذا میں طبیب کی ہدایت کے مطابق شراب پیتا رہا۔ انہی تین وجوہات کی بنا پر جو مجھ میں تھیں میرا انجام بُرا ہُوا اور مجھے اس حالت میں موت آگئی ۔

قول مؤلف

مجھے اس حکایت کے ذیل میں اس خبر کا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے جو شیخ کلینیؒ نے ابو بصیر سے روایت کی ہے

وہ کہتا ہے میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ام خالد بن معبدیہ نے آپکی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی میرا علاج نبیذ تجویز کیا ہے جو ایک قسم کی شراب ہے اور میں نے اب تک اس کے پینے سے گریز کیا اور میں جانتی تھی کہ آپ اس سے کراہت کرتے ہیں لہٰذا میں نے آپ سے اس معاملہ میں دریافت کرنا زیادہ مناسب سمجھا آپ نے فرمایا تجھے اس کے پینے سے کس بات نے روکا ، عرض کرنے لگی کیونکہ میں دینی معاملات میں آپکی مقلد اور اس وجہ سے بروز قیامت یہ کہہ سکوں کہ جعفر بن محمدؑ نے مجھے حکم دیا تھا یا منع فرمایا تھا امام علیہ السلام ابو بصیر کی طرف مخاطب ہوئے ، اے ابو محمد کیا تو اس عورت کی بات اور مسئلہ کی طرف دھیان نہیں دیتا پھر اس عورت سے فرمایا خدا کی قسم میں تجھے اس میں سے ایک قطرہ بھی پینے کی اجازت نہیں دیتا ایسا نہ ہو کہ تو اس کے پینے سے اس وقت پشیمان ہو جبکہ تیری جان یہاں تک پہنچے اور گلے کی طرف اشارہ فرمایا اور یہ تین مرتبہ فرمایا پھر اس عورت سے فرمایا کیا تو اب سمجھ گئی کہ میں نے کیا کہا ۔

حکایت دیگر

شیخ بہائی عطر اللہ مرقدہ کشکول میں ذکر فرماتے ہیں کہ ایک شخص بڑا پروردہ عیش و عشرت تھا جب مرنے کے قریب ہوا تو اسے کلمہ شہادتین کی تلقین کی گئی مگر اس نے بجائے شہادتین کے یہ شعر پڑھا۔

یَا رُبَّ قَائِلَۃٍ یَوْمًا وَ قَدْ تَعِبَتْ

اَیْنَ الطَّرِیْقُ اِلٰی حَمَّامِ مِنْجَابِ

کہاں ہے وہ عورت جو ایک دن تھکی ماندی خستہ حالت میں جا رہی تھی کہ اس نے مجھ سے پوچھا کہ حمام منجاب کا رستہ کونسا ہے۔

اس کا اس شعر کو پڑھنے کا سبب یہ تھا کہ ایک روز ایک پاکدامن اور خوبصورت عورت اپنے گھر سے نکلی کہ وہ مشہور و معروف حمام منجاب کی طرف جائے مگر وہ حمام کا راستہ بھول گئی اور راستہ چلنے کی وجہ سے اس کی حالت بُری ہو رہی تھی کہ ایک شخص کو مکان کے دروازے پہ دیکھا۔ اس عورت نے اس شخص سے حمام منجاب کا راستہ پوچھا۔ اس نے اپنے گھر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ حمام منجاب یہی ہے وہ پاکدامن اس مکان کو حمام سمجھ کر داخل ہوئی اس شخص نے فوراً مکان کا دروازہ بند کر لیا اور اس سے زنا کی خواہش کی۔ وہ بیکس عورت سمجھ گئی کہ اب وہ اس کی گرفت سے بغیر کسی تدبیر سے نہیں بچ سکتی۔ لہٰذا کمال رغبت اور دلچسپی کا اظہار کیا اور کہا کہ میرا بدن گندہ اور بدبودار ہے میں نے اسی وجہ سے نہانے کا ارادہ کیا تھا۔ اب بہتر یہ ہے کہ آپ میرے لئے عطر اور بہترین خوشبو لائیں تاکہ میں آپ کے لئے اپنے آپ کو معطر کروں۔

نیز کچھ کھانا بھی مہیا کریں۔ تاکہ دونوں مل کر کھائیں۔ ہاں جلدی آنا کیونکہ میں آپ کی سخت مشتاق ہوں۔ جب اس شخص نے اس کو اپنا سخت مشتاق پایا تو مطمئن ہو کر اسے اپنے مکان پر بٹھایا اور خود کھانا اور عطر لانے کے لئے باہر نکلا۔ جونہی اس نے اپنا قدم باہر رکھا وہ عورت بھی گھر سے بھاگ نکلی اور اس کے چنگل سے نجات پائی جب وہ شخص واپس آیا تو عورت کو نہ پا کر کفِ افسوس ملنے لگا۔ اب جب اس مرد کا احتضار کا وقت آیا تو اسی عورت کا خیال اس کے دل میں تھا اور اس گزشتہ واقعہ کو کلمہ توحید کی بجائے ایک شعر میں بیان کرتا ہے۔

اے برادر اس حکایت پر غور کر کہ ایک گناہ کے ارادے نے اس مرد کو مرتے وقت کلمہ شہادت کے اقرار سے کس طرح برگشتہ کیا حالانکہ اس سے فعل سرزد نہیں ہوا سوائے اس کے کہ اس نے عورت کو زنا کے ارادہ سے اپنے گھر میں داخل کیا اور زنا کا ارتکاب نہیں کیا اسی طرح کی اور بہت سی حکایات ہیں۔

شیخ کلینی رح نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: جو شخص زکوٰۃ کی ایک قیراط بھی روکے اسے اختیار ہے کہ وہ مرتے وقت یہودی مرے یا نصرانی لیکن مولف کہتا ہے کہ قیراط اکیس[۲۱] دینار کا ہوتا ہے اور اسی مضمون کی اس شخص کے بارے میں بھی روایت ہے جو باوجود استطاعت کے مرتے دم تک حج ادا نہ کرے۔

لطیفہ کسی عارف سے منقول ہے کہ وہ ایک محتضر کے پاس پہنچے حاضرین نے ان سے التجا کی کہ وہ اس محتضر کو تلقین کریں۔ اس نے محتضر کو یہ رباعی پڑھنے کو کہا

گر من گنہ جملہ جہاں کردستم

لُطف تو اُمید است گیرد دستم

گوئے کہ بوقت عجز دستت گیرم

عاجز تر ازایں مخواہ کاکنوں ہستم

اگرچہ میں نے تمام دنیا جہاں کے گناہ کر ڈالے لیکن مجھے اُمید ہے کہ تیری رحمت میرا دامن پکڑ لے گی تو کہتا ہے کہ میں عاجزی کے وقت ہاتھ پکڑ لیتا ہوں اس وقت جس قدر میں عاجز ہوں اس سے زیادہ اور کوئی عاجز نہ ہوگا۔

موت کے بعد قبر تک

روح قبض ہونے کے بعد روح بدن کے اُوپر ٹھہری رہتی ہے پھر اگر مومن ہے تو رُوح کو فرشتے آسمان کی طرف لے جاتے ہیں اور کافر کی رُوح کو نیچے لے جاتے ہیں مومن کے جنازہ کو جب اُٹھایا جاتا ہے تو آواز آتی ہے

مجھے جلدی جلدی منزل تک پہنچاؤ اور اگر کافر ہے تو کہتا ہے مجھے قبر میں لے جانے کے لئے جلدی نہ کرو، غسل کے وقت مومن فرشتوں کے جواب میں کہتا ہے جو پوچھتے ہیں کہ کیا تو واپس دنیا میں اپنے اہل وعیال کے پاس جانا چاہتا ہے یہ کہتا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ دوبارہ سختی اور مصائب وآلام کی طرف واپس جاؤں۔

میت کی روح غسل اور تشییع جنازہ کے وقت حاضر ہوتی ہے غسال کو دیکھتی ہے اور بعض روایات میں ہے کہ غسل دیتے وقت اور لٹاتے وقت میت کو ایسا محسوس ہوتا ہے گویا کسی نے بالاخانہ سے نیچے گرادیا اور غسال کے سخت ہاتھ ایسے محسوس ہوتے ہیں گویا اس کے جسم کو پیٹا جارہا ہے لہذا غسال کو چاہیئے کہ وہ نرم ہاتھ لگائے تاکہ تکلیف نہ ہو۔

میت حاضرین کی باتوں کو سنتا ہے اور ان کی شکلوں کو پہچانتا ہے اس لئے چاہیئے کہ میت کے اطراف وجوانب میں جمع ہونے والے لوگ زیادہ باتیں نہ کریں اور آمدورفت زیادہ نہ کریں۔ حائضہ اور نفسا اور جنبی حضرات میت کے پاس جمع نہ ہوں کیونکہ یہ تمام باتیں ملائکہ رحمت کی نفرت کا موجب ہیں بلکہ ایسے کام کرنے چاہیئں جو نزول رحمت پروردگار کا باعث ہیں جیسے یاد خدا اور تلاوت کلام پاک احتضار، غسل وکفن اور دفن کے وقت مذہبی رسوم اور مستحبات کی رعایت ضرور کرنی چاہیئے۔

بعض اخبار میں محدثین نے فرمایا ہے کہ دفن کرنے کے بعد روح بدن سے دوبارہ تعلق پیدا کرتی ہے اور جب مشایعت کرنے والوں کو واپس گھروں

کو جاتے دیکھتا ہے تو سمجھ لیتا ہے کہ تنہا چھوڑے جا رہے ہیں اور بے آرام ہو جاتا ہے حسرت بھری نگاہ کرتا ہے کہ جس اولاد کو تکلیف کے ساتھ پالا تھا پشت پھیر کر جا رہی ہے اب سوائے اعمال کے کوئی مونس و غمخوار نہیں ہے۔

سب سے پہلی بشارت جو مومن کو قبر میں دی جاتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ اے مومن خدا نے تجھے اور تیرے جنازہ کی مشایعت کرنے والے مومنین کے تمام گناہ بخش دے ہیں۔

◎

فصل دوم

آخرت کے ہولناک سفر کی منازل میں سے

ایک منزل قبر ہے۔

جو ہر روز ندا دیتی ہے اَنَا بَیْتُ الْغُرْبَۃِ میں غربت کا گھر ہوں اَنَا بَیْتُ الْوَحْشَۃِ میں ڈراؤنا گھر ہوں اَنَا بَیْتُ الدُّوْدِ میں کیڑوں کا گھر ہوں۔ اس منزل میں بڑی دشوار گذار گھاٹیاں ہیں اور بڑے ہولناک مقامات ہیں۔ میں اس جگہ پر چند ہولناک مقامات کا تذکرہ کروں گا۔

عقبۂ اوّل

وحشتِ قبر

کتاب من لا یحضرہ الفقیہ میں ہے جب میت کو قبر کے پاس لایا جائے تو فوراً اسے قبر میں نہیں اتارنا چاہیئے۔ اس میں شک نہیں کہ قبر بڑی ہولناک جگہ ہے اور صاحبِ قبر خدا تعالیٰ کے خوفِ معلومہ سے پناہ مانگتا ہے۔ میت کو تھوڑی دیر کے لئے قبر سے کچھ دُور رکھ دینا چاہیئے تاکہ میت کچھ سستا کر قبر کی خوفناک منزل کیلئے ہمت اور طاقت پیدا کر سکے پھر تھوڑا چل کر رُک جانا چاہیئے تب قبر کے پاس لے جایا جائے۔

مجلسیؒ اس کی شرح میں فرماتے ہیں اگرچہ انسان کی رُوح بدن سے جدا ہو جاتی ہے اور رُوحِ حیوانی ختم ہو جاتی ہے لیکن نفس ناطقہ زندہ ہوتا ہے اور اس کا تعلق کُلّی طور پر بدن سے منقطع نہیں ہوتا۔

قبر کی تاریکی، سوالات منکر و نکیر، فشارِ قبر اور دوزخ کا عذاب ہولناک مراحل ہیں۔ اس لئے یہ دوسروں کے لئے باعثِ عبرت ہے کہ میّت کے حالات میں غور و فکر کریں۔ کیونکہ کل یہی مراحل اسے بھی درپیش ہوں گے ایک حدیث حسن میں یونس سے منقول ہے کہ میں نے حضرت امام موسٰی کاظمؑ سے سُنا کہ ہر اس گھر کا دروازہ جس کا میں خیال کرتا ہوں وہی گھر میرے لئے تنگ ہو جاتا ہے آپ نے فرمایا اور یہ اس لئے کہ جب تو میّت کو قبر کے پاس لے

جائے اسے تھوڑی سی مہلت دے تاکہ وہ منکر و نکیر کے سوالات کے لئے استطاعت پیدا کر سکے۔ انتہیٰ

براء بن عازب سے جو مشہور صحابی تھے منقول ہے کہ میں ایک مرتبہ رسولِ اکرمؐ کے پاس بیٹھا تھا کہ آپ کی نظر ایک مجمع پر پڑی جو ایک جگہ جمع تھے۔ آپؐ نے دریافت فرمایا۔ یہ لوگ یہاں پر کیوں جمع ہو گئے ہیں لوگوں نے عرض کی کہ یہ قبر کھودنے کیلئے جمع ہوئے ہیں براء کہتا ہے کہ جب آنحضرتؐ نے قبر کا نام سُنا تو جلدی جلدی ان کی طرف چل دیئے اور وہاں پہنچ کر قبر کے ایک کنارے پر بیٹھ گئے اور میں آپ کے بالمقابل دوسرے کنارے پہ بیٹھ گیا۔ تاکہ میں دیکھ سکوں کہ آپ کیا کرتے ہیں میں نے دیکھا آپ اسقدر روئے کہ آپ کا چہرہ مبارک تر ہو گیا پھر ہماری طرف مخاطب ہو کر فرمایا اِخْوَانِیْ لِمِثْلِ هٰذَا فَاَعِدُّوْا یعنی اے میرے بھائیو! اسی مثل مکان کے لئے تیاری کرو۔

شیخ بہائی سے منقول ہے کہ انہوں نے چند حکماء کو دیکھا جنہیں مرتے وقت سوائے حسرت و یاس کے اور کچھ میسّر نہ ہُوا۔ اس مرنے والے سے پوچھا گیا کہ تیرا یہ حال جو ہم دیکھ رہے ہیں کس وجہ سے ہے اس محتضر نے جواب دیا کہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا گمان کرتے ہیں جو ایک طویل سفر پر بغیر زادِ راہ کے چلا جائے اور بغیر کسی مونس و غمخوار کے وحشتناک قبر میں سکونت کرے اور حاکم عادل کے سامنے بغیر کسی دلیل کے پیش ہو۔

قطب راوندی سے منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے

اپنی والدہ حضرت مریم کو ان کی وفات کے بعد صدا دیکر کہا۔ اے امّی میرے ساتھ کلام کرو۔ کیا آپ دنیا میں واپسی کی خواہشمند ہیں تو حضرت مریمؑ نے جواب دیا ہاں! اس لئے کہ لمبی سرد راتوں میں نماز پڑھوں اور لمبے گرم دنوں میں روزہ رکھوں اے بیان مُن! یہ راستہ سخت دردناک ہے۔ منقول ہے کہ حضرت فاطمہؑ نے حضرت امیر المومنینؑ کو وصیت کی تھی کہ جب میں رحلت کر جاؤں تو آپ مجھے غسل و کفن دیں اور خود ہی نماز جنازہ پڑھ کر قبر میں اتارنا اور لحد میں لٹا کر میرے اُوپر مٹی ڈالنا، پھر میرے سرہانے میری صورت کے بالمقابل بیٹھ کر میرے لئے قرآن خوانی کرنا اور میرے لئے زیادہ دعا کرنا۔ کیونکہ یہ ایسا وقت ہوتا ہے جس میں مُردہ زندہ کے انس و محبت کا محتاج ہوتا ہے۔ جب جناب فاطمہؑ بنت اسد کا انتقال ہوا تو مولا امیر المومنینؑ روتے ہوئے سرور کائنات کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے رسولِ خداؐ نے فرمایا میری والدہ دنیا سے گذر گئی کیونکہ ان کا پیغمبر خدا سے عجیب تعلق تھا کچھ مدت حضور کو ماں کی طرح رکھا حضورؐ نے اپنے پیراہن میں کفن دیا کچھ دیر قبر میں لیٹ کر دعا کرتے رہے دفن کرنے کے بعد حضور کچھ دیر قبر پر کھڑے رہے پھر آواز دی **ابنکِ لاعقیل ولا جعفر** حضور سے پوچھا ان اعمال کی وجہ کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا ایک دن بروز قیامت برہنہ اٹھنے کا ذکر ہوا تو فاطمہؑ بہت روئیں اور مجھے کہا کہ اپنے پیرہن میں کفن دینا اور فشار قبر سے ڈرتی تھیں اس لئے میں خود قبر میں لیٹ گیا اور دعا کی تاکہ پروردگار عالم ان کو فشار قبر سے امان دے اور یہ جو میں

نے کہا ہے (ابناث ....) یہ اس وجہ سے تھا کہ منکر و نکیر نے سوال کیا خدا کون ہے ؟ جواب دیا اللہ۔ پھر پیغمبر کے متعلق پوچھا تو جواب دیا محمد صلعم جب امام کے متعلق سوال ہوا تو فاطمہؑ جواب نہ دے سکیں (معلوم ہوتا ہے خم غدیر پر خلافت علیؑ کے اعلان صریح سے قبل فوت ہوئیں) تو میں نے کہا کہو علی آپ کا بیٹا علیؑ نہ کہ جعفر نہ عقیل جناب فاطمہؑ بنت اسد اس جلالت شان کی مالک کہ تین دن تک حضرت علیؑ کی پیدائش کے وقت خانہ کعبہ کے اندر پروردگار عالم کی مہمان رہی امیر المومنین جیسے معصوم و مطہر بچے کی پرورش کا محل آپ کا بدن رہا اور آپ دوسری عورت تھیں جو پیغمبر پر ایمان لائیں اتنی عبادات کے باوجود ان عقبات سے ڈرتی رہیں اور رسول اکرم نے ان کے ساتھ اس قدر مہربانی فرمائی اتنے واقعات کے ہوتے ہوئے بھی ہم اپنے حالات کی فکر نہیں کرتے اور فشار قبر اور قیامت کے روز کی برہنگی کا غم نہیں کرتے (معاد)

سیّد بن طاؤس علیہ الرحمتہ نے حضرت رسول اکرم صلعم سے روایت کی ہے کہ میت پر قبر میں پہلی رات سے زیادہ سخت گھڑی اور کوئی نہیں ہوتی لہٰذا اپنے مُردوں پر صدقہ کے ذریعہ رحم کرو۔ اگر تمہارے پاس صدقہ دینے کے لئے کوئی چیز موجود نہیں ہے تو تم میں سے کوئی شخص میت کیلئے دو رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ رکعت اوّل میں ایک مرتبہ سُورہ فاتحہ اور دو مرتبہ قُل هو اللّٰہُ احد اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ ایک مرتبہ اور سورۂ الھٰکم التکاثر دس مرتبہ پڑھے۔ پھر سلام

پڑھ کر نماز کو ختم کرے اور اس طرح کہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّابْعَثْ ثَوَابَھَا اِلٰی قَبْرِ ذَالِكَ الْمَیِّتِ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ۔ اللہ تعالیٰ اسی وقت اس میّت کی قبر پر ایک ہزار ملائک کو لباس اور بہشتی حُلّے دے کر بھیجتا ہے اور اس کی قبر کو صور پھونکنے (قیامت) تک وسیع اور فراخ کر دیتا ہے۔ اور نماز پڑھنے والے کو بے شمار نیکیاں عطا کرتا ہے اور اس کے لئے چالیس درجے بلند فرماتا ہے۔

نماز دیگر قبر میں پہلی رات کے خوف کو دُور کرنے کے لئے دو رکعت نماز ہدیہ میّت اس طرح پڑھو کہ پہلی رکعت میں حمد اور آیۃ الکرسی ایک مرتبہ دوسری رکعت میں حمد کے بعد دس مرتبہ سُورہ اِنَّا اَنْزَلْنَا پڑھو اور جب سلام پڑھ لیا جائے تو کہو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ وَّابْعَثْ ثَوَابَھَا اِلٰی قَبْرِ فُلَان اور اس جگہ میّت کا نام لو۔

حکایت میرے اُستاد ثقۃ الاسلام نوری نور اللہ مرقدہ نے اپنے استاد معدن الفضائل والمعالی مولانا الحاج ملّا فتح علی سلطان آبادی عطر اللہ مضجعہ سے دارالسلام میں نقل فرمایا ہے کہ میری عادت تھی کہ میں جب بھی محبانِ اہل بیت میں سے کسی کی وفات کی خبر سنتا تو اس کے لئے دفن کی پہلی رات کو دو رکعت نماز پڑھتا، چاہے مرنے والا میرے واقف کاروں

میں سے ہوتا یا کوئی دوسرا اور میرے سوا کسی شخص کو میری اس عادت کا علم نہ تھا ایک روز میرے دوستوں میں سے ایک شخص مجھے راستہ پر ملا اور مجھ سے کہا کہ میں نے کل رات خواب میں ایک شخص کو دیکھا جس نے انہی ایام میں وفات پائی تھی۔ میں نے اس سے موت کے بعد کے حالات دریافت کیے تو اس نے مجھے جواب دیا کہ میں سختی اور بلا میں گرفتار تھا اور ابھی سزا بھگت ہی رہا تھا کہ فلاں شخص کی میرے لئے پڑھی ہوئی دو رکعت نماز میرے لئے نجات کا باعث بنی اور اس نے آپ کا نام لیا اور کہا کہ خدا اس احسان کے بدلے اس کے باپ پر رحمت کرے جو اس نے مجھ پر کیا۔ ملا فتح علی مرحوم نے اس وقت فرمایا کہ اس شخص نے مجھ سے اس نماز کے متعلق دریافت کیا کہ وہ کونسی نماز ہے میں نے اسے اپنی عادت سے آگاہ کیا جس کو میں نے مُردوں کے لئے اپنایا تھا۔ اور نماز ہدیہ میت کی ترکیب بتائی۔

وہ چیزیں جو

وحشتِ قبر کیلئے مفید ہیں

ان میں سے یہ ہے کہ نماز کا رکوع مکمل کرتا ہو، چنانچہ حضرت امام محمد باقرؑ سے مروی ہے کہ جو شخص نماز میں رکوع مکمل ادا کرتا ہو اس کی قبر میں وحشت داخل

نہ ہوگی۔ اور جو شخص لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ ہر روز سو مرتبہ پڑھے وہ جب تک زندہ رہے گا فقر و فاقہ سے محفوظ رہے گا اور وحشتِ قبر سے مامون رہے گا اور وہ تونگر ہو جائے گا۔ اس کیلئے بہشت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے چنانچہ ایک خبر میں وارد ہے کہ جو شخص سورۂ یٰسین کو سونے سے قبل پڑھے نیز نماز لیلۃ الرغائب پڑھے وہ وحشتِ قبر سے محفوظ رہے گا میں نے اس نماز کے فضائل کو مفاتیح الجنان میں ماہ رجب کے اعمال کے ذیل میں درج کیا ہے۔ منقول ہے کہ جو شخص ماہ شعبان میں بارہ دن روزہ رکھے تو اس کی قبر میں ہر روز ستر ہزار فرشتے قیامت تک زیارت کیلئے آتے رہتے ہیں اور جو شخص کسی کی عیادت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک فرشتے کو مؤکل کرتا ہے جو محشر تک اس کی قبر میں عیادت کرتا ہے۔ ابو سعید خدری سے منقول ہے کہ میں نے حضرت رسولؐ اکرم کو حضرت علیؑ سے فرماتے ہوئے سنا کہ آپ نے فرمایا یا علیؑ اپنے شیعوں کو خوشخبری سنا دو کہ ان کے لئے موت کے وقت مایوسی، وحشتِ قبر اور محشر کا غم نہیں ہوگا۔

عقبہ دوم

تنگی و فشارِ قبر

یہ وہ عقبہ ہے، جس کا محض تصور ہی انسان کو دنیا میں بے چین کرنے کے لئے کافی ہے

قَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ یَا عِبَادَ اللّٰہِ مَا بَعْدَ الْمَوْتِ لِمَنْ لَا یُغْفَرُ لَہٗ اَشَدُّ مِنَ الْمَوْتِ الْقَبْرِ فَاحْذَرُوْا ضِیْقَہٗ وَضَنْکَہٗ وَظُلْمَتَہٗ وَغُرْبَتَہٗ اِنَّ الْقَبْرَ یَقُوْلُ کُلَّ یَوْمٍ اَنَا بَیْتُ الْغُرْبَۃِ اَنَا بَیْتُ الْوَحْشَۃِ اَنَا بَیْتُ الدُّوْدِ وَالْقَبْرُ رَوْضَۃٌ مِنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ اَوْ حُفْرَۃٌ مِنْ حُفَرِ النَّارِ اِلٰی اَنْ قَالَ وَاَنَّ مَعِیْشَۃَ الضَّنْکَ الَّتِیْ حَذَّرَ اللّٰہُ مِنْہَا عَدُوَّہٗ عَذَابُ الْقَبْرِ اِنَّہٗ یُسَلِّطُ عَلَی الْکَافِرِ فِیْ قَبْرِہٖ تِسْعَۃً وَتِسْعِیْنَ

تَبِیْنًا فَیَنْهَشْنَ لَحْمَهٗ وَیَکْسِرْنَ عَظْمَهٗ یَتَرَدَّدْنَ عَلَیْهِ کَذٰلِکَ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُ لَوْ اَنَّ تَنِّیْنًا مِنْهَا نَفَخَ فِی الْاَرْضِ لَمْ تُنْبِتْ زَرْعًا یَا عِبَادَ اللّٰہِ اِنَّ اَنْفُسَکُمُ الضَّعِیْفَۃَ وَاَجْسَادَکُمُ النَّاعِمَۃَ الرَّقِیْقَۃَ الَّتِیْ یَکْفِیْهَا الْیَسِیْرُ تَضْعُفُ عَنْ هٰذَا۔

حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا اے اللہ کے بندو موت کے بعد قبر میں جو کچھ اس شخص کے ساتھ ہوگا جس کے گناہ معاف نہ ہوں گے وہ موت سے زیادہ سخت ہے اس کی تنگی فشار، تاریکی اور تنہائی سے ڈرو بیشک قبر ہر روز کہتی ہے میں تنہائی کا گھر ہوں، ہولناک گھر ہوں، میں کیڑوں کا گھر ہوں اور قبر یا تو جنت کے باغات میں سے باغ ہوگی یا آگ کے گڑھوں میں سے گڑھا۔ یہاں تک کہ آپ نے فرمایا بیشک تنگی کی وہ زندگی جس سے اللہ تعالیٰ نے اپنے دشمن کو عذاب قبر سے ڈرایا ہے وہ یہ ہے کہ وہ کافر پر ستانوے اژدھا اس کی قبر میں مسلط کرے گا جو اس کے گوشت کو نوچ لیں گے اور اس کی ہڈیوں کو توڑ ڈالیں گے اور قیامت تک اسی طرح بار بار کرتے رہیں گے اگر ان میں سے ایک اژدھا زمین کی طرف سانس لے ڈالے تو زمین پر کوئی سبزہ نہ اُگنے پائے۔ اے اللہ کے بندو تمہارے نفس

کمزور اور تمہارے جسم نازک ہیں جن کے لئے کمزور ترین اژدھا بھی کافی ہے
روایت میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادقؑ رات کے آخری حصہ میں نیند سے بیدار ہوکر اپنی آواز کو اتنا بلند کرتے کہ اہل خانہ اس آواز کو سنتے اور آپ فرماتے ہیں اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی هَوْلِ الْمُطَّلَعِ وَوَسِّعْ عَلَیَّ ضِیْقَ الْمَضْجَعِ وَارْزُقْنِیْ خَیْرَ مَا قَبْلَ الْمَوْتِ وَارْزُقْنِیْ خَیْرَ مَا بَعْدَ الْمَوْتِ اور آپ کی ادعیہ میں سے یہ دعا بھی ہے اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِیْ فِی الْمَوْتِ اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی سَكَرَاتِ الْمَوْتِ اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی غَمِّ الْقَبْرِ اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ضِیْقِ الْقَبْرِ اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی وَحْشَةِ الْقَبْرِ اَللّٰهُمَّ زَوِّجْنِیْ مِنَ الْحُوْرِ الْعِیْنِ۔

موجباتِ فشارِ قبر

پیشاب کی نجاست سے عدم احتراز یا اس کی نجاست کو معمولی سمجھنا نکتہ چینی کرنا، غیبت کرنا اور رشتہ داروں سے قطع تعلقی کرنا عذابِ قبر کا باعث ہیں۔

حضرت سعد بن معاذ انصار کے رئیس تھے۔ رسولخدا صلعم اور مسلمین کے نزدیک اتنے محترم تھے کہ جب وہ سوار ہو کر آتے تو رسولخدا صلعم مسلمانوں کو اُن کے استقبال کا حکم فرماتے خود پیغمبرؐ خدا اس کے وارد ہونے پر کھڑے ہو جاتے۔ یہودیوں کے ساتھ جنگ کے وقت جہاد میں جانا ان کے لئے لازم نہ تھا ستر ہزار فرشتوں نے ان کے جنازہ کی مشایعت کی اور رسولخدا خود پا برہنہ اوّل سے آخر تک جنازہ کے ساتھ رہے اور کندھا دیا اور فرمایا کہ ملائکہ کی صفیں نمازِ جنازہ کے وقت موجود تھیں اور میرا ہاتھ جبرائیل کے ہاتھ میں تھا اور سعد کے جنازہ کی مشایعت کر رہے تھے حضورؐ اکرم کے نزدیک اتنا محترم کہ خود آنحضرت نے اس کو اپنے ہاتھ سے قبر میں اُتارا۔ سعد کی والدہ نے بیٹے سے مخاطب ہو کر کہا اے سعد هَنِيئًا لَكَ الْجَنَّةُ بیٹا تجھے جنت مبارک ہو۔ حضرت نے فرمایا کیسے معلوم کیا تیرا فرزند جنتی ہے؟ تیرے بیٹے سعد پر تو فشارِ قبر ہو رہا ہے۔ اصحاب نے پوچھا یا حضرت کیا سعد بھی فشارِ قبر میں مبتلا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ ہاں

سعد پر فشار قبر ہو رہا ہے۔

دوسری روایت میں ہے کہ امام علیہ السلام نے سعد کے فشار قبر کا سبب پوچھا تو آپؑ نے فرمایا اپنے اہل وعیال کے ساتھ بد خلقی کیا کرتا تھا اس وجہ سے فشار قبر ہے۔ (پناہ بخدا) (خزینۃ الجواہر)

غور کا مقام ہے کہ اتنا محترم صحابی بھی فشار قبر سے نہیں بچ سکا۔

ایک روایت کے مطابق فشار قبر ان چیزوں کا کفارہ ہے جن کو مومن ضائع کر دیتا ہے۔ شیخ صدوق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عالم کو قبر میں کہا گیا کہ ہم تجھے بطور عذاب خداوندی ایک سو تازیانہ ماریں گے۔ اس نے کہا مجھ میں اس کے برداشت کی طاقت نہیں وہ کم کرتے گئے۔ یہاں تک کہ ایک کوڑے تک پہنچے اور کہا اب ایک تازیانہ کے علاوہ چارہ نہیں۔ اس نے کہا یہ عذاب مجھے کس وجہ سے ہوگا۔ فرشتوں نے کہا اس کی وجہ یہ ہے کہ تو نے ایک روز بغیر وضو کے نماز پڑھی تھی اور ایک بوڑھے آدمی کے پاس سے گزرا مگر اس کی امداد نہ کی، پس اسے عذاب خدا کا ایک تازیانہ مارا گیا اور اس کی قبر آگ سے پُر ہو گئی نیز آنحضرتؐ سے روایت ہے کہ جب کوئی مومن باوجود قدرت کے اپنے مومن بھائی کی حاجت پوری نہیں کرتا تو حق تعالیٰ اس کی قبر میں اس پر ایک بہت بڑا اژدھا مسلط کرے گا جس کا نام شجاع ہے جو ہمیشہ اس کی انگلیوں کو کاٹتا رہے گا

ایک دوسری روایت میں ہے کہ وہ اس کی انگشت شہادت کو قیامت

تک کاٹتا رہے گا خواہ اس کا یہ گناہ اس نے بخش دیا ہو عذاب کا مستحق رہے گا۔

کیا غریق اور سولی چڑھنے والے کیلئے فشارِ قبر ہے

کلینیؒ یونس سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ جس شخص کو سولی پر چڑھایا گیا ہو کیا اس پر بھی فشار قبر ہوتا ہے (گذشتہ زمانے میں بعض لوگوں کو سولی پر چڑھاتے تھے اور مرنے کے بعد اسے نیچے نہیں اتارا جاتا تھا چنانچہ حضرت زید شہیدؒ تین سال تک برابر سولی پر لٹکے رہے) امام علیہ السلام نے فرمایا ہاں اللہ تعالیٰ ہوا کو حکم دیتا ہے اور وہ اسے فشار کرتی ہے۔

دوسری روایت میں حضرت جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ہوا اور زمین کا پروردگار ایک ہے۔ ہوا کو وحی کرتا ہے اور فشار کرتی ہے اور یہ قبر کے فشار سے بھی بدتر ہے۔ اس طرح دریا میں غرق ہونے والے یا جس کو درندے کھا گئے ہوں فشار قبر ہوتا ہے۔

نعمات خداوندی کا ضیاع اور کفران نعمت بھی فشار قبر ہے۔

وہ اعمال جو عذابِ قبر سے نجات دیتے ہیں

یہ بہت سے اعمال ہیں میں اس جگہ پر ان میں سے صرف سترہ کے ذکر پر اکتفا کروں گا۔

نمبر ۱:- حضرت امیر المومنینؑ سے روایت ہے کہ جو شخص ہر جمعہ کو سورۂ نساء کی تلاوت کرتا ہے وہ فشار قبر سے محفوظ رہے گا۔

نمبر ۲:- روایت ہے کہ جو شخص سورۂ زخرف کی تلاوت کرتا ہے حق تعالیٰ اسے قبر میں حشرات الارض اور فشار قبر سے محفوظ رکھے گا۔

نمبر ۳:- جو شخص سورہ نٓ والقلم کو نماز فریضہ یا نافلہ میں پڑھتا ہے حق تعالیٰ اسے فشار قبر سے پناہ دے گا۔

نمبر ۴:- حضرت امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے جو شخص زوال روز پنجشنبہ اور زوال جمعہ کے درمیان فوت ہو جائے اللہ تعالیٰ فشار قبر سے محفوظ رکھے گا۔

نمبر ۵:- حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ تمہارے لیئے نماز شب مستحب ہے جو شخص رات کے آخری حصہ میں اٹھ کر آٹھ رکعت نماز شب، دو رکعت نماز شفع، ایک رکعت نماز وتر اور قنوت میں ستر مرتبہ استغفار پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے عذابِ قبر اور عذابِ جہنم سے محفوظ رکھے گا اس کی عمر دراز اور روزی فراخ ہو گی۔

نمبر ۶:- حضرت رسول اکرمؐ سے منقول ہے کہ جو شخص سوتے وقت سورہ الھٰکم

التَّکَاثُرُ پڑھے وہ عذابِ قبر سے محفوظ رہے گا۔

نمبر۷:۔ جو شخص ہر روز دس مرتبہ دُعا اَعْدَدْتُ لِکُلِّ ھَوْلٍ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھے عذابِ قبر سے محفوظ رہے گا (دعا پہلے درج کردی گئی۔ ہم)

نمبر۸:۔ جو شخص نجف اشرف میں مدفون ہو، کیونکہ وہاں کی زمین کی یہ خاصیت ہے کہ جو شخص بھی اس میں دفن کیا جائے اُس سے عذابِ قبر اور سوال منکر ونکیر ساقط ہوجاتا ہے۔

نمبر۹:۔ میت کے ساتھ جریدتین یعنی دو تر لکڑیوں کا رکھنا عذابِ قبر کیلئے مفید ہے روایت ہے کہ میت پر اُس وقت تک عذابِ قبر نہیں ہوتا۔ جب تک وہ شاخیں تر ہیں۔ روایت ہے کہ حضرت رسولِ مقبولؐ ایک ایسی قبر کے پاس سے گزرے جس کے میت پر عذاب ہو رہا تھا۔ آپ نے ایک شاخ طلب فرمائی جس کے پتے اکھیڑے گئے تھے۔ اس کو درمیان سے کاٹ کر دو حصے کئے ایک حصہ میت کے سرہانے رکھا اور دوسرا میت کے پاؤں کی طرف رکھ دیا۔ نیز قبر پر پانی چھڑکنا بھی مفید ہے کیونکہ روایت میں ہے کہ میت پر اس وقت تک عذاب نہیں ہوتا جب تک قبر کی خاک اس پانی سے تر رہتی ہے۔

نمبر۱۰:۔ جو شخص رجب کی پہلی تاریخ کو دس رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ حمد کے بعد تین مرتبہ سُورہ توحید تو وہ فشارِ قبر اور عذاب روزِ قیامت سے محفوظ رہے گا۔ نیز رجب کی پہلی شب کو مغرب کی نماز کے بعد بیس رکعت نماز سُورہ حمد اور توحید کے ساتھ پڑھنا

عذاب قبر کے لئے نافع ہے۔

نمبر ۱۱:- ماہ رجب میں چار دن روزہ رکھنا، اسی طرح ماہ شعبان میں بارہ روزے رکھنا مفید ہے۔

نمبر ۱۲:- سورۂ تبارک الذی بیدہ الملک کو قبر پر پڑھنا عذاب قبر سے نجات دیتی ہے۔ چنانچہ قطب راوندی نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے ایک جگہ خیمہ لگایا اسے وہاں پر قبر کے وجود کا علم نہ تھا اس نے سورۂ تبارک الذی بیدہ الملک کی تلاوت کہ ناگاہ اس نے ایک صدا کو سُنا جو کہہ رہا تھا یہ سورہ نجات دینے والی ہے اس نے اس واقعہ کو حضرت رسولؐ اکرم کے پاس بیان کیا۔ آپ نے فرمایا یہ سورۂ نجات دہندہ ہے اور عذاب قبر سے بچاتی ہے۔

شیخ کلینی رح حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ سورۂ مُلک عذاب قبر سے بچاتی ہے۔

نمبر ۱۳:- دعوات راوندی سے منقول ہے کہ حضرت رسولؐ اکرم نے فرمایا جو شخص میّت کو دفن کرتے وقت قبر کے پاس تین دفعہ اَللّٰهُمَّ اِنِّیۤ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ اَنْ لَّا تُعَذِّبَ هٰذَا الْمَیِّتِ کہے حق تعالیٰ قیامت تک عذاب قبر سے محفوظ رکھے گا۔

نمبر ۱۴:- شیخ طوسیؒ نے مصباح المتہجد میں حضرت رسولؐ اکرم سے روایت کی ہے کہ جو شخص شب جمعہ کو دو رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت

میں حمد ایک مرتبہ اور اذا زلزلت الارض پندرہ مرتبہ پڑھے۔ حق تعالیٰ اسے عذاب قبر اور قیامت کے خوف سے محفوظ رکھیگا

نمبر ۱۵:۔ نیمہ رجب کی شب کو تیس ۳۰ رکعت نماز اس طرح پڑھنا کہ ہر رکعت میں حمد ایک مرتبہ اور سورۂ توحید دس مرتبہ عذاب قبر کے لئے نافع ہے اسی طرح سولہ ۱۶ اور سترہ ۱۷ رجب کی شب کو یہی نماز پڑھنا مفید ہے۔ نیز پہلی شعبان کی شب کو یہی نماز پڑھنا مفید ہے۔ نیز پہلی شعبان کی شب کو سورۂ حمد اور توحید کے ساتھ سو رکعت نماز پڑھے اور جب فارغ ہو تو پچاس ۵۰ مرتبہ سورہ توحید پڑھے۔ ایسا ہی ہے چوبیس شعبان کی شب کو صد ۱۰۰ رکعت نماز اس طرح پڑھنا کہ ہر رکعت میں حمد ایک مرتبہ اذا جاء نصر اللہ دس مرتبہ اور نیمہ رجب کو پچاس ۵۰ رکعت سورہ حمد، توحید، فلق اور والناس کے ساتھ پڑھنا عذاب قبر کے لئے مفید ہے جیساکہ شب عاشورہ سو ۱۰۰ رکعت پڑھنا۔

نمبر ۱۶:۔ خاک شفا یعنی امام حسین علیہ السلام کی مقتل کی خاک۔ قبر اور کفن میں رکھنا اور اعضاء سجدہ پر ملنا۔

نمبر ۱۷:۔ انوار نعمانیہ میں حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا اگر چالیس آدمی میت کے پاس حاضر ہو کر کہیں اللھم انا لا نعلم منہ الا خیراً خدایا ہمیں اسکے متعلق سوائے نیکی کے کسی چیز کا علم نہیں تو خلاق عالم فرماتا ہے میں نے اسکے متعلق تمہاری گواہی کو قبول کیا اور اسکے وہ گناہ بخش دیئے ہیں جنکا تمہیں علم نہیں تھا۔ نیز آپ سے روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا جن حیمق

خلاق عالم نے حضرت داؤد علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ یہ ریاکار ہے۔ جب وہ عابد فوت ہُوا تو حضرت داؤد علیہ السلام اُس کے جنازے میں شریک نہ ہوئے مگر چالیس آدمیوں نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور کہا اَللّٰھُمَّ انا لانعلم منه الا خیرا وانت اعلم به منا فاغفر له پھر چالیس آدمی اور آئے اور انہوں نے بھی یہی گواہی دی چونکہ انہیں اس کے باطن کی خبر نہ تھی، حضرت داؤد علیہ السلام کو وحی ہوئی کہ تو نے اس پر نماز کیوں نہیں پڑھی۔ آپؑ نے عرض کی بار الٰہا تو نے ہی تو بتایا تھا کہ یہ عابد ریاکار ہے آواز قدرت آئی وہ خبر درست تھی لیکن لوگوں نے حاضر ہو کر اس کی اچھائی کی گواہی دی لہذا میں نے اس کے گناہوں کو بخش دیا۔

یہ خلاق عالم کا فضل و کرم ہے کہ اس نے اپنے بندے کو بغیر کسی استحقاق کے عذاب سے رہا کر دیا۔

اسی وجہ سے نیک لوگ خصوصًا سابقین اپنے کفن کو تیار کر کے اپنے پاس رکھتے تھے اور اپنے مومنین احباب سے اس پر گواہی تحریر کرواتے تھے جب بھی دیکھتے موت کی یاد تازہ ہو جاتی اور آخرت کا خوف بڑھ جاتا۔ ہمیں بھی چاہیئے کہ اپنے اکفان پر گواہی تحریر کروا کر اور مومنین کے دستخط کرانے کے بعد اپنے پاس رکھیں تاکہ یہ گواہی ہماری بخشش کا ذریعہ ہو۔

◎

عقبۂ سوم

منکر و نکیر کا قبر میں سوال

جن چیزوں پر اعتقاد رکھنا مذہب شیعہ کا جزو ہے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ "سوال منکر و نکیر فی القبر حق" مسلمان کے لئے اجمالاً اس کا معتقد ہونا ضروری ہے علامہ مجلسیؒ بحار الانوار اور حق الیقین میں ارشاد فرماتے ہیں کہ احادیث معتبرہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ سوال اور فشار قبر بدن اصلی اور روح پر ہے۔

قبر میں عقائد اور اعمال کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے یہ سوالات ہر مومن اور کافر سے کئے جاتے ہیں علاوہ ازیں اطفال، دیوانے اور کم عقل بے وقوف لوگوں کو ان کے حال پہ چھوڑ دیا جاتا ہے۔ زمانہ برزخ میں ان کے لئے جزا یا سزا نہیں ہے

نیز نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، خمس اور محبت اہلبیت نیز عمر اور مال کے بارے میں بھی سوال کئے جاتے ہیں جیسا کہ امام زین العابدین سے ایک روایت میں مروی ہے کہ عقائد اسلامیہ کے بعد دریافت کیا جاتا ہے عَنْ عُمُرِكَ فِيْمَا اَفْنَيْتَهٗ وَمَالِكَ مِنْ اَيْنَ اكْتَسَبْتَهٗ وَفِيْمَا اَتْلَفْتَهٗ اپنی عمر کو کہاں ضائع کرتا رہا۔ مال کیسے کمایا اور کہاں خرچ کیا۔ بعض لوگوں کی زبانیں گنگ ہو جاتی ہیں خوف کی وجہ سے جواب

نہیں دے سکتے یا غلط جواب دیتے ہیں اور فرشتوں کے سوال پر کہتے ہیں تم خدا ہو کبھی کہتے ہیں لوگ کہتے تھے محمد اللہ کے رسول ہیں اگر دنیا میں ان عقائد سے واسطہ رہا ہے تو ٹھیک ٹھیک جواب دیتا ہے صحیح جواب دینے والے کے لئے قبر کو اس کی حدِ نظر تک وسیع کر دیا جاتا ہے اور عالم برزخ آرام اور نعماتِ خداوندی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے گذار دیتا ہے اور فرشتے اسے کہتے ہیں نم نَوْمَةَ الْعُرُوْسِ نو بیاہی عورت کی طرح سو جا (اصول کافی)

اگر کافر اور منافق ہے اور صحیح جواب نہیں دے سکا تو اس کی قبر کی طرف جہنم کا ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور اس کی قبر آگ سے پُر ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ (سورہ واقعہ آیت ۸۴) فاما ان کان من المقربین فروح وریحان وجنۃ نعیم واما ان کان من المکذبین الضالین فنزل من حمیم۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے وارد ہے ان تینوں چیزوں کا منکر ہمارا شیعہ نہیں ۱۔ معراج ۲۔ سوال قبر ۳۔ شفاعت مروی ہے کہ قبر میں دو فرشتے ایسی ڈراؤنی صورت میں آتے ہیں کہ ان کی آواز بجلی کی طرح گرجدار اور آنکھیں بجلی کی طرح خیرہ کرنے والی ہوتی ہیں وہ اگر سوال کرتے ہیں ۱۔ مَنْ رَبُّكَ تیرا رب کون ہے؟ ۲۔ مَنْ نَبِيُّكَ؟ تیرا نبی کون ہے؟ ۳۔ مَا دِيْنُكَ؟ تیرا دین کیا ہے؟

مَنْ اِمَامُكَ ؛ تیرا امام کون ہے؛ چونکہ اس حالت میں میّت کے لئے جواب دینا مشکل ہوتا ہے جیسا کہ گذرا ہے اور وہ مددگار کا محتاج ہوتا ہے اس لئے میّت کو دو مقامات پر ان اعتقادات کی تلقین کی جاتی ہے۔

اوّل :۔ قبر میں اتارنے کے بعد بہتر یہ ہے کہ دائیں ہاتھ سے دائیں کندھے اور بائیں ہاتھ سے بائیں کندھے کو پکڑ کر اس کے نام کے وقت حرکت دے کر تلقین کرے۔

دوم :۔ جب میّت کو دفن کر دیا جائے سُنّت ہے کہ میّت کا قریبی رشتہ دار لوگوں کے چلے جانے کے بعد قبر کے سرہانے بیٹھ کر بلند آواز سے تلقین پڑھے۔ بہتر ہے کہ اپنی دونوں ہتھیلیوں کو قبر پر رکھے اور اپنے منہ کو قبر کے نزدیک لے جائے اگر کسی دوسرے کو تلقین کیلئے نائب مقرر کرے تو یہ بھی درست ہے مروی ہے کہ جب تلقین پڑھی جاتی ہے تو مُنکر نکیر سے کہتا ہے آؤ چلیں۔ اس کی حجت کیلئے تلقین پڑھ دی گئی ہے اب پوچھنے کی ضرورت نہیں اور وہ بغیر سوال کئے واپس چلے جاتے ہیں۔ تنبیہ :۔ اگر کوئی یہ کہے کہ تلقین سے مُردہ کو کیا فائدہ جبکہ رُوح نکل چکی ہے؛ اس کا جواب یہ ہے کہ رُوح قبر میں حاضر ہوتی ہے جیسا کہ گذر چکا ہے اور وہ ہم سے بہتر کلام کو سمجھتا اور سُنتا ہے بلکہ جو بھی اس جگہ پہنچتا ہے اس کے لئے تمام زبانوں کا سمجھنا یکساں ہے عربی ہو یا فارسی کیونکہ محدودیت اس عالم مادّی کا نتیجہ ہے۔

من لا یحضرہ الفقیہ میں ہے کہ جب حضرت ابوذرؓ غفاری کے بیٹے ذر نے وفات پائی تو آپ اس کی قبر کے سرہانے بیٹھ گئے اور اس کی قبر کے سرہانے بیٹھ گئے اور اس کی قبر پر ہاتھ پھیر کر کہا اے ذر خدا تجھ پر رحمت کرے۔ خدا کی قسم تو میری نسبت نیک تھا اور حقوقِ فرزندی کو ادا کرتا رہا۔ اب جبکہ تجھے مجھ سے لے کیا گیا میں تجھ سے خوش ہوں۔ بخدا مجھے تیری جان کا کوئی غم نہیں وَمَالِیَ اِلیٰ اَحَدٍ سِوَی اللّٰہِ مِنْ حَاجَۃٍ مجھے اللہ کے سوا کسی سے کوئی حاجت نہیں۔ اگر مجھے مرنے کے بعد پیش آنے والی دشواریوں کا خوف نہ ہوتا تو تیرے بجائے میں خود مرنے کو تیار ہوتا لیکن میں چاہتا ہوں کہ چند روز اور گناہوں کی توبہ اور اس عالم کی تیاری میں صرف کر سکوں۔ بیشک تیری دشواری کے غم نے مجھے تیرا غم کرنے کی بجائے اس چیز میں مشغول کیا ہے کہ ایسی عبادات اور اطاعت کروں جو تیرے لئے مفید ہوں اور اس چیز نے مجھے تیری جدائی میں گھلنے سے باز رکھا۔ خدا کی قسم میں اس لئے غمناک نہیں کہ تو فوت ہو گیا اور مجھ سے جدا ہو گیا بلکہ میں اس لئے غمگین ہوں کہ تجھ پر کیا گذر رہی ہو گی اور تیرا کیا حال ہو گا؟ فَلَیْتَ شِعْرِیْ مَاقُلْتَ وَمَا قِیْلَ لَکَ۔ کاش مجھے علم ہوتا کہ تو نے کیا کہا اور تجھے کیا حکم ملا۔ خداوندا میں نے اسے وہ تمام حقوق بخش دیئے ہیں جو میرے متعلق اس پر واجب تھے اور تو اُسے اپنے حقوق معاف فرما۔ جو تو نے اس پر واجب فرمائے تھے۔ کیونکہ تو اپنی بخشش

اور سخاوت کے اعتبار سے مجھ سے زیادہ سزاوار ہے۔

حضرت امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جب مومن کو قبر میں داخل کیا جاتا ہے تو نماز اس کے دائیں، زکوٰۃ اس کے بائیں طرف اور (بر) نیکی اور احسان اس کے سر پر سایہ فگن ہوتے ہیں اور صبر اس کے قریب ہوتا ہے۔ اور جس وقت دونوں فرشتے سوال کرتے ہیں تو صبر، نماز، زکوٰۃ اور نیکی سے کہتا ہے کہ اپنے مالک کو گھیر لو یعنی میت کی حفاظت کرو۔ جب بھی یہ عاجز ہوتا تھا تو میں ہی اس کے نزدیک ہوتا تھا

علامہ مجلسیؒ محاسن میں بسند صحیح امام جعفر صادقؑ و امام محمد باقرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ جب مومن مرتا ہے تو اس کے ہمراہ چھ صورتیں اس کی قبر میں داخل ہوتی ہیں جن میں سے ایک دوسروں کی نسبت زیادہ نورانی پاکیزہ اور معطر ہوتی ہے ان میں سے ایک دائیں دوسری بائیں تیسری سامنے چوتھی سر کی طرف پانچویں پاؤں کی طرف کھڑی ہو جاتی ہیں اور جو سب سے زیادہ نورانی ہوتی ہے وہ سر پر سایہ فگن ہوتی ہے جس طرف سے بھی سوال یا عذاب آتا ہے تو اس طرف کھڑی صورت اس کے اور میت کے درمیان حائل ہو کر روکتی ہے نورانی صورت تمام سے مخاطب ہو کر کہتی ہے۔ خدا تمہیں جزائے خیر دے تم کون ہو؟ دائیں طرف والی کہتی ہے میں اس کی نماز ہوں بائیں طرف والی کہتی ہے میں اس کی زکوٰۃ ہوں، چہرہ کے مقابل والی صورت کہتی ہے میں اس کا روزہ ہوں۔ سر کی طرف والی کہتی ہے۔ میں اس کا حج و عمرہ ہوں اور جو صورت اس کے پاؤں کی طرف ہوتی ہے

وہ کہتی ہے میں اس کا وہ احسان ہوں جو یہ مومن بھائیوں سے کرتا تھا۔ یہ تمام صورتیں پوچھتی ہیں کہ تو کون ہے؟ جو ہم سب سے زیادہ نورانی اور خوبصورت ہے وہ جواب دیتی ہے میں ولائے آل محمد صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین ہوں۔

شیخ صدوقؒ نے ماہ شعبان کے روزہ کی فضیلت کے بارے میں روایت کی ہے کہ جو شخص اس مہینے میں نو روزے رکھتے تو منکر و نکیر سوالات کے وقت اس پر مہربان ہوں گے۔ حضرت امام باقرؑ سے ایک روایت میں اس شخص کے لئے بیشمار فضیلت وارد ہے جو ۲۳ تیئیس رمضان کو شب بیداری کرتے ہوئے سو رکعت نماز پڑھتا ہے ان فضائل میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حق تعالیٰ اس سے منکر و نکیر کے خوف کو دور کرتا ہے۔ اور اس کی قبر سے ایک ایسا نور ساطع ہوتا ہے جو تمام دنیا کو منور کر دیتا ہے

حضرت رسولؐ اکرم سے روایت ہے کہ خضاب کی چار خاصیتیں ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ منکر و نکیر اس سے حیا کرتے ہیں۔ اس سے قبل آپ کو معلوم ہو چکا ہے کہ نجف اشرف کی زمین کی یہ خاصیت ہے کہ اس جگہ پر دفن ہونے والے سے منکر و نکیر کا حساب ساقط ہے۔ اس جگہ پر اس کی تائید میں میں حکایت درج کرتا ہوں۔

حکایت

علامہ مجلسیؒ نے تحفہ میں ارشاد القلوب اور فرحۃ الغری

سے نقل فرمایا ہے کہ اہل کوفہ میں سے ایک مرد صالح نے کہا کہ میں ایک بارانی رات کو مسجد کوفہ میں موجود تھا کہ ناگاہ حضرت مسلم کی جانب والے دروازے کو دستک دی گئی جونہی دروازہ کو کھولا تو ایک جنازہ اندر داخل کیا گیا اور اسے حضرت مسلم کی قبر کی جانب چبوترے پر رکھ دیا۔ ان میں سے ایک پر نیند غالب ہوئی اس نے خواب میں دیکھا کہ دو شخص جنازہ کے پاس آئے ان میں سے ایک نے دوسرے کو کہا کہ میرا اس کے ذمے اسقدر حساب ہے چاہتا ہوں کہ اس کے نجف میں دفن ہونے سے قبل وصول کر لوں۔ کیونکہ میں اس کے بعد اس کے قریب نہیں جا سکوں گا وہ شخص خوف کے مارے بیدار ہوا اور اپنے ساتھیوں سے تمام حقیقت بیان کی۔ انہوں نے اسی وقت جنازہ کو اٹھا کر نجف اشرف کی حدود میں داخل کیا تاکہ حساب اور عذاب سے نجات پائے۔

قُلْتُ وَلِلّٰهِ دَرُّ مَنْ قَالَ

اِذَا مِتُّ فَادْفِنِّیْ اِلٰی جَنْبِ حَیْدَرٍ
اَبِیْ شُبَّرٍ اَکْرِمْ بِهٖ وَ شُبَیْرٍ
فَلَسْتُ اَخَافُ النَّارَ عِنْدَ جِوَارِهٖ
وَلَا اَتَّقِیْ مِنْ مُنْکَرٍ وَ نَکِیْرٍ
فَعَارٌ عَلٰی حَامِی الْحِمٰی وَهُوَ فِی الْحِمٰی
اِذَا ضَلَّ فِی الْبَیْدَاءِ عِقَالُ بَعِیْرٍ

میں کہتا ہوں ـــــ خدا بھلا کرے جس نے کہا کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے حضرت علیؑ کے پہلو میں دفن کرنا جو حسنؑ اور حسینؑ علیہم السلام کے والد ہیں کیونکہ مجھے ان کے پڑوس میں جہنم کی آگ کا کوئی ڈر نہیں اور نہ ہی منکر اور نکیر کا خوف رکھتا ہوں۔ کیونکہ جب علماء میں اونٹ کی رسی گم ہو جائے۔ تو محافظ پر محفوظ چیز کا پیش کرنا عار ہے جب تک کہ وہ اس کی حفاظت میں ہو۔ (حضرت علیؑ کے لیئے یہ عار ہے کہ وہ ملائکہ عذاب کے سپرد کر دیں)

حکایت

اُستاد اکبر محقق بہبہانیؒ سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے ایک دفعہ حضرت اباعبداللہ الحسینؑ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا یا حضرتؑ کیا آپؑ کے قرب میں دفن ہونے والے سے بھی سوال ہوگا۔ آپؑ نے فرمایا کس فرشتے کی جرأت ہے کہ اس سے سوال کرے۔

مؤلف گوید امثلہ عرب میں سے ہے **اَحْمٰی مِنْ مُجِیْرِ الْجَرَادِ** یعنی فلاں آدمی اپنی پناہ میں آنے والے کی حمایت میں ٹڈی کو پناہ دینے والے سے زیادہ حمایت کرنے والا ہے۔ اس کا واقعہ یوں ہے کہ ایک آدمی جو قبیلہ طی کے بادیہ نشینوں میں سے تھا اور اس کا نام مدلج بن سوید تھا ایک دن اپنے خیمہ میں بیٹھا تھا کہ قبیلہ طی کے ایک گروہ کو آتے ہوئے دیکھا جو اپنا ساز و سامان ساتھ اٹھائے

ہوئے تھا۔ اُس نے پوچھا کیا خبر ہے انہوں نے کہا کہ بہت سے ٹڈی دل آپ کے خیمہ کے قریب اُترے ہوئے ہیں ہم انہیں پکڑنے کے لئے آئے ہیں مدلج نے جب ان کا ارادہ معلوم کیا تو فوراً اٹھ کر اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اپنے نیزے کو سنبھال کر کہا خدا کی قسم جو بھی ان ٹڈیوں کو نقصان پہنچائے گا میں اسے قتل کر دوں گا

اَیَکُوْنُ الْجَرَادُ فِیْ جِوَارِیْ ثُمَّ تُرِیْدُوْنَ اَخْذَہٗ

یہ ٹڈی دل میری پناہ لیں اور تم انہیں پکڑنے کا ارادہ کرو ایسا ہرگز نہیں ہوگا اور وہ مسلسل ان کی حمایت کرتا رہا یہاں تک کہ دھوپ نکل آئی۔ اور وہ ٹڈی دل اڑ گئے اس وقت اس نے کہا یہ ٹڈی دل میرے پڑوس میں منتقل ہوئے ہیں۔

حکایت

کتاب حبل المتین سے منقول ہے کہ میر معین الدین اشرف نے جو کہ روضہ امام رضا علی ساکنہا آلاف السلام والتحیۃ کے نیک خداموں میں سے تھا کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں محافظ خانہ مبارکہ میں ہوں اور تجدید وضو کی خاطر روضہ مبارکہ سے باہر نکلا جونہی میں امیر علی شیر کے چبوترہ کے قریب پہنچا تو میں نے لوگوں کی ایک بہت بڑی جماعت کو صحن مطہر میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا جن کے آگے آگے ایک نورانی اور عظیم الشان ہستی ہے اور ان

لوگوں کے ہاتھوں میں بیلچے ہیں جونہی وہ صحن مقدس میں پہنچے اس بزرگ
نے جو رہنمائی کر رہا تھا ایک خاص قبر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حکم دیا۔
کہ اس قبر کو کھود کر خبیث کو باہر نکالو جس وقت انہوں نے قبر کو کھودنا شروع
کیا میں نے ایک شخص کے قریب جا کر پوچھا یہ بزرگوار جنہوں نے حکم دیا ہے
کون ہیں ؟ اس نے کہا یہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام ہیں۔ اسی حالت میں
میں نے دیکھا کہ آٹھویں امام ضامن حضرت امام رضاؑ روضہ مبارکہ سے باہر تشریف
لائے اور خدمت حضرت امیر المومنینؑ میں پہنچ کر سلام عرض کیا۔ حضرت امیر المومنینؑ
نے سلام کا جواب دیا۔ امام رضاؑ نے عرض کیا دادا جان میں آپ سے سوال
کرتا ہوں اور امید ہے آپ اس شخص کو معاف فرمائیں گے کیونکہ اس نے یہاں
آکر میری پناہ لی ہے لہذا آپ میری خاطر اسے معاف فرمائیں گے حضرت
نے فرمایا آپ جانتے ہیں کہ یہ فاسق و فاجر اور شراب خور ہے عرض کیا مجھے
علم ہے لیکن اس نے مرتے وقت اپنے رشتہ داروں کو وصیت کی تھی کہ وہ
اسے میرے جوار میں دفن کریں مجھے امید ہے آپ معاف فرمائیں گے۔
حضرت نے فرمایا: میں اسے تمہاری خاطر معاف کرتا ہوں اور حضرت تشریف
لے گئے میں خوف کے مارے بیدار ہوا اور روضہ مبارکہ کے دوسرے خدام کو
کو بیدار کیا۔ اور اس جگہ پر پہنچے جسے میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ ہم نے ایک
تازہ قبر دیکھی جس سے کچھ مٹی بکھری پڑی تھی میں نے پوچھا یہ قبر کس کی ہے۔
انہوں نے کہا ایک اتراک آدمی کی ہے جسے کل ہی یہاں دفن کیا گیا ہے۔

فقیر گوید	حاجی علی بغدادی اور امام العصرؑ ارواحنا لہ الفدا کی خدمت سے

مشرف ہوئے اور آپ سے سوالات نقل کئے گئے وہ کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا آقا! کیا یہ درست ہے کہ جو شخص شب جمعہ کو امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرلے اسے امان ہے۔ فرمایا ہاں! خدا کی قسم آپ کی آنکھوں سے آنسو بھی جاری ہوئے اور رونے لگے۔ میں نے عرض کیا آقا مسئلہ درپیش ہے فرمایا پوچھو۔ میں نے عرض کیا ۱۲۶۹ھ میں ہم نے امام رضا علیہ السلام کی زیارت کی اور ایک بدو عرب جو مشرقی نجف اشرف کے علاقہ سے تعلق رکھتا تھا اس سے ہماری ملاقات ہوئی۔ ہم نے اس کی دعوت کی اور اس سے پوچھا کہ ولایت امام رضا علیہ السلام کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے اس نے کہا بہشت ہے آج پندرہ روز سے میں امام رضا علیہ السلام کا مال کھا رہا ہوں، منکر و نکیر کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ قبر میں میرے نزدیک آئیں۔ میرا گوشت و پوست ان کے مہمان خانہ کا کھانا کھا کر بنا ہے۔ امام العصر علیہ السلام نے فرمایا یہ صحیح ہے کہ علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام تشریف لا کر اسے منکر و نکیر سے نجات دلائیں گے۔ خدا کی قسم میرا دادا ضامن ہے۔

فصل سوم

برزخ

ان ہولناک منازل میں سے ایک منزل برزخ ہے۔
برزخ لغت میں اس پردہ اور رکاوٹ کا کہا جاتا ہے جو دو چیزوں کے درمیان حائل ہو اور ان کو آپس میں نہ ملنے دے مثلاً کڑوا اور شیریں اکٹھے دونوں دریا موجیں مار رہے ہیں اور میرے پروردگار نے اُن کے درمیان ایسا پردہ حائل کر دیا ہے جو ان دونوں کو آپس میں ملنے نہیں دیتا مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ (سورہ الرحمٰن) اس پردہ کو برزخ کہتے ہیں۔
لیکن اصطلاح کے لحاظ سے برزخ وہ عالم ہے جس کو پروردگار عالم نے دنیا اور قیامت کے درمیان قرار دیا ہے۔ حضرت امام جعفر صادقؑ ایک حدیث کے جزو میں فرماتے ہیں خدا کی قسم مجھے تمہارے برزخ کا زیادہ خوف ہے راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا برزخ کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا وہ مرنے سے قیامت تک کا زمانہ ہے (کافی)
اور قرآن مجید میں ہے وَمِنْ وَرَائِهِمْ بَرْزَخٌ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ اور اس کے پیچھے قیامت تک کا وقت برزخ ہے۔

عالمِ برزخ اور بدن،

برزخ کو عالمِ مثالی بھی کہا جاتا ہے کیونکہ وہ بظاہر اسی عالم کے مثل ہے مگر شکل وصورت مادہ اور اس کے خصوصیات کے لحاظ سے اس عالم سے بالکل مختلف ہے مرنے کے بعد جس عالم میں ہم وارد ہوں گے۔ یہ عالم دنیا اس کی نسبت سے ایسا ہی ہے جیسا کہ شکمِ مادر کو اس دنیا سے نسبت ہے۔

اسی طرح عالمِ برزخ میں بدن بھی مثالی ہوگا۔ یعنی شکل وصورت، اعضاء و جوارح کے لحاظ سے بعینہٖ اس مادی بدن کی طرح ہوگا مگر مادہ کا محتاج نہ ہوگا بلکہ ہوا سے بھی زیادہ لطیف ہوگا اور کوئی چیز مانع نہ ہوگی جو کہ بدنِ مثالی کے ایک طرف سے دوسری طرف کی اشیاء کو دیکھنے میں حائل ہو۔ حضرت صادقِ آلِ محمد علیہم السلام فرماتے ہیں کہ اگر تو اس بدنِ مثالی کو دیکھ لے تو بے ساختہ کہہ اٹھے کہ یہ وہی بدن ہے لَوْ رَأَيْتَهُ لَقُلْتَ هُوَ هُوَ

اگر آپ اپنے مردہ باپ کو خواب میں دیکھیں تو کہیں گے یہ وہی دنیاوی بدن ہے حالانکہ اس کا جسم اور مادہ اس کی قبر میں ہے اور اس کی صورت بدنِ مثالی ہے۔ بدنِ برزخی یا بدنِ مثالی کی آنکھیں انہی آنکھوں کی طرح ہیں۔ مگر ان آنکھوں کیلئے تکلیف اور نظر کی کمزوری نہیں ہے اور نہ ہی ضعف کی وجہ سے عینک کی ضرورت ہے اسی طرح باقی اعضاء کو کمزوری نہیں ہوتی۔ دانت نہیں گرتے۔ مومن جوانی کے مزے اڑاتا ہے اور کافر منافق بڑھاپے کی تکالیف

میں مبتلا ہوتا ہے اور اس کے لئے باعثِ عذاب ہوتا ہے۔

حکماء و متکلمین اس کو اس تصویر کے ساتھ تشبیہہ دیتے ہیں جو آئینہ میں حاصل ہوتی ہے لیکن اس میں دو شرطیں ہیں۔

بدن مثالی قائم بذات ہے نہ کہ آئینہ کا محتاج۔

باشعور اور صاحبِ فہم و فراست ہے بخلاف آئینہ کی تصویر کے۔

اس کی نظیر وہ خواب ہے جو ہم دیکھتے ہیں کہ ہم چشم زدن میں دُور کی مسافت طے کر کے سرگودھا سے کراچی اور دوسرے مختلف شہروں میں پہنچ جاتے ہیں۔ وہاں مختلف قسم کے کھانوں، پھلوں اور پینے کی چیزوں اور نغمہ دلربا سے لطف اٹھاتے ہیں جس کی طاقت اہل دنیا میں نہیں ہے اسی طرح ارواح بھی بدن مثالی کے ساتھ مختلف قسم کے رزق اور لذائذ سے فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ البتہ اس عالم کی ہر کھانے پینے کی چیز لطیف ہوتی ہے اور مادی کثافتوں سے پاک ہے جیسا کہ روایات سے مستفاد ہے ایک ہی چیز جنت میں مومن کے ارادہ سے مختلف اشیاء میں تبدیل ہو جائے گی۔ بہیر۔ سیب میں پھر اگر خواہش انگور کی ہے تو وہی انگور یا دوسرے پھلوں میں تبدیل ہو جائیں گے جیسا کہ امیر حمزہؓ کی روایت میں ذکر ہوگا۔ (معاد)

تاثیر و تاثر کی شدت

عالم برزخ میں بدن مثالی کا ادراک قوی ہوتا ہے حالانکہ خود لطیف تر ہے یہ تمام لذات دنیاوی اور پھل کی شیرینی جو ہم کھا کر حاصل کرتے ہیں۔

عالم برزخ کی لذات اور شیرینی کے مقابلہ میں بالکل ہیچ ہیں۔ کیونکہ ان کی اصل وہاں ہوگی یہاں ان کی مثال ہے۔ حورالعین اگر اس عالم دنیا کی طرف صرف ایک نظر دیکھ لے اور لحظہ بھر نقاب کشائی کرے تو نور آفتاب اس کے مقابلہ میں تاریک نظر آئے اور آنکھیں خیرہ ہو جائیں لہذا جمال مطلق وہاں پر موجود ہے۔ قرآن پاک میں ہے اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِينَةً لَهَا لِنَبْلُوَكُمْ أَيُّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا سورہ ۱۸ آیت ۶۔ جو کچھ زمین میں ہے ہم نے اس کو زمین کیلئے زینت قرار دیا ہے تاکہ اس کے ذریعہ تمہارا امتحان لے کہ کون اس کھلونے کے ساتھ اپنے دل کو بہلاتا ہے اور کون اس کے فریب سے اپنے آپ کو بچاتا ہے اور حقیقی لذت اور جمال واقعی سچی خوشی کو طلب کرتا ہے۔

اس اجمال سے غرض صرف عالم برزخ کی قوت تاثیر اور شدت بیان کرنا ہے مقابلہ مقصود نہیں ہے بعض اوقات اس دنیا والوں کی عبرت کے لئے واقعات بھی پیش آتے ہیں اس جگہ پر ان میں سے صرف دو واقعات پیش کرتا ہوں۔

حکایت

مرحوم نراقی خزائن میں اپنے ثقہ اصحاب سے نقل فرماتے ہیں کہ انہوں نے کہا: میں عالم شباب میں اپنے والد بزرگوار اور رفقاء کے ساتھ عید نوروز کے دن اصفہان میں ایک دوسرے سے ملاقات کر رہے تھے کہ روز سہ شنبہ

ایک دوست کی ملاقات کے لئے جا رہے تھے جس کا گھر کافی دُور قبرستان کے قریب تھا ہم تھکاوٹ دُور کرنے اور اہل قبور کی زیارت کی خاطر قبرستان میں بیٹھ گئے ہمارے ایک ساتھی نے نزدیکی قبر سے بطور مزاح کہا اے صاحب قبر کیا آج عید کے دن ہماری پذیرائی کرو گے۔ فوراً قبر سے آواز آئی کہ اگلے ہفتہ بروز منگل تم میرے مہمان ہونا۔

ہم تمام اس گمان سے خوفزدہ ہو گئے کہ ہماری زندگیاں ختم ہونے والی ہیں اور اصلاح اعمال اور وصیتیں کرنے لگے لیکن منگل کے دن تک کسی کے مرنے کی خبر نہ سُنی اس روز ہم پھر اکٹھے ہو کر اس قبر کی طرف روانہ ہوئے جب ہم اس کے پاس پہنچے تو ہم میں سے ایک نے کہا اے صاحب قبر وعدہ پُورا کرو آواز آئی کہ پروردگار عالم برزخ کا پردہ آنکھوں سے دُور کیا اور چشم ملکوتی کھل گئیں ہم نے دیکھا کہ ایک نہایت سرسبز وشاداب اور صاف باغ ہے جسمیں صاف پانی کی نہریں جاری ہیں۔ باغ میوہ ہائے رنگارنگ سے لدے ہوئے ہیں درختوں پر خوش الحان پرندے ثنائے پروردگار کر رہے ہیں۔ حتیٰ کہ ہم ایک آراستہ وپیراستہ عمارت میں پہنچے جو ان باغات کے درمیان تھی ہم اندر داخل ہوئے ایک نہایت حسین وجمیل شخص خدمت گاروں کے درمیان موجود ہے جونہی اُس نے مجھے دیکھا اپنی جگہ سے اُٹھا اور استقبال کیا اور عذر خواہی کی۔ انواع واقسام کے میوہ جات اور مٹھائیاں موجود تھیں جن کا تصور بھی ہم اس دنیا میں نہیں کر سکتے کھانے اتنے لذیذ کہ ہم نے اسقدر لذت کبھی کسی چیز میں نہ چکھی تھی جتنا بھی ہم کھاتے گئے سیر نہ ہوتے

تھے خواہش باقی رہی کہ یہ کھائیں وہ کھائیں۔ گوناگوں غذائیں مزے مختلف پس ہم کھانے کے بعد کچھ دیر بیٹھے اور پھر اٹھ کھڑے ہوئے کہ دیکھیں جو اس شخص کا کیا ارادہ ہے اُس نے ہماری مشایعت کی اور باغ کے دروازے پر پہنچے میرے والد نے اس سے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ اور پروردگار عالم نے یہ نعمات کیسے عطا کیں کہ اگر تو چاہے تو تمام عالم کی مہمان نوازی کر سکتا ہے۔ اور یہ جگہ کونسی ہے؟ اُس نے فرمایا کہ میں بھی آپ کا ہم وطن فلاں محلّے کا قصاب ہوں اور ان درجات کا موجب دو چیزیں ہیں۔

میں نے اپنے کام میں کبھی تول میں کمی نہیں کی تھی۔

اپنی عمر میں کبھی بھی اوّل وقت پر نماز ادا کرنا ترک نہیں کیا تھا۔ جونہی اللہ اکبر کی آواز کان پر پڑتی ترازو رکھ کر وزن کرنا چھوڑ دیتا اور نماز کی خاطر مسجد کی طرف روانہ ہو جاتا لہٰذا عالم برزخ میں یہ جگہ مجھے دی گئی۔ گذشتہ ہفتے آپ نے یہ کلام کیا لیکن مجھے اندر لانے کی اجازت نہ تھی اس ہفتہ کی اجازت لی اس کے بعد ہم میں سے ہر ایک نے اپنی عمر پوچھی اور اُس نے جواب دیا اور مجھے کہا کہ تو ابھی پندرہ سال زندہ رہے گا اس کے بعد اُس نے خدا حافظ کہا اور ہم نے اُسے واپس جانے کو کہا اور اچانک ہم نے اپنے آپ کو اسی قبر کے سرہانے کھڑے پایا۔ (المعاد)

برزخ کی لذّت فانی نہیں ہے

عالم برزخ کی دوسری خصوصیات میں سے ایک دوام اور ثبات ہے

اس دنیا میں کسی چیز کو بقا نہیں ہے اگر جمال ہے تو بڑھاپے کی سیاہی سے ختم۔ خوراک جب تک منہ میں ہے خوش مزہ ہے اسی طرح نکاح نیز خوراک اور میوہ کو دوام نہیں کچھ مدت کے بعد گل سڑ جاتے ہیں کسی چیز کو دوام اور ثبات حاصل نہیں ہے لیکن عالم برزخ فساد پذیر نہیں ہے کیونکہ وہ چیزیں ترکیب مادہ اور عناصر کی محتاج نہیں ہیں۔ اس دعوے پر شاہد وہ قضیہ ہے جو کتاب دارالسلام میں شیخ محمود عراقی نے علامہ شیخ مہدی نراقی مرحوم سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ نجف اشرف میں مجاورت کے زمانہ میں سخت قحط آیا ایک دن میں اپنے گھر سے باہر نکلا جبکہ بچے بھوک اور پیاس سے تڑپ رہے تھے تاکہ وادی السلام میں اموات کی زیارت کے ذریعہ اپنے غم کو غلط کروں جب وہاں پہنچا تو دیکھا کہ کچھ لوگ ایک جنازہ کو لائے اور مجھے بھی ساتھ آنے کو کہا میں بھی ان کے ساتھ چلا۔ پس انہوں نے ایک وسیع باغ میں داخل کیا اور وہاں ایک عالیشان محل دیکھا جو جملہ سامان تعیش سے مزین تھا میں نے ادھر اُدھر دیکھا اور عقب سے ایک دروازہ میں داخل ہوا اور دیکھا کہ ایک جوان شاہانہ لباس میں ملبوس سونے کے تخت پر بیٹھا ہے جونہی اس نے مجھے دیکھا میرا نام لیکر مجھے سلام کیا اور اپنی طرف بلا کر مجھے اپنے پاس تخت پر بٹھایا اور بڑی توقیر کی اور مجھ سے کہا تو نے مجھے نہیں پہچانا میں وہی صاحب جنازہ ہوں جس کو تو نے دیکھا تھا میں فلاں شہر کا رہنے والا فلاں شخص ہوں اور جن اشخاص کو تو نے دیکھا تھا وہ تمام ملائک نقالہ تھے جنہوں نے

مجھے میرے شہر سے اس برزخی بہشت کے باغ میں منتقل کیا ہے
جونہی میں نے یہ کلمات اس جوان سے سُنے میرا غم دُور ہوگیا اور اس باغ
کی سیر کرنے لگا جونہی باغ سے باہر نکلا چند اور محل دیکھے جب ان کے
دروازے پر نگاہ کی ماں باپ اور چند رشتہ داروں پر نظر پڑی انہوں نے
مجھے دعوت دی ان کے کھانے نہایت لذیذ تھے جب میں کھانے
سے لذت محسوس کر رہا تھا مجھے زوجہ اور بچوں کی بھوک یاد آئی کہ ان
پر کس قدر بھوک اور پیاس کا غلبہ ہے اور میرا چہرہ متغیر ہو گیا۔ میرے والد
نے کہا بیٹا مہدی تجھے کیا ہو گیا میں نے عرض کیا میرے بچے اور زوجہ بھوکے
ہیں۔ میرے باپ نے کہا یہ چاولوں کا ڈھیر ہے میں نے عبا کو چاولوں سے
پُر کر لیا اور انہوں نے کہا اس کو اُٹھالو جونہی میں نے عبا کو اٹھایا کیا دیکھتا
ہوں کہ وہی جگہ ہے جہاں میں وادی السلام میں کھڑا تھا باغ نہیں ہے اور
عبا چاولوں سے پُر ہے گھر لایا میرے عیال نے پوچھا کہاں سے لائے
ہو میں نے کہا تمہیں اس سے کیا کام؟ کافی مدّت گذر گئی انہیں سے کھاتے
ہوئے مگر ابھی تک موجود ہیں ختم نہیں ہوئے بالآخر زوجہ نے اصرار کیا اور
مہدی عراقی نے بتایا زوجہ اٹھی تاکہ ان میں سے اٹھائے مگر چاول موجود نہ تھے
اس قصّہ کے بیان کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس عالم کی نعمت اور
لذّت کو دوام ہے دوسری طرف جو عذاب برزخ میں مبتلا ہیں اگر اُن کی
آہ و فریاد کی آواز ہمارے کانوں میں پہنچ جائے تو دنیا کی تمام مصیبتیں بھول
جائیں۔ بحار الانوار جلد ۲ میں ہے کہ رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ قبل از بعثت

ایک روز میں گوسفند چرا رہا تھا کہ دیکھا گوسفند حیرت کی حالت میں ہیں اور چرنا چھوڑ کر کھڑے ہو جاتے ہیں لیکن کوئی ایسی چیز نظر نہیں آتی پس نزولِ وحی پر جبرائیل سے دریافت کیا تو اس نے کہا کہ جب اموات کی عالم برزخ میں چیخ و پکار کی آواز آتی ہے تو جنوں اور انسانوں کے سوا ہر حیوان سُنتا ہے اور یہ اس فریاد کا اثر ہے

عالم برزخ کے اس دنیا میں عذاب کے بہت سے واقعات ہیں۔ اگر ان تمام کو یہاں نقل کیا جائے تو کتاب کو طول ہوتا ہے صرف ایک واقعہ درج کیا جاتا ہے۔ تافہم و تدبر!

کتاب دارالسّلام میں عالم زاہد سید ہاشم بحرانی سے نقل ہے کہ انہوں نے فرمایا نجف اشرف میں ایک عطار تھا کہ ہر روز نماز ظہر کے بعد اپنی دکان پر وہ لوگوں کو موعظہ کیا کرتا تھا اور اس کی دکان کبھی لوگوں کی بھیڑ سے خالی نہ ہوتی تھی ایک ہندی شہزادہ نجف اشرف میں مقیم تھا اسے ایک سفر درپیش ہُوا۔ اس نے اپنے جواہرات اور قیمتی اشیاء اس عطار کے پاس لبطور امانت رکھ دیں، جب وہ واپس آیا تو اس عطار نے شہزادے کے مطالبہ پر امانت واپس کرنے سے انکار کر دیا شہزادہ اس معاملہ سے حیران اور پریشان ہُوا اور حضرت علی علیہ السلام کی قبر کی پناہ لی اور عرض کی یا علیؑ میں نے اپنے وطن کو چھوڑ کر آپ کی قبر کے پاس رہائش اختیار کی اور تمام سامان فلاں عطار کے پاس امانت رکھا اب وہ مُنکر ہو گیا ہے اور اس بات پر میرا کوئی گواہ نہیں ہے اور سوائے آپ کے میرا کوئی فریادرس نہیں ہے رات کو

خواب میں مولا علیؑ نے فرمایا جب شہر کے دروازے کھل جائیں تم باہر نکلنا
اور جو شخص تمہیں پہلے ملے اس سے امانت طلب کرنا وہ تجھے دے گا۔
جونہی بیدار ہُوا شہر سے باہر نکلا سب سے پہلے اسے ایک بوڑھا عابد و
زاہد ملا جس کے کندھے پر ایندھن کا گٹھا تھا اور وہ اپنے عیال کے لئے
فروخت کرنا چاہتا تھا پس حیا کی وجہ سے اس سے سوال نہ کیا اور واپس
حرم مطہر میں آگیا۔ یہی واقعہ دوسری رات درپیش آیا اور صبح وہی بوڑھا زاہد
ملا اور بغیر سوال کے واپس آگیا پھر تیسری رات وہی خواب دیکھا صبح وہی بزرگ
ملا اس کو اپنے حالات سے آگاہ کیا اور امانت کا مطالبہ کیا اس بزرگ نے کچھ
سوچنے کے بعد شہزادے سے کہا کہ ظہر کی نماز کے بعد عطار کی دکان پر آ۔
تجھے امانت دوں گا ظہر کے وقت جب تمام لوگ جمع تھے اس بزرگ عابد نے
عطار سے کہا آج مجھے نصیحت کرنے کا موقع دو اس نے قبول کیا اس بزرگ
نے کہا اے لوگو! میں فلاں کا بیٹا فلاں ہوں اور حقوق الناس سے سخت خوفزدہ
ہوں الحمدللہ دنیا کے مال کی دوستی میرے دل میں نہیں ہے اور اہل قناعت
ہوں اور گوشہ نشینی کے دن کاٹ رہا ہوں۔ اور جو واقعہ میرے ساتھ پیش آیا
اس کے متعلق تمہیں باخبر کرنا چاہتا ہوں اور تمہیں عذاب الٰہی کی سختی اور آتش جہنم سے ڈرانا چاہتا ہوں اور
روز جزا کی بعض گذارشات تم تک پہنچانا چاہتا ہوں۔ غور سے سنو میں ایک روز قرض کا محتاج ہُوا اور ایک
یہودی سے دس قران قرض اس شرط پر لیا کہ ہر روز نصف قران اسے واپس کروں گا پس دس دن اسے
نصف قران واپس دیتا رہا مگر اس کے بعد وہ مجھے نظر نہ آیا اس کے متعلق لوگوں سے پوچھا انہوں نے
کہا کہ وہ بغداد چلا گیا ہے چند روز بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت برپا ہے

مجھے اور دوسرے لوگوں کو موقف حساب پر لایا گیا میں حساب سے فارغ ہوکر جنتیوں کے ساتھ جنت کی طرف چلنے لگا جونہی پل صراط پر پہنچا جہنم کی آواز سُنی پس اس یہودی مرد کو دیکھا کہ آگ کے شعلہ کی طرح جہنم سے باہر نکلا اور میرے راستہ میں حائل ہو گیا اور کہا مجھے پانچ قرآن دو اس کے سامنے زاری کی اور کہا کہ میں نے تجھے بہت تلاش کیا کہ تجھے واپس دیتا اس نے کہا میں تجھے اس وقت تک نہیں جانے دوں گا۔ جبتک تو میرا مطالبہ پُورا نہ کرے گا میں نے کہا اس وقت میرے پاس تو ہیں نہیں کہ تجھے دوں اس نے کہا مجھے ایک انگلی اپنے جسم میں گاڑنے دو پھر گذر جانا پس اُس نے اپنی انگشت میرے سینہ میں گاڑ دی اور میں اس کی سوزش کی وجہ سے فریاد کرتا ہُوا بیدار ہُوا دیکھا تو جس جگہ اس نے انگلی گاڑی تھی زخم ہے اور اب تک مجروح ہوں جو دوائی بھی کرتا ہوں کارگر نہیں ہوتی اور اُس نے اپنے سینہ کو کھول کر زخم دکھایا جب لوگوں نے دیکھا آہ و فریاد کرنے لگے اور وہ عطار عذاب الٰہی کی سختی سے ڈرا اور اس ہندی شہزادہ کو گھر لے جا کر اس کی امانت اسے واپس کی اور معذرت کی (معاد)

بدن جسمانی میں روح کی تاثیر اور قبر کے ساتھ تعلق

عالم برزخ میں روح یا تو نعمتوں سے بہرہ مند ہوتی ہے یا گناہوں کی سزا کے طور پہ عذاب میں مبتلا ہوتی ہے لیکن ممکن ہے کہ طاقت رُوح کے واسطہ سے بدن خاکی بھی متاثر ہو اور وہ بھی عذاب کی وجہ سے خاکستر ہو جائے یا نعمتوں سے بہرہ مند ہو اور معطر دیکھا جائے نیز ان لوگوں کا یہ کہنا بے جا ہے کہ مومنین کی قبر کی زیارت کی کیا ضرورت ہے جبکہ اُن کے ارواح قالب مثالی میں وادی السلام میں ہیں جیسا کہ محدّث جزائری نے انوار نعمانیہ کے اواخر میں نقل کیا ہے: اس کا جواب یہ ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ بیشک ارواح وادی السّلام میں ہیں لیکن محل قبر کے لیے ان کے ارواح احاطہ علمیہ رکھتے ہیں وہ قبر کے زائر کو دیکھتے ہیں جو کوئی بھی وہاں آتا ہے اور امام علیہ السلام نے ارواح کو آفتاب کے ساتھ تشبیہہ دی کہ آفتاب زمین پر نہیں ہے اور وہ آسمان میں ہے لیکن اس کی شعاعیں زمین کی ہر جگہ کا احاطہ کئے ہوئے ہوتی ہیں اسی طرح ارواح کا احاطہ علمیہ ہے اور محل قبور سے تعلق ہے۔

جیسا کہ جناب حر بن یزید ریاحی کا واقعہ ہے انوار نعمانیہ میں محدث جزائری تحریر فرماتے ہیں: جس وقت شاہ اسماعیل صفوی کربلا میں وارد ہوا، اُس نے بعض لوگوں سے حر کے بارہ میں طعن و تشنیع کے الفاظ سُنے جو حر کو اچھا

نہیں سمجھتے تھے اس نے حُر کی قبر کو کھودنے کا حکم دیا اس نے دیکھا تو حُر کا بدن اسی طرح پڑا ہے جیسا کہ رکھا گیا تھا اور کوئی تبدیلی نہیں ہوئی اور اس کے سر پر رومال بندھا ہوا ہے جیسا کہ تاریخ میں ہے کہ روز عاشورا سید الشہداؑ نے اپنا رومال اس کے زخم پر باندھا تھا شاہ نے کھولنے کا حکم دیا تاکہ اس کو اپنے کفن میں رکھے جونہی جدا کیا گیا زخم سے خون بہنے لگا پھر زخم پر رومال باندھا تو خون بند ہو گیا شاہ نے حکم دیا کہ اس کی بجائے دوسرا رومال باندھ دو جب ایسا کیا گیا تو پھر بھی خون نہ رکا پس ناچار اسی رومال کو باندھا گیا اور بادشاہ کو اس کی حسن عاقبت کا یقین ہوا۔ اس کے بعد شاہ نے روضہ تعمیر کروایا اور وہاں خادم مقرر کیا۔

اسی طرح کلینیؒ کی قبر اور ابن بالویہ نیز شیخ صدوق کے ابدان بھی اپنی قبروں میں معطر پڑے ہوئے صحیح و سالم دیکھے گئے گویا سو رہے ہیں حتٰی کہ صدوقؒ کے ناخنوں پہ اسی طرح مہندی کے نشان موجود تھے اور ان کے ابدان میں زندگی کے آثار نظر آتے ہیں۔

اس کے برعکس اگر کوئی شخص اہل عذاب میں سے ہے تو رُوح کے عذاب کا اثر اس کے جسم پر قبر میں بھی پایا جاتا ہے۔ چنانچہ جس وقت بنی عباس کو بنی امیہ پر غلبہ حاصل ہوا اور وہ وارد دمشق ہوئے تو انہوں نے بنی امیہ کی قبور کو خراب کرنا چاہا جونہی یزید ملعون کی قبر کو کھودا تو اسمیں سوائے ایک مٹی کی لکیر کے اور کوئی چیز نظر نہ آئی قم میں ایک شخص کو قبرستان میں دفن کیا گیا تو اس کی قبر سے آگ کا شعلہ نکلا جس نے گرد و نواح کی تمام چیزوں

کو جلا کر راکھ کر دیا۔ اسی طرح پاکستان میں بھی کئی واقعات اخبارات شائع ہوئے ہیں۔ (معاد)

وادی السّلام

ممکن ہے۔ بعض لوگوں کے اذہان میں یہ سوال پیدا ہو کہ اتنا لمبا چوڑا عالم برزخ کہاں واقع ہے؟ ہماری عقل اس کے سمجھنے سے قاصر ہے البتہ روایات میں بعض تشبیہات کا تذکرہ موجود ہے کہ عالمِ برزخ اس عالمِ زمین و آسمان کو محیط ہے جیسا کہ یہ عالمِ رحمِ مادر کو محیط ہے اس سے زیادہ واضح مثال سے تعبیر کرنا مشکل ہے اگر بچہ کو شکمِ مادر میں کہا جائے کہ اس عالم کے باہر ایک ایسا عالم ہے کہ شکمِ مادر کی اس کے نزدیک کوئی وقعت نہیں تو اس کے لئے ادراک کرنا مشکل ہے۔ اسی طرح ہماری محسوسات کا ادراک کرنے والی عقول عالمِ برزخ کا ادراک نہیں کر سکتیں جیسا کہ قرآن پاک میں ہے

فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین جزاءً بما کانوا یکسبون۔ (سورہ ۳۲ آیت ۱۷) کوئی شخص یہ نہیں جانتا کہ اس کی آنکھوں سے پوشیدہ کیا چیز مہیا کی گئی ہے۔ پس مخبر صادق نے ہمیں جو کچھ بتایا ہے اس کی تصدیق کرنا ہم پر واجب ہے۔

احادیث میں موجود ہے کہ مشرق و مغرب میں جو مومن بھی مرتا ہے اس کی رُوح جسمِ مثالی کے ساتھ امیر المومنین علیہ السّلام کے قریب وادی السّلام میں پہنچ جاتی ہے ایک اور جگہ سرزمینِ نجف اشرف کو ملکوتِ علیا کی نمائش گاہ

کہا گیا ہے اگر روح کا تعلق اعلیٰ اعلیین کے ساتھ ہے اور اس کا جسم بھی نجف میں دفن ہے تو وہ زیادہ سعادت کا حامل ہے لیکن اگر خدا نہ کرے۔ کسی شخص کا جسم نجف میں دفن کیا جائے اور اس کی رُوح وادی برہوت میں مبتلاء عذاب ہے تو اس کی روح جسم کے ساتھ اتصال کو توڑ کرتی ہے اور وادی السلام میں اس کا دفن بے اثر نہیں ہوتا جیساکہ اسی کتاب میں بعض حکایات سے واضح ہے۔ (معاد)

وادی برہوت

وادی برہوت وہ بیابان اور خشک صحراء ہے جہاں آب و دانہ کا نام ونشان تک نہیں ہے پرندے بھی خوف کے مارے نہیں گزرتے یہ وادی برزخی عذاب کا مظہر ہے۔ جہاں کثیف اور خبیث ارواح مبتلاء عذاب ہیں اور یہ یمن میں واقع ہے۔ مطلب کو واضح کرنے کے لئے ایک حدیث نقل کرتا ہوں۔

ایک روز ایک آدمی مجلس خاتم الانبیاء علیہ السلام میں آیا جس کے چہرے سے وحشت کے آثار ظاہر تھے اس نے عرض کی آقا میں نے عجیب چیز دیکھی، آپ نے پوچھا کیا دیکھا؟ اس نے عرض کی: میری زوجہ سخت مریضہ تھی اس نے مجھے کہا کہ وادی برہوت کے کنویں سے اگر پانی لائے تو میں ٹھیک ہو جاؤں گی (معدنی پانی بعض جلدی امراض کا علاج

ہوتا ہے) پس میں نے مشک اور پیالہ لیا تاکہ پانی لاؤں اور روانہ ہوا میں
وحشتناک صحرار کو دیکھ کر بہت ڈرا اور اس وادی میں کنوئیں کی تلاش
کرنے لگا۔ اچانک اُوپر کی طرف سے زنجیر کی آواز سنی اور نیچے آتے
ہوئے ایک شخص کو دیکھا جس نے مجھ سے کہاکہ مجھے پانی دو میں پیاس سے
ہلاک ہو رہا ہوں جب میں نے پانی کا پیالہ دینے کے لئے سر بلند کیا دیکھا
کہ ایک شخص کے گلے میں زنجیر ہے جب پانی کا پیالہ بڑھایا تو اس کو
اُوپر کھینچ لیا گیا حتیٰ کہ وہ قرص آفتاب تک پہنچ گیا میں نے مشک کو پانی
سے پُر کرنا شروع کیا تو پھر اس شخص کو آتے دیکھا اور اُس نے وہی خواہش
ظاہر کی جب پانی دینے لگا تو حسب سابق اوپر کھینچ لیا گیا اسی طرح تین مرتبہ
ہوا میں نے مشک کا تسمہ باندھا اور تیسری مرتبہ اسے پانی نہ دیا میں ڈرتا ہوا
آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تاکہ معلوم کروں کہ وہ کیا معاملہ تھا۔ رسولخدا صلعم
نے فرمایا وہ بدبخت قابیل ہے جس نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا تھا۔
قیامت تک اسی جگہ اسی عذاب میں مبتلا رہے گا۔ یہانتک کہ آخرت میں جہنم
کے سخت عذاب میں مبتلا ہو۔

کتاب نورالابصار سید مومن شبلنجی شافعی ابوالقاسم بن محمدؒ سے روایت
کرتے ہیں۔ انہوں نے کہاکہ میں نے مسجد الحرام میں مقام ابراہیمؑ علیہ السلام
کے پاس کچھ لوگوں کو جمع دیکھا اور سبب پوچھا انہوں نے کہا کہ ایک راہب
مسلمان ہوا ہے اور اس نے مکہ میں آکر عجیب واقعہ سنایا ہے میں اس کے
پاس گیا تو دیکھا ایک بوڑھا ہٹا کٹا پشمینہ کا لباس پہنے بیٹھا ہے اور کہہ

رہا ہے کہ میں ایک روز دریا کے کنارے اپنے عبادت خانہ میں بیٹھ کر
دریا کا نظارہ کر رہا تھا کہ میں نے گدھ کی شکل کا ایک بہت بڑا پرندہ دیکھا۔
جو ایک پتھر پر آکر بیٹھ گیا اور اس نے انسانی بدن کا چوتھائی حصہ اُگل دیا
اور اڑ گیا پھر واپس آکر دوسرا چوتھائی حصہ اُگلا اسی طرح چار دفعہ اعضاء انسانی کو
اُگلا وہ آدمی اُٹھا کہ مکمل مرد بن گیا۔ میں یہ دیکھ کر سخت حیران ہُوا پھر دیکھا کہ وہی
پرندہ آیا اور مرد کا چوتھائی حِصّہ بغیر چبائے نگل گیا اور اڑ گیا اور اسی طرح چار
مرتبہ کیا واپس آکر نگلا اور اڑ گیا میرے تعجب کی حد ہو گئی کہ یہ کیا معاملہ ہے؟
اور یہ مرد کون ہے؟ اور اس پر افسوس کرنے لگا کہ کاش میں نے اِس
سے پوچھ لیا ہوتا پھر دوسرے روز اسی طرح اس پرندے کو دیکھا کہ اس نے
ایک پتھر پر آکر ایک چوتھائی آدمی اُگلا اور اسی طرح چار مرتبہ کیا اور وہ اُٹھا
اور مکمل انسان بن گیا۔ میں اپنے عبادت خانہ سے نکلا اور اس کے پاس پہنچ
کر پوچھا کہ تجھے اس ذات کی قسم جس نے تجھے پیدا کیا تو بتا کہ تو کون ہے؟
اس نے کہا کہ میں ابن ملجم ہوں اس نے پوچھا کہ تیرا قِصّہ کیا ہے اس نے کہا
کہ میں نے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو شہید کیا تھا اللہ تعالیٰ نے
اس پرندے کو میرا گماشتہ قرار دیا ہے کہ وہ ہر روز مجھے اسی قسم کا عذاب
دے جیسا کہ تو نے دیکھا ہے پس میں عبادت خانہ سے باہر نکلا اور پوچھا کہ
علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام کون ہے لوگوں نے کہا کہ محمد صلعم کا چچازاد ہے
اور اس کا وصی ہے پس میں نے اسلام قبول کیا اور حج اور زیارت قبر رسولخدا
صلعم سے مشرف ہُوا (معاد)

برزخ والوں کیلئے مفید اعمال

قطب راوندی قطب راوندی نے لب لباب سے نقل کیا ہے کہ ایک خبر میں ہے کہ ماہ رمضان کی ہر شب جمعہ کو مُردے اپنے گھروں کے دروازوں پر اگر فریاد کرتے ہیں اور روتے ہیں کہ اے میرے اہل و عیال اے میرے رشتہ دارو مجھ پر ایسی چیز کے ذریعہ مہربانی کرو جس کے ذریعہ خدا تم پر رحمت کرے۔ ہمیں اپنے ذہن میں جگہ دو اور بھلانے کی کوشش نہ کرو، ہم پر اور ہماری بے کسی پر رحم کرو۔ یہ درست ہے کہ ہم اس قید میں بڑی سختی، تنگی آہ وزاری اور غمی میں مبتلا ہیں ہم پر رحم کرو اور ہمارے لئے دعا اور صدقہ میں بخل نہ کرو شاید خدا ہم پر رحم کرے اس سے پہلے کہ تم بھی ہم جیسے ہو جاؤ۔ ہائے افسوس کبھی ہم بھی تمہاری طرح طاقتور ہوا کرتے تھے۔ اے خدا کے بندو! ہماری باتیں سنو! اور انہیں مت بھلاؤ اس میں شک نہیں کہ یہ عظیم سرمایہ جس پر تم قابض ہو کبھی ہمارے تصرف میں تھا ہم نے اس کو راہ خدا میں صرف نہ کیا اور لوگوں کا حق غصب کرتے رہے جو ہمارے وبال کا باعث بنا اور دوسروں کے لئے فائدہ مند ہم پر ایک درہم نقدی یا روٹی یا کسی چیز کے ٹکڑے سے مہربانی کرو۔ ہم فریاد کرتے ہیں کہ جلد ہی تم اپنے نفوس پر گریہ کرو گے اور اس وقت کا گریہ کچھ فائدہ نہ دے گا۔ جیسا کہ ہم رونے مگر بے فائدہ، لہٰذا ہم جیسا ہونے سے پہلے کوشش کرو۔

جامع الاخبار میں منقول ہے کہ ایک صحابی نے حضرت رسول اکرم سے نقل کیا کہ آپؐ نے فرمایا" اپنے مُردوں کو ہدیہ پہنچاؤ۔ میں نے پوچھا مردوں کے لئے ہدیہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا صدقہ اور دُعا۔ اور فرمایا مومنین کی رُوحیں ہر جمعہ کو آسمان دنیا سے اپنے مکانوں کے سامنے اگر فریاد کرتی ہیں اور ہر ایک گریہ وزاری کرتے ہوئے کہتا ہے۔ اے میرے گھر والو! اے میرے بچو! اے میرے والدین، اے میرے رشتہ دارو! خدا تم پہ رحمت کرے مجھ پر مہربانی کرو۔ جو کچھ ہمارے ہاتھ میں تھا اس کا حساب وعذاب ہم پر ہے۔ اور نفع غیروں کے لئے، ہر ایک اپنے عزیزوں سے فریاد کرتا کہ مجھ پر ایک درہم یا ایک روٹی یا کپڑے کے ذریعہ مہربانی کرو۔ تاکہ خدا تمہیں بہشت کا لباس عطا کرے۔ پس رسولخدا رو پڑے اور ہم بھی رونے لگے۔ آنحضرتؐ میں زیادہ رونے کی وجہ سے طاقت نہ رہی۔ پھر فرمایا: یہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔ عیش وعشرت کی زندگی کے بعد مٹی کے ڈھیر تلے دبے پڑے ہیں۔ وہ اپنے نفوس پر عذاب وہلاکت کی وجہ سے ندا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کاش ہم اپنی پونجی اطاعتِ خدا اور اس کی رضامندی میں خرچ کرتے تو آج تمہارے محتاج نہ ہوتے۔ آج حسرت وپشیمانی کے ساتھ ہم فریاد کر رہے ہیں کہ جلدی اپنے مُردوں کو صدقہ پہنچاؤ، اسی کتاب میں آنحضرتؐ سے مروی ہے کہ جو صدقہ بھی میّت کے لئے دیا جاتا ہے اسے فرشتہ ایک نورانی طبق میں جس کی روشنی ساتوں آسمانوں کو منور کرتی ہے لیکر اس کی قبر کے کنارے کھڑا ہو کر آواز دیتا ہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ

یہ ہدیہ تمہارے اہل خانہ نے تمہاری طرف بھیجا ہے۔ میت اس کو لیکر اپنی
اپنی قبر میں داخل کرتا ہے اس کے ذریعہ اس کی قبر فراخ ہو جاتی ہے۔ آپ
نے فرمایا جو شخص صدقہ کے ذریعہ اپنے مُردوں پر مہربانی کرتا ہے اس کے
لئے اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُحد پہاڑ کے برابر اجر ہے اور روز قیامت وہ
عرش کے سایہ میں ہوگا جبکہ اس کے علاوہ اور کوئی سایہ نہ ہوگا اور اس
صدقہ کے ذریعہ زندہ اور مُردہ دونوں نجات حاصل کرتے ہیں۔

علاّمہ مجلسی زاد المعاد میں تحریر فرماتے ہیں کہ اپنے مُردوں
کو فراموش نہ کرو کیونکہ ان کے ہاتھ اعمال صالح سے کوتاہ ہیں اور وہ اپنی اولاد
بھائیوں اور رشتہ داروں کی طرف سے امیدوار ہوتے ہیں۔ نیز ان کے احسان
کے احسان کے منتظر ہوتے ہیں خصوصاً نمازِ شب کی دُعامیں اور نماز فریضہ کے بعد
کی دُعائیں اور مشاہد مقدسہ میں دعا کرتے وقت والدین کے لئے دوسروں سے
زیادہ دعا کرو اور ان کیلئے اعمال صالح بجالاؤ۔ ایک خبر میں ہے کہ بعض ایسی اولاد
بھی ہے جن کو والدین نے زندگی میں تو عاق کر دیا تھا۔ لیکن ان کی وفات کے
بعد اپنے والدین کے لئے اعمال صالح کرنے کی وجہ سے نیک ہو جاتے ہیں۔
والدین اور رشتہ داروں کے لئے بہترین نیکی یہ ہے کہ ان کا قرض ادا کرے
اور ان کو حقوق اللہ سے آزاد کرائے۔ حج اور باقی تمام عبادت جو اُن سے زندگی
میں فوت ہوئے تھے تبرعاً یا بطور اجارہ ادا کرنے کی کوشش کرے۔

ایک حدیث معتبرہ میں منقول ہے کہ امام جعفر صادقؑ ہر شب کو اپنی اولاد
اور ہر دن کو اپنے والدین کے لئے دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے پہلی رکعت

میں حمد کے بعد انّا انزلناہ اور دوسری رکعت میں انّا اعطینٰک اور
بسند صحیح حضرت امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ بعض اوقات میّت
تنگی اور سختی میں مبتلا ہوتی ہے اور حق تعالیٰ اُسے وسعت عطا کرتا ہے
اور اس کی تنگی کو دُور کرتا ہے اور اسے کہا جاتا ہے کہ جو خوشی تجھے دی
گئی ہے یہ اس نماز کے بدلے میں ہے جو تیرے فلاں مومن بھائی نے
تیرے لئے پڑھی ہے۔ راوی نے پوچھا کیا دو رکعت میں دو مُردوں کو شریک
کیا جا سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا، ہاں! میّت اس دعا و استغفار سے خوش ہوتا
ہے جو اس کو پہنچتا ہے اور فرمایا، میّت کے لئے نماز، روزہ، حج اور صدقہ
اور باقی تمام اعمال صالح اور ان کا ثواب جو میّت کے لئے کئے جاتے ہیں
اس کی قبر میں داخل ہوتے ہیں اور دونوں کے نامۂ اعمال میں درج ہوتے ہیں۔
ایک اور حدیث میں فرمایا کہ جو شخص میّت کے لئے اعمال صالح بجالاتا ہے
تو حق تعالیٰ اُسے دوگنا کرتا ہے اور میّت اس سے فائدہ اٹھاتا ہے۔

مروی ہے جب کوئی شخص میّت کے لئے صدقہ دیتا ہے تو حق تعالیٰ
جبرائیل کو حکم دیتا ہے کہ ستر ہزار فرشتوں کو ساتھ لے کر اس قبر پر جاؤ۔ ان میں
سے ہر ایک فرشتہ نعمتِ خداوندی سے پُر ایک ایک طبق اٹھا کر آتا ہے۔
اور کہتا ہے اے ولی اللہ تم پر سلام ہو یہ فلاں مومن نے تیری طرف ہدیہ بھیجا
ہے جس کی وجہ سے اس کی قبر منور ہو جاتی ہے اور حق تعالیٰ اسے ہزار شہر
بہشت میں عطا فرماتا ہے اور حور بہشت سے اس کا عقد کرتا ہے اور اسے ہزار حلّے عطا فرماتا ہے اور اس کی ایک
ہزار حاجات پوری کرتا ہے۔

مولّف گوید :- میں اس جگہ چند رویاء صادقہ کا تذکرہ ضروری سمجھتا ہوں ایسا نہ ہو کہ تم ان کو شیطانی خواب یا افسانہ سمجھ کر توجہ کے قابل نہ سمجھو۔ بلکہ ان میں غور و فکر کرو۔ کیونکہ ان میں غور کرنے سے ہوش اڑ جاتے ہیں اور نیند حرام ہو جاتی ہے۔ ؎

فسانہ ہا ہمہ خواب آورد فسانہ من
زچشم خواب رباید فسانہ عجبی است

تمام افسانے خواب آور ہوتے ہیں لیکن میری کہانی ایسی عجیب ہے جس کے سننے سے نیند اُچاٹ ہو جاتی ہے۔

حکایت

میرے استاد ثقۃ الاسلام علامہ نوری عطر اللہ مرقدہ دارالسلام میں نقل فرماتے ہیں کہ مجھ سے علامہ سید علی بن فقیہ نبیل سید حسن الحسینی الاصفہانی نے بیان کیا، انہوں نے فرمایا جب میرے والد نے وفات پائی میں اس وقت نجف اشرف میں مقیم تھا اور علم حاصل کرنے میں مشغول تھا۔ مرحوم کے کام میرے بھائیوں کے سپرد تھے۔ جن کی تفصیل کا مجھے علم نہ تھا۔ جب ان بزرگوار کی وفات کو سات مہینے گذر گئے تو میری والدہ کا بھی انتقال ہو گیا۔ مرحومہ کو نجف لا کر دفن کیا گیا ایک دن میں نے خواب میں دیکھا گویا میں ایک کمرہ میں بیٹھا ہوں اچانک میرے والد مرحوم تشریف لائے میں تعظیم کی خاطر اٹھا اور انہیں سلام کیا اور وہ مجلس

کے درمیان بیٹھ گئے اور میرے سوالات پر توجہ فرمائی۔ مجھے اس وقت معلوم ہُوا کہ وہ مُردہ ہیں۔ میں نے اُن سے دریافت کیا آپ تو اصفہان میں فوت ہوئے تھے میں آپ کو یہاں کیسے دیکھ رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا ہاں، لیکن مجھے وفات کے بعد نجف اشرف میں جگہ دی گئی ہے اب میرا مکان نجف میں ہے۔ میں نے پوچھا کیا میری والدہ مرحومہ بھی آپ کے پاس ہیں۔ انہوں نے فرمایا نہیں۔ میں ان کے نفی میں جواب دینے سے خوفزدہ ہُوا۔ پھر انہوں نے فرمایا وہ بھی نجف میں ہے لیکن اس کا مکان اور ہے اس وقت میں سمجھ گیا کہ میرے والد عالم تھے اور عالم کا مقام جاہل کے مقام سے بلند ہوتا ہے پھر میں نے ان کے حالات کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا میں سختی اور مصیبت میں رہا ہوں۔ الحمد للہ اب میرا حال اچھا ہے اور اس تنگی اور سختی سے نجات مل گئی ہے میں نے تعجب سے پُوچھا کیا آپ بھی تنگی اور سختی میں رہے فرمایا ہاں! حاجی رضا مشہور نعل بند جو آقا بابا کے لڑکے تھے کا میرے ذمہ کچھ حساب تھا اسی کے مطالبہ سے میرا بُرا حال ہوا۔ میں سخت متعجب ہُوا اور اسی تعجب اور خوف نے مجھے بیدار کر دیا میں نے اپنے بھائی کو اس عجیب و غریب خواب سے آگاہ کیا جو مرحوم کا وصی تھا اور اس سے درخواست کی کہ وہ مجھے تحریر کریں کہ کیا حاجی رضا مذکور کا والد مرحوم سے کچھ مطالبہ تھا یا نہیں۔ میرے بھائی نے مجھے تحریر کیا کہ میں نے قرض خواہوں کے تمام رجسٹرات میں تلاش کیا مگر اس آدمی کا نام نہیں ملا۔ میں نے دوبارہ تحریر کیا کہ اس آدمی سے پوچھو میرے بھائی نے پھر جواب تحریر کیا کہ میں نے اس سے پوچھا تھا اس نے کہا کہ میں نے

ان سے اٹھارہ تومان لینے تھے جن کا سوائے خدا کے کوئی گواہ نہ تھا مرحوم کی وفات کے بعد میں نے ان سے پوچھا، کیا میرا نام بھی قرض خواہوں میں ہے تو تم نے کہا نہیں۔ میں نے سوچا، اگر میں قرض طلب کروں تو میرے پاس ثابت کرنے کیلئے کوئی حجت اور دلیل نہیں ہے اور مجھے مرحوم پر بھروسہ تھا کہ وہ اپنے رجسٹر میں درج کرلیں گے۔ میں سمجھ گیا کہ ان سے تساہل ہوگیا اور وہ بھول گئے ہیں۔ پس میں نے وصولی قرض سے مایوس ہوکر اظہار نہ کیا میں نے آپ کا پورا خواب ان سے بیان کیا ہے اور اس کا قرض چکانے کی خواہش کی ہے لیکن انہوں نے جواب دیا کہ ہم ان کو بری الذمہ کر چکے ہیں۔ جبکہ آپ نے مجھے قرض سے لاعلمی کا اظہار کیا تھا۔

• حکایت

ثقتہ الاسلام نوری نوراللہ مرقدہ حاجی ملا ابوالحسن مازندرانی سے دارالسلام میں نقل فرماتے ہیں کہ انہوں نے ملا جعفر ابن عالم صالح محمد حسین طبرستانی جو تیلک نامی بستی کے رہنے والے تھے میری ان سے دوستی تھی۔ جب طاعون کی وبا عظیم آئی جس نے تمام علاقہ کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تو اتفاق ایسا ہوا کہ لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد فوت ہوگئی۔ جنہوں نے آپ کو وصی بنایا تھا۔ اور ان کی وصیّت کے مطابق اموال جمع کر لئے تھے لیکن وہ اموال ابھی اپنے مصرف پر خرچ نہ ہوئے تھے کہ وہ بھی طاعون سے ہلاک ہو گئے اور وہ اموال

ضائع ہو گئے اور صحیح مصرف پر خرچ نہ ہوئے۔ جب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم
سے میں حضرت ابو عبداللہ الحسین کی قبر کی زیارت سے مشرف ہوا تو کربلا معلیٰ
میں میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک آدمی کی گردن میں زنجیر ہے جس
سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں اور جس کو دونوں طرف سے دو آدمی پکڑے
ہوئے ہیں زنجیر والے شخص کی زبان اتنی لمبی ہو چکی ہے کہ اس کے سینہ تک لٹک آئی ہے جب اس نے
نے مجھے دیکھا تو وہ میرے نزدیک ہوا میں نے دیکھا تو وہ میرا دوست ملا جعفر تھا۔ میں نے
اس کے حال پر تعجب کیا۔ اس نے میرے ساتھ بات کرنا چاہی اور فریاد کرنا چاہی
کہ ان دو اشخاص نے زنجیر کو کھینچا اور پیچھے ہٹا لیا۔ میں نے اس کے حال کو
تین مرتبہ دیکھا اور ڈر کے مارے سخت چیخ نکلی اور بیدار ہوا۔ میری اس چیخ
کو سن کر میرے نزدیک سویا ہوا ایک اور عالم بھی جاگ پڑا۔ میں نے خواب کے
واقعہ کو اس کے سامنے بیان کیا اور اتفاقاً وہ وقت کہ جب میں بیدار ہوا صحن
اور حرم شریف کے دروازے کھلنے کا وقت تھا میں نے اپنے دوست سے
کہا بہتر ہے کہ حرم شریف میں جا کر زیارت کریں۔ اور ملا جعفر کے لئے استغفار
کریں۔ شاید اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے اگر یہ خواب رویائے صادقہ میں سے
ہے تو پھر ہم حرم شریف میں داخل ہوئے اور اپنے ارادہ کے مطابق عمل
کیا اور اسے تقریباً بیس سال گزر چکے مگر ملا جعفر کے متعلق کچھ خبر نہیں اور میرا
گمان یہ ہے کہ اس پر یہ عذاب لوگوں کے اموال کی تقصیر کے باعث ہے
اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے فضل و کرم کے ساتھ خانہ کعبہ کی زیارت اور حج سے
فارغ کیا اور میں مدینہ کی طرف واپس ہوا۔ مجھے اسی دوران اس قدر عارضہ ہوا

کہ میں چلنے پھرنے سے معذور ہو گیا۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے التجا کی۔ کہ مجھے غسل دیکر لباس تبدیل کریں

اور کندھوں کا سہارا دیکر رسول اکرمؐ کے روضہ مبارکہ میں لے جائیں۔ میرے مرنے سے قبل میرے دوستوں نے میرے کہنے کے مطابق عمل کیا۔ جب میں روضۂ مطہر میں داخل ہُوا تو بے ہوش ہو گیا۔ میرے ساتھی مجھے چھوڑ کر اپنے کاموں میں لگ گئے، جب مجھے ہوش آیا تو مجھے کندھوں پر اٹھا کر ضریح مقدس کے پاس لے گئے میں نے زیارت کی پھر وہ مجھے روضہ کے عقب میں جناب سیّدہ کے مکان تک لے گئے جو جناب سیدہ کی زیارت گاہ ہے میں وہاں بیٹھ گیا اور زیارت کرنے کے بعد اپنی شفا کے لئے دُعا کی اور جناب سیّدہ سے مخاطب ہو کر عرض کی کہ ہم تک ایسی روایات پہنچی ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو اپنے فرزند حضرت امام حسینؑ سے زیادہ محبّت ہے میں ان کی قبر کا مجاور ہوں۔ آپ اُن کے واسطہ سے خدا تعالٰی سے میرے لئے شفاعت طلب کریں۔ پھر رسولؐ اکرم کی طرف متوجہ ہُوا، اور اپنی حاجات طلب کیں اور اپنے تمام مُردہ دوستوں کے لئے آنحضرتؐ سے شفاعت کی التجا کی اور ہر ایک کا نام لیکر دُعا کی حتّٰی کہ مُلّا جعفر کے نام پر پہنچا۔ اس وقت مجھے پرانا خواب یاد آیا میرا حال متغیر ہو گیا اور میں نے گڑگڑا کر اس کے لئے مغفرت اور شفاعت کی دُعا مانگی اور عرض کیا میں نے مُلّا جعفر کو آج سے بیس سال قبل بُرے حال میں دیکھا تھا میں اپنے خواب کے سچا اور شیطانی ہونے کے متعلق کچھ نہیں سمجھا۔ بہر صورت جہاں تک ممکن تھا میں نے خضوع و خشوع کے ساتھ اس کے حق

میں بخشش کی دعا کی۔ میں نے اپنی بیماری میں کمی محسوس کی۔ اُٹھا اور بغیر دوستوں کے سہارے کے مقام پر آیا اور میرا مرض جناب سیدہ کی برکت سے دُور ہو گیا

جب ہم مدینہ سے چلے تو اُحد کے مقام پر ٹھہرنے کا ارادہ کیا۔ جب ہم وہاں پہنچے تو وہاں پر شہدائے اُحد کی زیارت کی۔ وہاں پر خواب میں میں نے اپنے دوست مُلّا جعفر کو دیکھا وُہ سفید لباس میں ملبوس سر پر معطر دستار سجائے ہاتھ میں عصا لئے ہوئے میری طرف بڑھے اور مجھے سلام دیا اور کہا مرحبا بالاخوۃ والصداقۃ دوست کو دوست کے ساتھ ایسا ہی اچھا سلوک کرنا چاہیئے جیسا تو نے میرے ساتھ کیا ہے میں اس وقت بڑی تنگی اور مصیبت میں تھا تو ابھی روضہ مطہرہ سے باہر نہیں نکلا تھا کہ انہوں نے مجھے رہا کر دیا۔ ابھی دو یا تین روز ہوئے کہ مجھے حمام میں بھیج کر کثافت کو دُور کیا اور رسولِ اکرم نے میرے لئے یہ لباس بھیجا اور یہ عبا جناب سیدہ نے عطا فرمائی اور اب بحمد اللہ میرا حال بہتر ہے اور اب تیری پیشوائی کو آیا ہوں تا کہ تجھے بشارت دوں۔ اب خوش ہو کہ تو تندرست ہو کر اپنے خاندان کی طرف جا رہا ہے اور وہ تمام سلامتی سے ہیں اسی طرح اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے میں خوش و خرم بیدار ہُوا۔

شیخ مرحوم فرماتے ہیں عقلمند شخص کے لئے بہتر ہے کہ وہ اس خواب کے وقائق میں غور و فکر کرے کیونکہ یہ ان چیزوں میں سے ہے جو دل کی سیاہی اور آنکھوں کی دھول کو صاف کر دیتی ہے۔

حکایت

دارالسلام میں ہے شیخ اجل جناب حاجی ملاّ علی اپنے والد ماجد جناب حاجی مرزا خلیل طہرانی سے نقل کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ میں کربلائے معلّٰی میں تھا اور میری والدہ طہران میں، میں نے ایک رات خواب میں دیکھا میری والدہ نے میرے پاس آکر کہا بیٹا میں مر چکی ہوں اور مجھے تیرے پاس لایا جا رہا ہے اور میری ناک توڑ دی ہے میں ڈر کر خواب سے بیدار ہُوا، اس واقعہ کے چند روز بعد مجھے اپنے بھائی کی طرف سے والدہ کی وفات کا خط ملا اور تحریر تھا کہ آپ کی والدہ کا جنازہ تمہارے پاس بھیج دیا ہے۔ جب جنازہ والے پہنچے تو انہوں نے فرمایا کہ تمہاری والدہ کا جنازہ کارواں سرائے میں ذوالکفل کے نزدیک چھوڑا ہے کیونکہ ہمارا گمان تھا تم نجف اشرف میں ہو گے۔ میں خواب کی سچائی کو سمجھ گیا لیکن میں مرحوم کے اس کلام پر حیران تھا کہ میری ناک توڑ دی گئی ہے میں نے کفن کو چہرہ سے ہٹا کر دیکھا تو ناک ٹوٹی ہوئی تھی۔ میں نے ان سے اس کا سبب دریافت کیا انہوں نے کہا ہم اس کے سوا اور کوئی سبب نہیں جانتے کہ ہم نے کارواں سرائے میں مرحومہ کا جنازہ دوسرے جنازوں کے آگے رکھ دیا، ہم ایک دوسرے سے جھگڑ پڑے۔ باہم مار کٹائی میں جنازہ زمین پر گر پڑا۔ شاید اسی وقت مرحومہ کو یہ نقصان اور تکلیف پہنچی۔ میں اپنی والدہ کے جنازہ کو حضرت ابوالفضل العباسؑ کے حرم میں لایا اور ان کی قبر کے بالمقابل رکھ دیا اور آنجناب سے مخاطب ہو کر عرض کی کہ اے

ابوالفضل العباس میری والدہ نماز روزہ کو اچھی طرح ادا نہ کرتی تھی اب آپ کے پاس موجود ہے اس کا عذاب اور تکلیف دُور فرمائیں۔ اے میرے آقا! میں آپ کے سامنے اس کے پچاس سالہ نماز، روزہ کی ضمانت دیتا ہوں۔ پھر اس کو دفن کر دیا اور اس کے نماز روزہ کو ادا کرنا بھول گیا۔

کچھ مدّت کے بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے دروازے کے سامنے بہت شور وغل ہو رہا ہے۔ باہر نکل کر دیکھا تو میری والدہ کو ایک درخت کے ساتھ باندھ کر کوڑے لگائے جا رہے ہیں میں نے پوچھا تم اسے کس گناہ کی سزا میں کوڑے لگا رہے ہو۔ انہوں نے کہا ہمیں ابوالفضل العباس نے اس کام پر مامور فرمایا ہے۔ حتّٰی کہ فلاں رقم ادا کرے۔ میں کمرہ میں داخل ہُوا اور جس قدر رقم انہوں نے مانگی تھی، ان کو ادا کر دی اور اپنی والدہ کو درخت سے آزاد کرایا۔ اور مکان پر لایا اور ان کی خدمت میں مشغول ہو گیا جب بیدار ہُوا تو میں نے رقم کا حساب کیا تو پتہ چلا کہ وہ رقم جو انہوں نے وصول کی تھی پچاس سال کی عبادت کے مطابق تھی میں نے اس رقم کو اُٹھایا اور سیّد اجل آقا میرزا سید علی رضوان اللہ علیہ صاحب کتاب ریاض کے پاس لایا اور عرض کیا یہ رقم پچاس سال کی عبادت کی ہے مہربانی فرما کر یہ ہدیہ میری والدہ کو پہنچائیں۔

قال شیخنا الاجل صاحب دار السّلام وفی هٰذِهٖ الرُّؤْيَا مِنْ عِظَمِ الْاَمْرِ وَخَطَرِ الْعَاقِبَةِ وَعَدَمِ جَوَازِ التَّهَاوُنِ بِمَا عَاهَدَ اللّٰهَ عَلٰى نَفْسِهٖ وَعُلُوِّ مَقَامِ

اَوْلِیَائِہٖ الْمُجْتَبِیْنَ مَا لَا یَخْفٰی عَلٰی مَنْ تَامَّلَھَا بِعَیْنِ الْبَصِیْرَۃِ وَنَظْرِ الْاِعْتِبَارِ ہمارے

استاد صاحب دار السلام نے اس خواب کے بارے میں فرمایا ہے کہ یہ خواب امور اور عاقبت کے خطرات عہد خداوندی میں سستی کے عدم کو ظاہر کرتا ہے اور اپنے پسندیدہ اولیاء کے مقامات و مراتب کی بلندی پر دلالت کرتا ہے جسمیں بصیرت کی آنکھوں کے ساتھ غور و فکر کرنے والے پر کوئی امر پوشیدہ نہیں رہتا۔

حکایت

یہی بزرگوار اپنے والد صالح سے نقل فرماتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ تہران میں ایک حمام کا خادم تھا جسے ہم پادو کہا کرتے تھے اور وہ نماز روزہ ادا نہیں کرتا تھا، ایک دن وہ ایک معمار کے پاس گیا اور اُسے کہا کہ میرے لئے ایک حمام بنا دو، معمار نے پوچھا تو رقم کہاں سے لایا ہے۔ پادو نے کہا تجھے اس سے کیا غرض تو رقم لے اور حمام بنا دے۔ اس معمار نے اس کے لئے حمام بنایا جو اس کے نام سے مشہور ہوا اور اس کا نام علی طالب تھا۔ مرحوم حاجی ملا خلیل کہتے ہیں جب میں نجف اشرف میں تھا میں نے خواب میں علی طالب کو نجف اشرف وادی السلام میں دیکھا میں حیران ہوا اور اس سے پوچھا کہ تو اس مقام پر کیسے پہنچا جبکہ تو نہ نماز پڑھتا تھا اور نہ روزہ رکھتا تھا اُس

نے جواب دیا اے فلاں! جب میں مرا تو مجھے طوق و زنجیر میں جکڑ دیا گیا تاکہ مجھے عذاب کی طرف لے جایا جائے۔ کہ حاجی ملّاں محمد کرمانشاہی نے خدا ان کو جزائے خیر دے۔ فلاں آدمی کو میرے لئے حج کرنے کے لیے نائب مقرر کیا اور فلاں کو میرے نماز و روزہ کا نائب مقرر کیا اور میری طرف سے فلاں فلاں کو زکوٰۃ اور ردّ مظالم کیلئے مقرر فرمایا اور اب میرے ذمّہ کوئی چیز نہیں چھوڑی جو ادا نہ کی ہو اور مجھے عذاب سے نجات دلائی۔ خداوند تعالیٰ اسے جزائے خیر دے۔ میں ڈر کر خواب سے بیدار ہوا اور حیران تھا کہ کچھ مدّت کے بعد ایک جماعت طہران سے یہاں پہنچی میں نے ان سے علی طالب کا حال دریافت کیا انہوں نے مجھے ایسی ہی خبر دی جیسا میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ یہاں تک کہ حج و نماز و روزہ کے نائبین کے نام ان ناموں کے مطابق تھے جو مجھے خواب میں بتائے گئے تھے اب یہ بات مخفی نہیں کہ یہ خواب ان وارد شدہ احادیث کی تصدیق کرتا ہے جو نماز، روزہ، حج اور باقی صدقات کے ثواب کے میّت تک پہنچنے پر دلالت کرتی ہیں۔ کیونکہ میّت کبھی تنگی اور سختی میں مبتلا ہوتا ہے۔ مگر وہ ان اعمال کی وجہ سے جن کا ثواب اسے ملتا ہے آرام و راحت پاتا ہے نیز اس بات کی بھی تصدیق ہوتی ہے کہ کوئی مومن اگر مشرق و مغرب میں کسی جگہ بھی مرے اس کی رُوح وادی السلام نجف اشرف میں لائی جاتی ہے اور بعض روایات میں ہے گویا میں انہیں گروہ در گروہ باتیں کرتے دیکھ رہا ہوں اور حاجی ملّا محمد کرمانشاہی مذکور علماء صالحین میں سے تھے جو تہران میں رہتے تھے

حکایت

عارف کامل قاضی سعید قمیؒ اربعینات سے نقل کرتے ہیں کہ مجھ سے
ایک ثقہ شخص نے بیان کیا کہ شیخ بہاء الدین عاملی قدس سرہ ایک دن ایک عارف
سے جو اصفہان میں ایک مقبرہ کے پاس پناہ گزین تھا، ملنے کے لئے گئے
اس عارف شیخ نے کہا میں نے آج سے کچھ روز قبل ایک عجیب وغریب
منظر دیکھا اور وہ یہ کہ کچھ لوگ ایک جنازہ کو لائے اور اُسے فلاں جگہ دفن کر کے
چلے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد ایسی خوشبو پہنچی کہ اس سے قبل ایسی خوش کُن
خوشبو نہ سونگھی تھی میں نے حیران ہو کر دائیں بائیں دیکھا تاکہ معلوم کر سکوں کہ یہ خوشبو
کہاں سے آرہی ہے، ناگاہ میں نے دیکھا کہ ایک خوبصورت نوجوان شاہی لباس
پہنے قبر کی طرف جا رہا ہے وہاں پر پہنچ کر قبر کے نزدیک بیٹھ گیا۔ میں اس
واقعہ سے بہت حیران ہوا۔ میں نے دیکھا کہ وہ شخص اچانک غائب ہو گیا گویا
وہ قبر میں داخل ہو گیا، اس واقعہ کو ابھی تھوڑی دیر گذری تھی کہ مجھے اسقدر
گندی بدبو پہنچی کہ اس سے زیادہ بدبو کبھی نہ سونگھی ہو گی۔ پھر کیا دیکھتا ہوں کہ
اس نوجوان کے پیچھے ایک کتا جا رہا ہے حتیٰ کہ قبر پہ پہنچ کر غائب ہو گئے۔
مجھے تعجب ہوا، میں ابھی حیرانگی میں تھا کہ ناگاہ نوجوان باہر نکلا اس کا حال بُرا اور
جسم زخمی تھا جس راستہ سے آیا تھا اسی راستہ سے چلا گیا۔ میں بھی اس کے پیچھے
چل دیا تاکہ میں اس کی حقیقت حال سے واقفیت حاصل کروں۔ اس نے مجھ

سے بیان کیا کہ میں میّت کے اعمال صالح ہوں اور مجھے حکم دیا گیا کہ میں اس کے ساتھ قبر میں رہوں۔ اچانک یہ کتا جسے تم آتا دیکھ رہے ہو اس کے بُرے اعمال تھے میں نے چاہا کہ اسے قبر سے باہر نکال کر اس کا حقِ دوستی ادا کروں مگر اسنے دانتوں سے کاٹ کر میرا گوشت نوچ لیا اور مجھے زخمی کر دیا جیسا تم دیکھ رہے ہو اسنے مجھے اس قابل نہیں چھوڑا کہ میں اس کے ساتھ رہ سکوں اور میں باہر آگیا اور اسے چھوڑ دیا جونہی عارف مکاشفہ نے اس حکایت کو شیخ صاحب سے بیان کیا تو شیخ بہاؤالدین عاملی نے فرمایا درست فرمایا:

فَنَحْنُ قَائِلُوْنَ بِتَجَسُّدِ الْاَعْمَالِ وَتَصَوُّرِهَا بِالصُّوْرَةِ الْمُنَاسِبَةِ بِحَسَبِ الْاَحْوَالِ۔

ہم قائل ہیں کہ اعمال حالات کی مناسبت کو ملحوظ رکھتے ہوئے مثالی صورتیں اختیار کرتے ہیں۔

مؤلّف گوید:۔ اس حکایت کی تصدیق شیخ صدوق کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے جس کو انہوں نے امالی کی ابتدا میں درج فرمایا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ قیس بن عاصم منقری بنی تمیم کی ایک جماعت کے ساتھ رسولِ اکرمؐ کی خدمت میں پہنچا اور آنحضرت صلعم سے مفید نصیحت کی خواہش کی۔ حضورؐ نے انہیں نصیحت کرتے ہوئے اپنے موعظہ میں یہ بھی ارشاد فرمایا، اے قیس جب تو دفن ہو گا تیرے ساتھ ایک ساتھی ضرور ہو گا جو زندہ ہو گا اور اس وقت تو مُردہ ہو گا اگر وہ باعزّت ہو گا تو اسی کی وجہ سے تو بھی عزت پائے گا اور اگر وہ لعیم ہُوا تو تو بھی بدبخت ہو گا تو اسی کے ساتھ محشور ہو گا اور اسی کے ساتھ مبعوث

ہو گا اور اسی سے سوال ہو گا اس ساتھی کو نیک بناؤ۔ کیونکہ اگر تو صالح ہو گا۔ تو تو اس سے انس و محبت کرے گا اور اگر برا ہوا تو تو اس سے ڈرتا رہے گا اور یہ تیرے اعمال ہوں گے۔ قیس نے عرض کیا یا حضرت میں چاہتا ہوں کہ اس موعظہ کو منظم کیا جائے تاکہ ہم اس پر فخر کر سکیں جو کچھ ہم نے عربوں سے حاصل کیا ہے، ہمہا سے ذخیرہ کر لیں۔

آنحضرتؐ نے حسان بن ثابت شاعر کو بلانے کے لئے کسی شخص کو بھیجا تاکہ وہ اگر اس کو نظم کرے۔ صلصال بن دلھس اس وقت حاضر تھا اس نے حسان بن ثابت کے آنے سے پہلے ہی نظم بناتے ہوئے کہا:-

تَخَیَّرْ خَلِیْطًا مِنْ فِعَالِكَ اِنَّمَا

قَرِیْنُ الْفَتٰی فِیْ قَبْرِہٖ مَا کَانَ یَفْعَلُ

وَلَابُدَّ بَعْدَ الْمَوْتِ مِنْ اَنْ تَعُدَّہٗ

لِیَوْمٍ یُنَادِیْ الْمَرْءُ فِیْہِ وَیُقْبَلُ

فَاِنْ کُنْتَ مَشْغُوْلًا بِشَیْءٍ فَلَا تَکُنْ

بِغَیْرِ الَّذِیْ یَرْضٰی بِہٖ اللّٰہُ تُشْغَلُ

فَلَنْ یَصْحَبَ الْاِنْسَانُ مِنْ بَعْدِ مَوْتِہٖ
وَمِنْ قَبْلِہٖ اِلَّا الَّذِیْ کَانَ یَعْمَلُ

اَلَا اِنَّمَا الْاِنْسَانُ ضَیْفٌ لِاَھْلِہٖ
یُقِیْمُ قَلِیْلًا بَیْنَھُمْ ثُمَّ یَرْحَلُ

ترجمہ اشعار

شعر نمبر ۱:- اعمال صالح کو اپنا ساتھی بنا۔ کیونکہ اعمال ہی انسان کے ساتھی ہوں گے۔

شعر نمبر ۲:- مرنے کے بعد بروز قیامت جب منادی کی ندا سنائی دے گی تو تو ان ہی مُردوں میں سے اُٹھے گا۔

شعر نمبر ۳:- اور سوائے ایسے اعمال کے جن کے ذریعہ خدا راضی ہوتا ہے تجھے اور کسی کام میں مشغول نہیں رہنا چاہیئے

شعر نمبر ۴:- موت کے بعد انسان کے وہی اعمال ساتھی ہوتے ہیں جو اس سے قبل دنیا میں کیا کرتا تھا۔

شعر نمبر ۵:- خبردار! انسان دنیا میں اہل و عیال کے پاس مہمان ہے۔ جو چند روزہ قیام کے بعد کوچ کر جائے گا۔

شیخ صدوقؒ حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت

رسولِ اکرمؐ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ بن مریمؑ ایک ایسی قبر کے پاس سے گزرے جس کی میت پر عذاب ہو رہا تھا۔ پھر ایک سال بعد دوبارہ حضرت عیسیٰؑ اسی قبر کے پاس سے گزرے تو دیکھا کہ اس میت سے عذاب قبر اُٹھ چکا تھا۔ عرض کی اے پروردگار میں گذشتہ سال اسی قبر کے پاس سے گزرا تھا جبکہ اس پر عذاب ہو رہا تھا اور اب اس سے وہ عذاب اُٹھ چکا ہے حضرت عیسےٰؑ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہوئی۔ اے رُوح اللہ! صاحبِ قبر کا ایک نیک لڑکا تھا جس نے بالغ ہو کر گذرگاہ کی اصلاح کی یتیم کو پناہ دی اور رہنے کے لئے جگہ دی۔ لہٰذا میں نے اس کے فرزند کے اعمالِ صالح کی وجہ سے اس کے گناہ بخش دیئے۔

فصل چہارم

قِیامَت

ہولناک منازل میں سے ایک قیامت ہے

جس کی ہولناکی اور خوف ہر خوف سے سخت ہے۔ اسی کے اوصاف میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

ثَقُلَتْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ لَا تَاْتِیْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً (سورۃ الاعراف آیت ۱۸۷)

قیامت زمین و آسمان پر رہنے والے ملائکہ جن و انس کیلئے اپنے شدائد اور ہولناکیوں کے اعتبار سے سنگین اور گراں ہے اور وہ اچانک آجائے گی۔

قطب راوندی نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے۔ کہ حضرت عیسیٰؑ نے جبرائیل سے پوچھا قیامت کب برپا ہوگی۔ یونہی جبرائیلؑ نے قیامت کا نام سنا اس کے جسم میں اس قدر لرزہ طاری ہوا کہ وہ گر کر بے ہوش ہو گیا۔ جب افاقہ ہوا تو کہنے لگا۔ اے روح اللہ! قیامت کے بارے میں مسئول سائل سے زیادہ اعلم نہیں اور مذکورہ بالا آیت کی تلاوت کی۔

شیخ جلیل علی بن ابراہیم قمیؒ حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسولِ اکرمؐ صلعم کے پاس جبرائیلؑ تشریف فرما تھے۔ جبرائیلؑ نے اچانک آسمان کی طرف دیکھا اور ڈر کی وجہ سے اس کا رنگ زعفران کی طرح زرد

ہو گیا اور رسول اکرم کی پناہ لینے لگا۔ رسول اکرمؐ نے اس جگہ نگاہ کی جہاں جبرائیل نے دیکھا تھا۔ آپ نے ایک فرشتے کو دیکھا جو کہ مشرق و مغرب میں پر پھیلائے ہوئے ہے گویا کہ وہ زمین کا غلاف ہے۔ وہ فرشتہ رسول اکرم صلعم کی طرف متوجہ ہوا اور کہا اے محمد صلعم! میں اللہ تعالیٰ کا پیغام لے کر آیا ہوں کہ آپکو اختیار ہے تو بادشاہی اور رسالت پسند کرے یا بندگی اور رسالت۔ حضرت جبرائیلؑ کی طرف متوجہ ہوئے دیکھا تو اس کی رنگت بحال تھی اور باہوش تھا۔ جبرائیلؑ نے بندگی اور رسالت پسند کرنے کو کہا پس حضرت نے بندگی اور رسالت پسند فرمائی۔ اس فرشتہ نے اپنا دایاں پاؤں اٹھا کر آسمان اول پر رکھا۔ پھر بایاں اٹھا کر آسمان دوم پر، اسی طرح آسمان ہفتم تک گیا اور ہر آسمان کو ایک قدم بنایا اور جتنا بلند ہوا گیا چھوٹا ہوتا گیا یہاں تک کہ چھوٹے پرندہ کی طرح ہو گیا۔ پھر آنحضرت صلعم جبرائیل کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا میں نے تیرے خوف اور تبدیلی رنگ سے زیادہ خوفناک چیز کبھی نہیں دیکھی جبرائیل نے عرض کی آپ مجھے ملامت نہ کریں۔ کیا آپ جانتے تھے کہ یہ فرشتہ کون ہے! یہ حاجب رب العالمین اسرافیل تھا۔ جب سے اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو خلق فرمایا یہ فرشتہ اس ہیئت میں نیچے نہیں اترا۔ جب میں نے اسے زمین کی طرف آتے دیکھا تو میں نے گمان کیا کہ یہ قیامت برپا کرنے کے لئے آرہا ہے اور قیامت کے خوف سے میرا رنگ متغیر ہو گیا۔ جیسا کہ آپ نے مشاہدہ فرمایا۔ جونہی مجھے یقین ہوا کہ یہ قیامت برپا کرنے کے لئے نہیں آیا بلکہ آپ کو برگزیدہ ہونے کی خوشخبری سنانے کے لئے آیا ہے تو میرا رنگ اصلی حالت پر عود کر آیا ہے

اور میرے حواس درست ہو گئے۔

الخبر:- ایک روایت میں ہے کہ کوئی فرشتہ آسمان و زمین، فضا و پہاڑ صحراء و دریا میں سے ایسا نہیں جو ہر جمعہ سے اس لئے نہ ڈرتا ہو کہ کہیں اس جمعہ کو قیامت نہ برپا ہو جائے۔

فقیر گوید:- شاید آسمان زمین اور تمام چیزوں کے ڈرنے سے مراد ان میں رہنے والوں اور ان کے موکلین کا خوف ہو۔ چنانچہ مفسرینؒ نے آیت **ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ** کی تفسیر میں ذکر فرمایا ہے۔

مروی ہے کہ رسولؐ اکرم جس وقت قیامت کا تذکرہ فرماتے تو آپ کی آواز میں سختی اور رخساروں پر سُرخی آجاتی تھی۔

شیخ مفیدؒ ارشاد میں نقل فرماتے ہیں کہ جب رسولِ اکرمؐ نے غزوہ تبوک سے مدینہ کی طرف مراجعت فرمائی تو عمرو بن معد یکرب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنحضرت صلعم نے اسے فرمایا اے عمر! اسلام قبول کر تاکہ حق تعالیٰ تجھے قیامت کے خوف سے محفوظ رکھے عمرو نے کہا اے محمدؐ قیامت کیا ہے؟ میں ایسا شخص ہوں کہ مجھے خوف آتا ہی نہیں۔

مولّف گوید:- اس روایت سے عمرو کی شجاعت و بہادری اور قوتِ قلب کا اندازہ ہوتا ہے۔ منقول ہے کہ وہ اپنے زمانے کے مشہور بہادروں میں سے تھا اور بہت سے عجمی علاقہ کی فتوحات انسی کے ہاتھ سے ہوئیں اور اس کی شمشیر صمصامہ مشہور تھی، بیک وقت اس کی ایک ضربت اونٹ کے قوائم کو جدا کر دیتی تھی، عمر بن خطاب نے اپنے دور میں اس سے خواہش

کی کہ وہ اپنی تلوار اسے بطور ہدیہ دے۔ عمرو نے تلوار پیش کی، عمر نے اسے اس زور کے ساتھ ایک جگہ پہ مارا تاکہ اس کا امتحان لے اس تلوار نے قطعاً کوئی اثر نہ کیا۔ عمر نے اُسے دُور پھینک دیا اور کہا کہ یہ تو کوئی چیز نہیں عمرو نے کہا اے بادشاہ تُو نے مجھ سے تلوار طلب کی تھی نہ کہ شمشیر زنی کے لئے بازو۔ عمر بن خطاب عمرو کے کلام سے غصہ میں آگیا اور اُسے ناراض ہوا اور لقوبے اسے قتل کرادیا۔ جب عمرو نے کہا کہ میں قیامت سے خوف نہیں کھاتا حضرت رسولِ اکرمؐ نے فرمایا، اے عمرو وہ خوف ایسا نہیں جیسا کہ تو اسے گمان کرتا ہے، مردوں کے لئے ایک صُور پھونکا جائے گا کہ تمام مُردے زندہ ہو جائیں گے اور کوئی زندہ ایسا نہ ہوگا جو کہ مر نہ جائے گا۔ (سوائے اُن لوگوں کے جسے خدا نہ مارنا چاہے گا) پھر دوسری مرتبہ صُور پھونکا جائے گا جس سے تمام مُردے زندہ ہو جائیں گے اور صف باندھ کر کھڑے ہو جائیں گے۔ آسمان پھٹ جائے گا، پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے۔ جہنم کے شعلے پہاڑوں کی مانند ہوں گے اور زمین پہ گھر رہے ہوں گے ہر ذی روح کا دل لبتہ ہو جائیگا اور اپنے اپنے کو یاد کرے گا۔ نفسی نفسی کا عالم ہو گا۔ سوائے ان لوگوں کے جنہیں خدا چاہے گا محفوظ رکھے گا؟ اے عمرو تو کہاں بھٹک رہا ہے؟ عمرو نے عرض کیا میں اس امرِ عظیم کے متعلق تمام باتیں سُن رہا ہوں اور وہ اسی وقت مع اپنی قوم کے خدا و رسولؐ پہ ایمان لایا۔

بالجملہ اس باب میں بیشمار روایات وارد ہیں جو قیامت کے عظیم خوف پہ دلالت کرتی ہیں۔ قیامت کی گھڑی اس قدر خوفناک اور ہولناک ہے

کہ عالم برزخ اور قبر میں بھی مردے کانپتے اور ڈرتے ہیں۔ کیونکہ جب بعض مردے اولیاء اللہ کی دعاؤں سے زندہ ہوئے تو اُن کے بال سفید تھے۔ جب قیامت کے متعلق ان سے دریافت کیا گیا تو کہنے لگے کہ جب ہمیں زندہ ہونے کا حکم دیا گیا تو ہم نے گمان کیا کہ شاید قیامت برپا ہو گئی اور اس کے خوف سے ہمارے بال سفید ہو گئے۔

○

قیامت کی سختی سے محفوظ رکھنے والے اعمال

اب میں یہاں پر چند ایسے اعمال کا تذکرہ کرتا ہوں جو قیامت کے شدائد اور سختیوں سے محفوظ رکھتے ہیں اور وہ دس امور ہیں۔

وَعَادَةُ السَّیفِ اَنْ یَزْھُوْ بِجَوْھَرِہٖ
وَلَیْسَ یَعْمَلُ اِلَّا فِیْ یَدَیْ بَطَلٖ

ترجمہ:۔ تلوار کی عادت ہے کہ وہ اپنے جوہر دکھائے مگر یہ کام صرف بہادر کا ہاتھ ہی لیتا ہے۔

اوّل:۔ مروی ہے کہ جو شخص سورہ یوسف کو ہر روز یا ہر شب تلاوت کریگا وہ شخص روز قیامت قبر سے اس طرح اُٹھے گا کہ وہ حضرت یوسف کی طرح حسین ہوگا اور قیامت کے خوف سے محفوظ رہے گا۔

امام محمد باقرؑ سے مروی ہے کہ جو شخص سورہ دخان کو نماز نافلہ اور فریضہ میں پڑھے وہ قیامت کے روز ہر قسم کے خوف سے محفوظ رہے گا

حضرت امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے کہ جو شخص شب یا جمعہ کے دن سورہ احقاف کی تلاوت کرے گا تو وہ شخص ہر دنیوی و اخروی خوف سے محفوظ رہے گا۔ نیز انہی حضرت سے منقول ہے جو شخص سورۃ العصر کو نماز نافلہ میں پڑھے گا وہ آخرت کے دن خوش وخرم ہوگا اور اس کا چہرہ نورانی اور روشن ہوگا، اس کی آنکھیں روشن ہوں گی، یہانتک کہ وہ جنت میں داخل ہوگا۔

دوم :- شیخ کلینیؒ امام جعفر صادقؑ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت رسولِ اکرمؐ نے فرمایا جو شخص سفید ریش بوڑھے کا احترام کرے، اللہ تعالیٰ اُسے قیامت کے خوف سے محفوظ رکھے گا۔

سوم :- آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جو شخص مکہ معظمہ جاتے یا آتے ہوئے فوت ہو جائے اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے خوف سے محفوظ رکھے گا۔ شیخ صدوقؒ آنحضرت سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو شخص حرم مکہ یا حرم مدینہ میں فوت ہو جائے۔ زَادَهُمَا اللّٰهُ شَرَفًا وَّتَعْظِيمًا اللہ تعالیٰ اسے جملہ خوفناکیوں سے محفوظ اور بے خطر اٹھائے گا۔

چہارم :- شیخ کلینیؒ حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا جو شخص حرم مکہ میں دفن ہو وہ قیامت کے خوف سے محفوظ رہے گا۔

پنجم :- شیخ صدوقؒ حضرت رسولِ اکرمؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں۔ جو شخص کسی برائی یا غلبہ شہوت سے صرف اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے

اجتناب کرے حق تعالیٰ اس پر آتش دوزخ حرام کر دیتا ہے اور اسے خوفِ قیامت سے محفوظ رکھتا ہے۔

ششم :- آنحضرت صلعم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص مرد ہوتے ہوئے خواہشاتِ نفسانی کی مخالفت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے قیامت کے خوف سے محفوظ رکھتا ہے

ہفتم :- شیخ اجل علی بن ابراہیم قمی حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کرتے ہیں جو شخص باوجود قدرت کے اپنے غصہ کو پی جائے اللہ تعالیٰ اس کے دل کو ایمان سے پُر کرتا ہے اور خوفِ قیامت سے محفوظ رکھتا ہے۔

ہشتم :- امن مطلق جس کے ہوتے ہوئے کوئی خوف نہیں وہ ولایتِ علی علیہ السلام کا اقرار ہے یہ وہ حسنٰی ہے کہ بنص قرآن کوئی نیکی اس سے بڑی نہیں ہے اور اس کا حامل خوف قیامت سے محفوظ رہے گا۔ إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنَىٰ أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ لَا يَسْمَعُونَ حَسِيسَهَا وَهُمْ فِي مَا اشْتَهَتْ أَنْفُسُهُمْ خَالِدُونَ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ سورۂ انبیاء ص ۱۰۱ البتہ جن لوگوں کے واسطے ہماری طرف سے پہلے ہی سے بھلائی (لکھی گئی) ہے وہ لوگ اس سے دُور رکھے جائیں گے یہ لوگ اس کی بھنک بھی نہیں سُنیں گے اور یہ لوگ ہمیشہ اپنی من مانی داروں میں چین سے رہیں گے اور انہیں قیامت کا بڑے سے

بلا خوف بھی وحشت میں نہ لائے گا اور فرشتے ان سے کہیں گے کہ یہی وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔

رسولخدا سے مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا یا علیؑ تو اور تیرے شیعہ فزع اکبر کے دن امان میں ہوں گے اور یہ آیت تمہاری طرف راجع ہے اور حسنیٰ سے مراد ولایت علی وآل علی علیہ السلام ہے اور قرآن میں جیسا کہ وعدہ کیا گیا ہے مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِّنْهَا وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَوْمَئِذٍ آمِنُونَ۔ سورہ ۲۷ آیت ۹۱

تفاسیر عامہ کشاف، ثعلبی اور کبیر میں ہے کہ جو شخص حسنہ کے ساتھ وارد ہوگا وہ بروز قیامت امن میں ہوگا اور حسنہ سے مراد علی علیہ السلام ہیں۔ جو شخص آل محمدؐ کی محبت کے ساتھ مر گیا اور توبہ کے ذریعہ پاک ہو گیا تو جب وہ قبر سے نکلے گا تو اس کے سر پر بادل کا سایہ ہوگا اور قیامت کے خوف سے محفوظ رہے گا اور جنت میں داخل ہوگا۔

نہم:۔ شیخ صدوقؒ حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو شخص پریشان اور پیاسے مومن بھائی کی اپنی قوت وطاقت کے ذریعہ اعانت کرے اور اسے غم سے آسائش مہیا کرے یا اس کی حاجت پوری کرنے کے لئے کوشش کرے تو حق تعالیٰ اسے بہتر قسم کی نعمتیں عطا کرے گا ان میں سے ایک تو یہ کہ دنیا میں اس کے امر معاش کی اپنی رحمت کے ذریعہ اصلاح فرمائے گا اور باقی اکہتر رحمتیں قیامت کی ہولناکیوں اور خوف کے لئے ذخیرہ رکھے گا۔

مؤلف گوید :۔ برادرانِ مومنین کے قضاءِ حوائج کے بارے میں بہت سی روایات منقول ہیں۔ ازاں جملہ حضرت امام محمد باقرؑ سے مروی ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے مومن بھائی کی حاجت پوری کرنے کے لئے نکلے تو حق تعالیٰ اس کے لئے پانچ ہزار ستر فرشتوں کو اس پر سایہ کرنے کا حکم دیتا ہے اور اس کے باہر قدم رکھنے سے قبل ہی اللہ تعالیٰ اس کے نامۂ اعمال میں نیکیاں درج فرماتا ہے اور اس کے گناہ معاف فرماتا ہے اور اس کے درجات بلند کرتا ہے اور جب وہ اس کی حاجت سے فارغ ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے نامۂ اعمال میں حج اور عمرہ کا ثواب درج فرماتا ہے حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ مومن بھائی کی حاجت پوری کرنا افضل ہے۔ حج، حج، حج سے یہاں تک کہ آپ نے دس تک شمار فرمایا (یعنی دس حج سے افضل ہے)

منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عبادت گذار عابد تھا جس نے دوسروں کی حاجات میں کوشش کرنا اپنا فریضہ سمجھ رکھا تھا۔ شیخ جلیل شاذان بن جبرائیل قمیؒ نے حضرت رسولِ اکرمؐ سے روایت کی ہے کہ آپ نے بہشت دوم کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ عَلِيٌّ وَلِيُّ اللّٰهِ۔ ہر چیز کا حلیہ ہوتا ہے اور سرورِ کائنات کا قیامت کا حلیہ چار خصلتیں ہیں۔

۱۔ یتیموں کے سروں پر دستِ شفقت پھیرنا۔

۲۔ بیوہ عورتوں پر مہربانی کرنا۔

۳۔ مومن کی حاجت پوری کرنے کے لئے جانا۔

۴۔ فقراء و مساکین کی خبر گیری وغیرہ۔

علماء و بزرگانِ دین مومنین کے قضاء حاجات کے بارے میں بہت اہتمام کیا کرتے تھے اور اس باب میں ان سے بہت سی حکایات منقول ہیں جن کے نقل کرنے کی یہاں چنداں ضرورت نہیں ہے۔

دہم:۔ شیخ کلینی حضرت امام رضاؑ سے نقل فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے مومن بھائی کی قبر پر جائے اور اس پر ہاتھ رکھ کر سات مرتبہ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ پڑھے حق تعالیٰ اسے محشر کی سختی سے محفوظ رکھے گا۔

مولف گوید:۔ دوسری روایت میں ہے کہ رو بقبلہ ہو کر ہاتھوں کو قبر پہ گاڑنا روزِ قیامت کی ہولناکیوں کے خوف سے محفوظ رکھتا ہے۔ ممکن ہے کہ پڑھنے والے کے لئے ہو، چنانچہ روایت سے ظاہر ہے اور میت کیلئے متحقق ہے اور بعض روایات سے اسی طرح ظاہر ہوتا ہے بندہ نے خود مجموعہ میں دیکھا ہے کہ شیخ ابو عبداللہ محمد بن مکی عاملی جو شیخ شہید مشہور ہیں۔ اپنے استاد فخر المحققین آیۃ اللہ علامہ حلی کی قبر کی زیارت کو گئے اور فرمایا کہ میں نے اس قبر والے سے اور انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے امام رضاؑ سے نقل کیا ہے کہ جو شخص اپنے مومن بھائی کی قبر کی زیارت کرے اور سورہ قدر پڑھنے کے بعد اَللّٰهُمَّ جَافِ الْاَرْضَ عَنْ جُنُوْبِهِمْ وَصَاعِدْ اِلَیْكَ اَرْوَاحَهُمْ وَزِدْهُمْ مِنْكَ رِضْوَانًا

وَ اَسْکِنْ اِلَیْہِمْ مِنْ رَحْمَتِکَ مَا تَصِلُ بِہٖ وَحْدَتَہُمْ وَ تُؤْنِسُ وَحْشَتَہُمْ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ وہ شخص اور میت دونوں فزع اکبر سے محفوظ رہیں گے۔

مؤلف گوید:۔ علامہ مجلسیؒ کی شرح فقیہ میں تحریر کردہ بیان کے مطابق فخر المحققین کی قبر نجف اشرف میں ہے اور شاید ان کے والد کی قبر کے نزدیک دلوانِ مطہر میں ہے۔

صورِ اسرافیل

خلاقِ عالم جب دنیا کو ختم کر کے قیامت برپا کرنے کا ارادہ کرے گا تو اسرافیل کو حکم دے گا کہ وہ صور پھونکے۔ صور بہت بڑا اور نورانی ہے جس کا ایک سر اور دو شاخیں ہیں چنانچہ اسرافیل بیت المقدس میں پہنچ کر قبلہ رو ہو کر صور پھونکیں گے۔ جب زمین کی طرف والی شاخ سے آواز برآمد ہو گی تو زمین والے مر جائیں گے اور جب آسمان کی طرف والی شاخ سے آواز نکلے گی تو آسمان کی مخلوق فنا ہو جائے گی۔ پھر ارشاد قدرت سے اسرافیل کو حکم ہو گا مُتْ تُوا تو وہ بھی مر جائے گا۔ نفخ صور کے وقت اس دنیا

کی تباہی کا جو نقشہ قرآن مجید نے پیش کیا ہے وہ یہ ہے۔ بِسۡمِ اللّٰہِ

الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اِذَا وَقَعَتِ الۡوَاقِعَۃُ لَیۡسَ لِوَقۡعَتِہَا

کَاذِبَۃٌ خَافِضَۃٌ رَّافِعَۃٌ اِذَا رُجَّتِ الۡاَرۡضُ رَجًّا

وَّبُسَّتِ الۡجِبَالُ بَسًّا فَکَانَتۡ ھَبَآءً مُّنۡۢبَثًّا۔ رحمٰن ورحیم کے

نام سے شروع کرتا ہوں جبکہ قیامت واقع ہو جائے جس کے واقع ہونے میں

کوئی جھوٹ نہیں وہ پست کرنے والی بھی ہے اور بلند کرنے والی بھی جس وقت

زمین ہلائی جائے گی جیسا کہ ہلانے کا حق ہے اور پہاڑ ایسے اکھاڑ دیئے

جائیں جیسا کہ اُکھاڑنے کا حق ہے اور وہ اس طرح ہو جائیں گے جیسا کہ بکھرے

ہوئے خاکی ذرات یَوۡمَ تُبَدَّلُ الۡاَرۡضُ غَیۡرَ الۡاَرۡضِ وَالسَّمٰوٰتُ

وَبَرَزُوۡا لِلّٰہِ الۡوَاحِدِ الۡقَہَّارِ (سورہ ابراہیم) جس روز زمین دوسری

زمین سے بدل دی جائے گی اور آسمان (دوسرے آسمانوں سے) اور سب

زبردست و یکتا خدا کے حضور میں کھڑے ہوں گے وَاِذَا السَّمَآءُ انۡفَطَرَتۡ

وَاِذَا الکواکب انتثرت واذا البحار فجرت و

اذا القبور بعثرت علمت نفس ما قدمت و

اخرت

(سورہ انفطار) جبکہ آسمان پھٹ جائیں گے اور تارے گر کر تتر بتر ہو جائیں گے اور جبکہ دریا بہہ کر مل جائیں گے اور جبکہ قبریں اُلٹ پلٹ کر دی جائیں گی اور ہر نفس جان لے گا کہ اس نے آگے کیا بھیجا ہے اور پیچھے کیا چھوڑا ہے۔

واذا الشمس کورت واذا النجوم انکدرت واذا الجبال سیرت (سورہ التکویر) جبکہ سورج کی روشنی لپیٹ لی جائے گی اور تاروں کی روشنی جاتی رہے گی اور جبکہ پہاڑ چلائے جائیں گے فاذا برق البصر وخسف القمر وجمع الشمس والقمر (القیامۃ) پس جب آنکھیں چندھیا جائیں گی اور چاند کو گہن لگ جائے گا اور سورج اور چاند جمع کر دیئے جائیں گے لَا تَاتِیْکُمْ اِلَّا بَغْتَۃً (الاعراف) یعنی قیامت اچانک آجائے گی لوگ اپنے اپنے کاروبار میں مشغول ہوں گے کوئی مویشیوں کو پانی پلا رہا ہو گا کوئی فیکٹری میں مصروف کار ہو گا کوئی ترازو کو اونچا نیچا کر رہا ہو گا اور کوئی گناہوں کا ارتکاب کر رہا ہو گا، صور پھونکے جانے سے مر جائیں گے فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ تَوْصِیَۃً وَّلَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ یَرْجِعُوْنَ (سورہ یٰسین) وصیت کرنے کی بھی مہلت نہ ملے گی اور نہ ہی اپنے گھروں کی طرف پلٹ کر جا سکیں گے۔ پھر ندا قہر الٰہی بلند ہو گی اے اکڑ کر چلنے والو اور سلطنت و حکومت پر غرور کرنے والو، اے خدائی کے دعوے دارو! آج وہ تمہاری حکومتیں اور سلطنتیں کہاں ہے لِمَنِ

اَلْمُلْکُ الْیَوْمَ آج کس کی حکومت ہے کسی کو جواب کی طاقت کہاں کو واز قدرت آئے گی لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَہَّارِ آج قہار و جبار کی حکومت ہے

(احسن الفوائد)

دوبارہ زندگی

تمام دنیا جب تک خدا چاہے گا اسی طرح تباہ رہے گی کسی نے معصوم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ان دو نفخات میں کتنی مدت کا فاصلہ ہوگا تو معصوم نے فرمایا چالیس سال اور دوسری روایت کے مطابق چار سو سال کا عرصہ یہی حالت رہے گی۔

اس کے بعد چالیس دن تک بارش ہوتی رہے گی اور ہر ذی نفس کے ذرات جمع ہو جائیں گے اور سب سے پہلے اسرافیل اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ ہوگا اور اسے حکم ہوگا کہ وہ صور پھونکے گا اور مردے زندہ ہوں گے ندا آئے گی اَیُّھَا الْاَرْوَاحُ الْخَارِجَۃُ وَاللُّحُوْمُ الْمُمَزَّقَۃُ وَالْعِظَامُ الْبَالِیَۃُ وَالشُّعُوْرُ الْمُتَفَرِّقَۃُ ھَلُمُّوْا لِلْحِسَابِ۔ اے بدنوں سے نکلے ہوئے روحو اور بکھرے ہوئے گوشتو اور بوسیدہ ہڈیو اور بکھرے ہوئے بالو واپس آ کر جمع ہو جاؤ اور حساب دینے کے لئے بڑھو اور زمین بحکم خدا اپنے اندر کی چیزوں کو اُگل دے گی

وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا اور جو کچھ زمین کے اندر ابدان واشیاء ہونگی زلزلہ شدیدہ کے ذریعہ باہر آجائیں گی اور ایک ہی دفعہ تمام لوگ اٹھ کھڑے ہوں گے لیکن تمام کا منظر جدا اور کلام جدا ہوگا نیک لوگ خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے قبروں سے نکلیں گے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ سورہ ۲۹ آیت ۷۴۔ تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا اور کئی وَاحَسْرَتَاهُ کی فریاد کرتے ہوئے قبروں سے نکلیں گے یَا وَیْلَتَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَرْقَدِنَا سورہ ۳۶ آیت ۵۲ ہائے افسوس ہمیں کس نے قبروں سے اٹھا دیا۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک پاؤں قبر سے باہر اور ایک اندر ہوگا اور اسی طرح حیرت میں کھڑے ہوئے تیس سو سال گذر جائیں گے اور یہ قیامت کے عذاب کا مقدمہ ہوگا کفار کہیں گے پروردگارا جلد اصل جگہ تک پہنچا تاکہ جنّت کی لذّتوں سے لطف اندوز ہوں اور کفّار کہیں گے پروردگارا ہمیں رہنے دے کیونکہ یہاں عذاب کچھ کم ہے۔ (معاذ)

فصل چہارم

قبور سے نکلنا

وہ ہولناک ساعت جب انسان اپنی قبر سے باہر آئے گا

اور یہ سخت ترین اور وحشتناک گھڑیوں میں سے ہے حق تعالیٰ سورہ معارج آیت ۴۲، ۴۳، ۴۴ میں ارشاد فرماتا ہے۔

فَذَرْهُمْ يَخُوضُوا وَيَلْعَبُوا حَتَّىٰ يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ‎ يَوْمَ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ سِرَاعًا كَأَنَّهُمْ إِلَىٰ نُصُبٍ يُوفِضُونَ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ذَٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ - پس تو ان کو چھوڑ دے کہ وہ جھگڑتے اور کھیلتے رہیں۔ یہاں تک کہ وہ اس دن سے ملاقات کریں جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے اس دن وہ قبروں سے اس طرح جلدی نکل پڑیں گے گویا، وہ جھنڈوں کی طرف دوڑے جاتے ہیں۔ اُن کی آنکھیں عاجزی کرنے

والی ہوں گی، ان پر ذلت چھائی ہوئی ہوگی، یہی وہ دن ہے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا تھا۔

ابن مسعود سے مروایت ہے اس نے کہا کہ میں حضرت امیر المومنینؑ کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ نے ارشاد فرمایا: ہر شخص کے لئے قیامت میں پچاس موقف ہیں اور ہر موقف ہزار سال کا ہے۔

یہاں پہلا موقف قبر سے خروج کا ہے اس میں انسان ہزار سال ننگے پاؤں عریاں رکا رہے گا، بھوک اور پیاس کی شدت ہوگی، جو شخص وحدانیت جنت و دوزخ، بعثت حساب اور قیامت کا اقرار کرتا ہوگا اور اپنے پیغمبر کا مصدق ہوگا اور ان پر خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل کئے ہوئے احکامات پر ایمان رکھتا ہوگا وہ بھوک اور پیاس سے محفوظ رہے گا۔ حضرت امیر المومنین نہج البلاغہ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

وَذَالِكَ يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ فِيْهِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ لِنِقَاشِ الْحِسَابِ وَجَزَاءِ الْاَعْمَالِ خُضُوْعًا قِيَامًا قَدْ اَلْجَمَهُمُ الْعَرَقُ وَرَجَفَتْ بِهِمُ الْاَرْضُ وَاَحْسَنُهُمْ حَالًا مَنْ وَجَدَ لِقَدَمَيْهِ مَوْضِعًا وَلِنَفْسِهٖ مُتَّسِعًا۔

قیامت کا دن وہ دن ہے جب خدا حساب و جزائے اعمال کے لئے گذشتہ و آئندہ میں سے تمام خلائق کو جمع کرے گا یہ سب لوگ نہایت عاجز و خاکسار بن کر حاضر ہوں گے اور پسینہ اُن کے مُنہ تک پہنچ گیا ہو گا۔ اور زلزلۂ زمین نے ان میں تھرتھری پیدا کر دی ہو گی۔ ان میں سے نیک ترین اور خوشحال ترین وہ شخص ہو گا جس نے (دنیا میں کردار پسندیدہ کے باعث) قدم جمانے کے لئے کوئی جگہ بنالی ہو گی اور اپنی آسائش کے لئے کوئی فراخ مقام بنالیا ہو گا۔

شیخ کلینیؒ حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ روز قیامت لوگ پروردگارِ عالم کے حضور میں اس طرح کھڑے ہوں گے، جیسے ترکش کا تیر یعنی جیساکہ تیر کو ترکش میں رکھ دینے سے اس میں کوئی جگہ باقی نہیں رہتی اسی طرح آدمی کے کھڑا ہونے میں اس دن جگہ تنگ ہو گی کہ سوائے قدم رکھنے کے کوئی جگہ نہ ہو گی اور وہ اپنی جگہ سے حرکت نہ کر سکے گا مجرم شکلوں سے پہچانے جائیں گے بالجملہ یہ مقام زیادہ موزوں اور مناسب ہے کہ یہاں پر بعض لوگوں کے ان حالات کا تذکرہ کیا جائے جن حالات میں وہ اپنی قبروں سے باہر آئیں گے

اوّل: شیخ صدوقؒ روایت کرتے ہیں کہ ابنِ عباس نے حضرت رسولِ اکرمؐ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ کی فضیلت میں شک کرنے والا قیامت کے روز اپنی قبر سے اس طرح باہر نکلے گا کہ اس کی گردن میں تین سو شعبے (کانٹے) والا طوق ہو گا جس کے ہر حصّے پر ایک

شیطان ہوگا جس کے چہرے سے غصے کی علامات ظاہر ہوں گی اور وہ اس کے چہرے پر تھوک رہا ہوگا۔

دوم :۔ شیخ کلینیؒ حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ حق تعالیٰ بعض لوگوں کو ان کی قبروں سے اس طرح برآمد کرے گا کہ ان کے ہاتھ اور گردن اس قدر سخت بندھے ہوں گے کہ وہ ان کو ذرہ برابر بھی حرکت نہ دے سکیں گے اور ان پر فرشتے مقرر ہوں گے جو ان کو زجر و توبیخ کرتے ہوں گے اور ان کو جھڑک کر یہ کہتے ہوں گے کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا اور وہ اس میں سے اللہ تعالیٰ کا حق ادا نہیں کرتے۔

سوم :۔ شیخ صدوقؒ حضرت رسول اکرم صلعم سے ایک طولانی حدیث میں بیان کرتے ہیں کہ جو شخص دو آدمیوں کے درمیان چغلخوری اور نکتہ چینی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر قبر میں آگ کا عذاب مسلّط کرتا ہے جو اسے قیامت تک جلاتا رہے گا جونہی وہ قبر سے باہر آئے گا اللہ تعالیٰ اس پر بہت بڑا سیاہ سانپ مسلّط کرے گا جو اس کے گوشت کو جہنم میں داخل ہونے تک دانتوں سے کاٹتا رہے گا۔

چہارم :۔ آنحضرت سے مروی ہے کہ جو شخص غیر محرم عورت کو دیکھ کر لطف اندوز ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے روز قیامت آتشیں سلاخوں میں جکڑا ہوا اُٹھائے گا اور اہل محشر کے درمیان لاکر اسے دوزخ میں داخل کرنے کا حکم دے گا

پنجم :۔ آنحضرت سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا، شراب خور روز قیامت اس طرح اُٹھیں گے کہ اُن کے چہرے سیاہ، آنکھیں دبی ہوئی، مُنہ

لنگڑے اور ان سے پانی بہتا ہوگا، ان کی زبان کو گدی سے نکالا جائے گا
علم الیقین میں محدث فیض سے معتبر حدیث میں وارد ہے کہ شراب خور روز
قیامت اس طرح اٹھائے جائیں گے کہ شراب کا کوزہ ان کی گردن میں اور
پیالہ ہاتھ میں اور زمین پر پڑے مردار سے بھی زیادہ گندی بدبو آتی ہوگی اور
ان کے پاس سے ہر گزرنے والا ان پر لعنت کرے گا۔

ششم:۔ شیخ صدوق آنحضرت صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ دو
زبانوں والا شخص بروز قیامت اسی طرح محشور ہوگا کہ اس کی ایک زبان گدی
سے اور دوسری زبان سامنے سے کھینچی گئی ہو۔ گی دراں حالیکہ اس سے
آگ کا شعلہ بھڑک کر اس کے تمام جسم کو جلا رہا ہوگا اور کہا جائے گا کہ یہ وہ
شخص ہے جو دنیا میں دو زبانیں رکھتا تھا اور وہ روز قیامت اسی ذریعہ سے
پہچانا جائے گا۔

ہفتم:۔ مروی ہے کہ جب سود خوار قبر سے نکلے گا تو اس کا پیٹ اتنا بڑا
ہوگا کہ زمین پر پڑا ہوا ہوگا وہ اس کو اٹھانے کے لئے نیچے جھکنا چاہے گا مگر نہ
جھک سکے گا اس نشانی کو دیکھ کر اہل محشر سمجھ لیں گے کہ یہ سود کھانے والا ہے

ہشتم:۔ انوار نعمانیہ میں رسولخدا صلعم سے روایت ہے طنبورہ (بین وغیرہ) بجانے والے
کا چہرہ سیاہ ہوگا اور اس کے ہاتھ میں آگ کا طنبورہ ہوگا جو سر میں مار رہا ہوگا اور ستر ہزار
عذاب دینے والے فرشتے اس کے سر اور چہرے پر آگ کے گرزے مار رہے ہونگے اور صاحب غنا
(آواز خوان) اور گویا اور ڈھول باجے والے اندھے اور گونگے محشور ہوں گے۔

یعرف المجرمون بسیماھم فیوخذ بالنواصی والاقدام (معاد)

احوالِ قیامت کیلئے مفید اعمال

اس موقف کے لئے بیشمار مفید چیزیں ہیں میں یہاں پر چند چیزوں کی طرف اشارہ کرونگا

اول :- ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص جنازہ کے ساتھ چلتا ہے حق تعالیٰ اس کے لئے کئی فرشتے موکل فرماتا ہے جو قبر سے لے کر محشر تک اسکا ساتھ دیتے ہیں

دوم :- شیخ صدوقؒ حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص کسی مومن کے دُکھ درد کو دور کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے آخرت کے غموں کو دور کرے گا اور وہ قبر سے خوش و خرم اُٹھے گا۔

سوم :- شیخ کلینیؒ اور شیخ صدوقؒ سدیر صیرفی سے طولانی روایت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی مومن کو اس کی قبر سے اُٹھائے گا تو اس کے آگے آگے ایک جسم مثالی بھی ہو گا جب بھی وہ کوئی تکلیف یا رنج دیکھے گا تو وہ مثالی جسم کہے گا کہ تو غمگین اور رنجیدہ نہ ہو تجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بخشش اور خوشنودی کی بشارت ہو اور مقام حساب تک وہ مثالی جسم اسے مسلسل خوشخبری سناتا رہے گا پس اللہ تعالیٰ اس کا حساب آسان فرمائے گا اور اسے جنت میں داخل کرنے کا حکم دیا جائے گا وہ مثالی جسم اس کے آگے آگے ہوگا وہ مومن اس سے کہے گا، خدا تجھ پر رحمت کرے، تو مجھے میری قبر سے باہر لایا اور مسلسل اللہ تعالیٰ کی رحمت و خوشنودی کی بشارت دیتا رہا۔ تو کتنا ہی اچھا رفیق ہے اور اب میں ان بشارتوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا ہوں، مجھے اتنا تو بتا دے کہ تو کون ہے وہ کہے گا:

میں وہ خوشی اور سرور ہوں جو دنیا میں تو اپنے مومن بھائی کے دل کے لئے مہیا کرتا تھا پس اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلے مجھے پیدا کیا تاکہ میں تجھے اس مشکل وقت میں بشارت اور خوشخبری سُناتا رہوں۔

چہارم:۔ شیخ کلینیؒ حضرت صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو شخص سردی یا گرمی میں اپنے مومن بھائی کو لباس پہناتا ہے حق تعالیٰ پر واجب ہو جاتا ہے کہ وہ اسے جنت کا لباس پہنائے اور اس کی موت اور قبر کی تکالیف کو دُور کرے اور جب وہ قبر سے باہر آئے گا تو اس سے فرشتے ملاقات کریں گے اور اسے خوشنودیٔ خدا کی بشارت دیں گے اللہ تعالیٰ نے اس آیہ شریفہ میں اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے:

وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ (سورۂ انبیاء، آیت ۱۰۳)

پنجم:۔ سید بن طاؤس کتاب اقبال میں رسول اکرم صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص ماہ شعبان میں ایک ہزار مرتبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّآ اِيَّاهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ پڑھے، حق تعالیٰ اس کے نامۂ اعمال میں ہزار سال کی عبادت درج فرماتا ہے اور اس کے ہزار سال کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور جب وہ روزِ قیامت اپنی قبر سے باہر آئے گا تو اس کا چہرہ چودھویں

کے چاند کی طرح روشن اور اس کا نام صدیقین میں ہوگا۔
ششم :۔ دعائے جوشن کبیرہ کا ماہ رمضان کے اوّل میں پڑھنا بھی مفید ہے۔
ہفتم :۔ تقویٰ اور پرہیزگاری قیامت کا لباس ہے **وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ** سورہ ۸ آیت ۲۵ متقی اور پرہیزگار خدائی لباس کے ساتھ وارد محشر ہونگے اور یہ وہی لوگ ہیں جن سے خدا نے وعدہ کیا ہے کہ وہ بروز قیامت ننگے محشور نہ ہوں گے۔

کیفیّت حشر و نشر

میں اس مقام پر ایک خبر نقل کرتا ہوں جو زیادہ مناسب اور موزوں ہے شیخ امین الدین طبرسی **مجمع البیان** میں براء بن عازب سے نقل فرماتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ایک روز معاذ بن جبل رسول اکرم کے پاس ابوایوب انصاری کے گھر بیٹھا ہوا تھا کہ معاذ نے رسول اکرم صلعم سے اس آیہ سورہ (نباء) **يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَأْتُوْنَ اَفْوَاجًا** کے متعلق دریافت کیا۔ یعنی جس دن صور پھونکا جائے گا لوگ گروہ در گروہ

اکٹھے ہوں گے، آنحضرت نے فرمایا اے معاذ تو نے مجھ سے ایک سخت سوال کیا ہے پس آنحضرت کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور فرمایا میری امت کے لوگ دس اقسام پر مشتمل مختلف اشکال میں اٹھیں گے ۱۔ کچھ بندر ۲۔ اور کچھ خنزیر کی شکل میں ۳۔ بعض سر کے بل چلتے ہوئے محشر میں آئیں گے ۴۔ بعض اندھے ہوں گے جو چل پھر نہ سکیں گے ۵۔ بعض بہرے اور گونگے ہوں گے جو کوئی چیز سمجھ نہ سکیں گے ۶۔ بعض کی زبانیں باہر نکلی ہوئی ہوں گی اور منہ سے ناپاک پانی بہہ رہا ہو گا جس کو چوستے ہوں گے ۷۔ قیامت کے روز جمع ہونے والے بعض اشخاص کے ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے ہوں گے ۸۔ بعض آتشی درختوں کی ٹہنیوں کے ساتھ لٹک رہے ہوں گے ۹۔ بعض مردار سے بھی زیادہ گندے اور بدبودار ہوں گے ۱۰۔ بعض قطران کے لمبے لمبے چوغے پہنے ہوں گے جو تمام جسم اور کھال کے ساتھ چسپاں ہوں گے۔

وہ لوگ جو خنزیر کی شکل میں ہوں گے حرام خور ہوں گے جیسے رشوت وغیرہ جو لوگ سر کے بل کھڑے ہوں گے اور جو لوگ اندھے ہوں گے یہ وہ لوگ جو سختی اور ظلم کے ساتھ حکمرانی کیا کرتے تھے۔ بہرے اور گونگے وہ لوگ ہونگے جو اپنے علم و فضل اور اعمال پر تکبر کیا کرتے تھے اپنی زبانوں کو چوسنے والے علماء اور قاضی ہوں گے جن کے اعمال اقوال کے مخالف تھے جن کے ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے ہوں گے یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے دنیا میں اپنے ہمسایوں کو تکالیف دی تھیں، جو لوگ آتشی تختہ دار پر لٹکائے جائیں گے یہ وہ لوگ ہوں گے جو بادشاہوں اور حاکموں کے پاس نکتہ چینی اور چغلخوری کیا کرتے تھے جو لوگ مردار سے زیادہ بدبودار

ہوں گے یہ وہ لوگ ہوں گے جو شہوت و لذت سے لطف اندوز ہوتے تھے۔ اور حقوق اللہ ادا نہ کرتے تھے جو لوگ قطران کے جبّوں میں جکڑے ہوئے ہوں گے یہ وہی لوگ ہیں جو دنیا میں فخر و تکبر کیا کرتے تھے۔

محدث فیض عین الیقین میں نقل فرماتے ہیں یُحْشَرُ بَعْضُ النَّاسِ عَلٰی صُوْرَۃٍ حَسَنٍ عِنْدَ ھَا الْقِرَدَۃُ وَالْخَنَازِیر بعض لوگ ایسی شکلوں میں محشور ہوں گے کہ بندر اور خنزیر کی شکلیں ان سے اچھی ہوں گی۔

نیز رسولخدا صلعم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا یُحْشَرُ النَّاسَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ثَلٰثَۃً اَصْنَافٍ رُکْبَانًا وَمُشَاۃً وَعَلٰی وُجُوْھِھِمْ فَقِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللہِ کَیْفَ یَمْشُوْنَ عَلٰی وُجُوْھِھِمْ قَالَ ثُمَّ الَّذِیْ اَمْشَاھُمْ عَلٰی اَقْدَامِھِمْ قَادِرٌ عَلٰی اَنْ یَمْشِیَھُمْ عَلٰی وُجُوْھِھِمْ۔ بروز محشر لوگ تین قسموں میں محشور ہوں گے بعض سوار ہونگے بعض پیدل چل رہے ہوں گے اور بعض چہروں کے بل، راوی نے پوچھا یا رسول اللہ وہ چہروں کے بل کیسے چلیں گے تو آپؐ نے فرمایا جس خدا نے ان کو پاؤں پر چلنا سکھایا وہی ان کو چہرے کے بل چلانے پر بھی قادر ہے۔

وہ دن پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا

کَانَ مِقْدَارُہٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَۃٍ (المعارج آیت ۵) بحار الانوار

جلد سوم میں چند روایات میں معصومؑ سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا قیامت کے پچاس موقف ہیں جن میں سے ہر ایک ہزار سال کا ہے اور ہر ایک میں مجرموں کو ایک ہزار سال تک روکا جائے گا۔ اس مقدار سے مراد زمانے کا حصّہ ہے ورنہ وہ دن ایسا ہے جس دن نہ سورج ہوگا نہ چاند، یہاں صرف دنیا کے دن کے برابر مقدار ظاہر کی گئی ہے اور انسان کی آنکھ ہر وہ چیز دیکھ لے گی جو وہ رات کی تاریکی میں نہیں دیکھ سکتی جو اعمال دنیا میں ایک دوسرے سے پوشیدہ تھے وہ تمام ظاہر اور آشکار ہو جائیں گے یَوْمَ تُبْلَى السَّرَائِرُ اور ایک دوسری جگہ ارشاد قدرت ہے وَبَدَا لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ اور ہر وہ چیز ظاہر ہو جائے گی جس کا انہیں گمان بھی نہ تھا۔

دنیا ظلمتکدہ ہے کسی کو دوسرے کے باطن کی خبر نہیں ہے بلکہ اپنے باطن سے بھی بے خبر ہے لیکن قیامت حقیقی دن ہے اس میں آفتاب حقیقت قیامت پچاس ہزار سال کے برابر چمکتا رہے گا تاکہ ہم سمجھ لیں کہ میں کیا تھا اور میرے دوسرے ساتھی کیا تھے اسمیں پہلا موقف حیرت ہے جیسا گذرا ہے کہ انسان کئی سال تک قبر کے کنارے حیران کھڑا رہے گا اس کے سکوت ہے خوف کی وجہ سے سوائے ہمہمہ کے کوئی آواز نہیں سنیں گے وَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ لِلرَّحْمَٰنِ فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا هَمْسًا اور آواز دینا چاہیں گے مگر ان کے دل خوف کے مارے گلے کو آچکے ہوں گے اذا القلوب لدی الحناجر کاظمین کسی کے گلے سے آواز نہ نکل سکے گی پھر موقف صحبت ہوگا کہ ایک دوسرے سے احوال پرسی کریں گے وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى

بَعْضٍ یَّتَسَآئَلُوْنَ اسی طرح ایک کے بعد دوسرا موقف گذرتا رہے گا، تمام لوگ پتنگوں کی طرح بکھرے ہوئے ہوں گے یَوْمَ یَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ۔ اس کے بھائی بھائی سے ماں باپ اور اہل و عیال سے بھاگے گا یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِیْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِیْهِ یہ وہ دن ہے کہ کوئی شخص بھاگ نہیں سکے گا اور فرشتے ہر طرف سے اس کا احاطہ کئے ہوئے ہوں گے یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا (سورۃ الرحمٰن)

اے جن و انس اگر تم طاقت رکھتے ہو بھاگنے کی تو بھاگ جاؤ آسمان و زمین سے، انسان کہے گا:۔ یَقُوْلُ الْاِنْسَانُ اَیْنَ الْمَفَرُّ کہاں بھاگ سکتا ہوں گا كَلَّا لَا وَزَرَ اِلٰى رَبِّكَ یَوْمَئِذِ ن الْمُسْتَقَرُّ ہرگز کوئی نہیں بھاگ سکتا سوائے پروردگار عالم کے حضور کھڑا ہونے کے کوئی ٹھکانہ نہیں، پھر سوال کا موقف آئے گا ہر شخص اپنے دوستوں رشتہ داروں سے سوال کرے گا کہ کچھ نیکیاں مجھے دے دو باپ اولاد پر احسان جتائے گا کہ تیرے لئے کتنی تکلیفوں کے ساتھ سہولتیں مہیا کیں خود نہ کھاتا تھا تجھے دیتا تھا اب ایک نیکی تو دے دو، بیٹا کہے گا بابا میں اس وقت آپ سے زیادہ محتاج ہوں کوئی کسی کی فریاد کی طرف دھیان نہ دے گا۔ (معاد)

فصل پنجم

نامۂ اعمال

قیامت کی ہولناک منازل میں سے ایک منزل نامۂ اعمال دیئے جانے کا ہے
چنانچہ حق تعالیٰ اوصافِ قیامت میں فرماتے ہیں وَ اِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ
(سورہ التکویر) جس وقت نامۂ اعمال کھولے جائیں گے یہ ان چیزوں میں سے ایک
ہے جن کا اعتقاد رکھنا ضروریاتِ دین میں سے ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ
کراماً کاتبین اعمال کو لکھتے ہیں اور وہ جانتے ہیں جو کچھ تم کرتے ہو،
"کِرَامًا کَاتِبِیْنَ یَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ سورہ ۸۲ آیت ۱۱، ایک دوسری
جگہ ان دونوں فرشتوں کو رقیب اور عتید کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ مَا یَلْفِظُ
مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْهِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ سورہ ۵۰ آیت ۱۸
انسان جو کچھ کرتا، دیکھتا ہے حتیٰ کہ وہ نیکی کے ارادہ کو بھی تحریر کرتے ہیں
راوی نے امام علیہ السلام سے پوچھا کہ وہ نیکی کی نیّت کیسے معلوم کرتے ہیں تاکہ
وہ تحریر کریں، حضرت نے ارشاد فرمایا انسان جس وقت نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو اس
کے منہ سے خوشبو بلند ہوتی ہے جس سے فرشتہ سمجھ لیتا ہے کہ اس نے نیکی کا
ارادہ کیا ہے اور جب وہ برائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے مُنہ سے بدبو نکلتی ہے
جس کی وجہ سے فرشتہ کو تکلیف ہوتی ہے جس سے وہ واقف ہو جاتا ہے انسان
جب نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے نامۂ اعمال میں ایک نیکی لکھ دیتے ہیں اور اگر

وہ ارادہ کے مطابق کام بھی کرے تو دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور گناہ اس وقت تک درج نہیں ہوتا جبتک عملی طور پر نہ کیا جائے۔ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَىٰ إِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ سورہ ۶ آیت ۱۶۱

لطفِ خداوندی یہ ہے کہ جب کوئی انسان گناہ کرتا ہے اور عتید اُسے لکھنا چاہتا ہے تو رقیب اس سے کہتا ہے اس کو مہلت دو شاید پشیمان ہو کر توبہ کرے وہ اس کو پانچ یا سات گھنٹے تک درج نہیں کرتا اگر توبہ نہ کرے تو وہ کہتے ہیں یہ بندہ کتنا بے حیا ہے اور اس کے نامۂ اعمال میں ایک گناہ لکھ دیتا ہے۔

ظاہر روایات سے پتہ چلتا ہے کہ ہر انسان کے دو اعمال نامے ہیں ۱ وہ جسمیں نیکیاں درج ہیں ۲ وہ جسمیں گناہ درج ہیں۔ اور ان میں انسان کا ہر فعل درج ہوتا ہے حتیٰ کہ وہ پھونک بھی جو آگ جلانے کے لئے نکالا جاتا ہے۔ وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوهُ فِي الزُّبُرِ وَكُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُسْتَطَرٌ

شیخ صدوق اعتقادیہ میں نقل فرماتے ہیں کہ ایک روز امیر المومنین علیہ السلام ایک جگہ سے گزر رہے تھے کہ چند نوجوانوں پر نظر پڑی جو لغویات میں مصروف تھے اور ہنس رہے تھے حضرت نے فرمایا تم اپنے نامۂ اعمال کو ان چیزوں سے کیوں سیاہ کر رہے ہو انہوں نے عرض کی یا امیر المومنینؑ کیا یہ باتیں بھی تحریر ہوتی ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں! حتیٰ کہ وہ سانس بھی لکھا جاتا ہے جو باہر نکالا جاتا ہے اس کانٹے کا ثواب بھی جو راستہ سے ہٹایا اور وہ پتھر اور چھلکا جو لوگوں کے

آرام کے لئے راستہ سے ہٹایا جاتا ہے یہ معمولی عمل بھی ضائع نہیں ہوتے (معاد)

آؤ میرے اعمال نامہ کو پڑھو

وَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتَابَہٗ بِیَمِیْنِہٖ فَیَقُوْلُ ھَاؤُمُ اقْرَءُوْا کِتَابِیَہْ اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنِّیْ مُلٰقٍ حِسَابِیَہْ فَھُوَ فِیْ عِیْشَۃٍ رَّاضِیَۃٍ فِیْ جَنَّۃٍ عَالِیَۃٍ (الحاقہ) وہ بچہ جو مدرسہ میں فسٹ آتا ہے وہ اتنا خوش ہوتا ہے کہ اپنے دوستوں کو آواز دیکر کہتا ہے " آؤ میرے کارنامہ کو دیکھو کہ میں فسٹ آیا ہوں اسی طرح بروز قیامت مومن اپنے نامۂ اعمال کو دائیں ہاتھ میں لے کر خوشی سے اپنے دوستوں کو آواز دے گا ھَاؤُمُ اقْرَءُوْا کِتَابِیَہْ آؤ میرے نامۂ اعمال کو پڑھو، میرا نماز، روزہ اور دوسرے اعمال قبول ہو گئے میری طرف دیکھو ظَنَنْتُ اَنِّیْ مُلٰقٍ حِسَابِیَہْ میں دنیا میں اس روز حساب کی ملاقات سے فکرمند تھا آج میرا حساب پورا ہو گیا فَھُوَ فِیْ عِیْشَۃٍ رَّاضِیَۃٍ پس وہ شخص خوش بخت ہے اور بہشت میں ہمیشہ آسودہ زندگی میں رہے گا۔

لیکن وہ بدبخت بچہ جو ناکام ہو جائے وہ گلی کوچوں میں سر جھکائے برے حال میں اپنے مکان کی طرف روانہ ہو جاتا ہے کبھی یہ آرزو کرتا ہے کاش! میں مر گیا ہوتا اور کبھی اپنے آپ کو حوصلہ دیتا ہے کہ گرتے ہوئے شاہسوار بنتے ہیں۔ بس یہی

حال اسوقت گناہگاروں کا ہوگا۔

وَ اَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتَابَهٗ بِشِمَالِهٖ فَیَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اُوْتَ کِتٰبِیَهْ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِیَهْ یٰلَیْتَهَا کَانَتِ الْقَاضِیَةَ مَآ اَغْنٰی عَنِّیْ مَالِیَهْ هَلَكَ عَنِّیْ سُلْطٰنِیَهْ (الحاقہ)

کاش مجھے میرا نامہ اعمال نہ دیا جاتا اور میں اس کی وجہ سے رسوا نہ ہوتا اور کاش اپنے حساب سے واقف نہ ہوتا کیونکہ اس میں سوائے عذاب اور حسرت کے کچھ بھی نہیں کاش وہ موت جس سے میں دنیا میں ڈرتا تھا ہمیشہ کی موت ہوتی اور اس کے بعد یہ زندگی نہ ہوتی یہ تلخی اس موت کی تلخی سے بھی زیادہ سخت ہے اور مجھے میرے مال نے جس کو میں نے دنیا میں جمع کیا تھا بے پرواہ نہ کیا میرا وہ غلبہ اور حکمرانی ختم ہو گئی اور اب میں ذلیل و رسوا ہو گیا ہوں۔

وَ اَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ فَسَوْفَ یَدْعُوْا ثُبُوْرًا وَّ یَصْلٰی سَعِیْرًا۔ جس شخص کو اس کا اعمال نامہ پشت کے پیچھے سے دیا جائے گا (وہ اس طرح کہ دائیں ہاتھ کو گردن سے باندھ دیا جائے گا اور بائیں ہاتھ کو پشت کے پیچھے سے کر کے نامۂ اعمال پس پشت بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور اس کو کہا جائے گا۔ پڑھ اپنے نامۂ اعمال کو

کو وہ کہے گا کہ میں پشت کے پیچھے سے کیسے پڑھ سکتا ہوں۔ پھر اس کی گردن مروڑ دی جائے گی یا بروایت دیگر ڈاڑھی سے اس کے سر کو پیچھے کی طرف کر دیا جائے گا اور پڑھنے کو کہا جائے گا اِقْرَاْ كِتَابَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ حَسِيْبًا۔ اور وہ تمام گناہوں کی تفصیل جو کئے ہوں گے پڑھ کر "ثبورا" کی صدا بلند کرے گا۔

يَا وَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰهَا وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا۔ وائے ہم پر کہ اس کتاب کو کیا ہو گیا کہ اس نے کوئی چھوٹی بڑی چیز نہیں چھوڑی جس کو نہ گنا ہو اور وہ اپنے ہر عمل کو سامنے حاضر دیکھیں گے اور تیرا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا (معاد)

اعمال ناموں سے انکار

بعض روایات سے یہ بھی مستفاد ہوتا ہے کہ اس وقت کچھ ایسے لوگ بھی ہوں گے جو ایسے وقت میں صاف صاف انکار کر دیں گے اور کہیں گے بارالہا جو اعمال و افعال اس نامہ میں درج ہیں یہ ہمارے نہیں ہیں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ اس وقت خلاقِ عالم کاتبانِ اعمال کو بطور گواہ پیش کرے گا اس وقت وہ کہیں گے بارالہا! یہ تیرے فرشتے

ہیں تیرے ہی حق میں گواہی دے رہے ہیں ورنہ یہ حقیقت ہے کہ ہم نے یہ کام ہرگز نہیں کئے اور وہ اپنے دعویٰ پر قسمیں کھائیں گے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے یَوْمَ یَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِیْعًا فَیَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا یَحْلِفُوْنَ لَكُمْ (مجادلہ) جب خلاق عالم انہیں مبعوث فرمائے گا تو وہ اعمال بد نہ کرنے پر اسی طرح قسمیں کھائیں گے جس طرح تمہارے لئے کھاتے ہیں جب ان کی بے حیائی اس حد تک بڑھ جائے گی تو اس وقت خلاق عالم ان کے منہ پر مہریں لگا دے گا اور ان کے اعضاء و جوارح پکار پکار کر گواہی دیں گے۔

اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰۤى اَفْوَاهِهِمْ وَ تُكَلِّمُنَاۤ اَیْدِیْهِمْ وَ تَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ (سورہ یٰسین)

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

یَوْمَ یُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ یُوْزَعُوْنَ حَتّٰۤى اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَیْهِمْ سَمْعُهُمْ وَ اَبْصَارُهُمْ وَ جُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (حٰم سجدہ پ ۲۴)

جس دن اللہ کے دشمن جہنم کے پاس جمع کئے جائیں گے پھر وہ روکے جائیں گے یہانتک کہ جب وہ جہنم میں پہنچ جائیں گے تو ان کے کان اور آنکھیں اور ان کی کھالیں ان بدعملیوں کی گواہی دیں گے اور وہ اپنے اعضاء سے کہیں گے وَ قَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَیْنَا

تم ہم پر کیوں گواہی دے رہے ہو قَالُوْا اَنْطَقَنَا اللّٰہُ الَّذِیْ

اَنْطَقَ کُلَّ شَیْءٍ ہمیں اسی قادر قیوم نے گویا کیا جو ہر شے کو گویا

کرتا ہے اس وقت وہ لاجواب ہو جائیں گے۔ قُلْ فَلِلّٰہِ الْحُجَّۃُ

الْبَالِغَۃُ ان کا یہ انکار اور اصرار ان کی انتہائی حماقت کی دلیل ہے۔ ورنہ

اگر وہ اقرار کر لیتے تو بعید نہ تھا کہ رحیم و کریم کی رحمت واسعہ ان کے شامل

حال ہوتی۔

انوار نعمانیہ میں ایک روایت میں ہے کہ جب اعمال تولے جائیں گے

اور آدمی کی برائیاں زیادہ ہونگی ملائکہ کو حکم ہوگا اسے جہنم میں ڈال دو جب

ملائکہ اسے لیکر چلیں گے تو وہ پیچھے مڑکر دیکھے گا ارشاد قدرت ہوگا پیچھے کیوں

دیکھتا ہے عرض کرے گا پالنے والے مجھے تیرے متعلق یہ حسن ظن تو نہ تھا

کہ تو آتش میں جھونک دے گا ارشاد قدرت ہوگا اے میرے ملائکہ مجھے اپنی

عزت وجلال کی قسم گو اس نے دنیا میں ایک دن بھی حسن ظن قائم نہیں کیا تھا

مگر اب دعوٰی کرتا ہے اسے جنت میں داخل کر دو (احسن الفوائد)

عیاشی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ

بروز قیامت ہر شخص کو اس کا نامۂ اعمال پکڑایا جائے گا اور اسے پڑھنے کو کہا

جائے گا پس اللہ تعالیٰ اس کے دیکھنے، بولنے، چلنے کے جملہ گواہ کو جمع

کرے گا پس وہ شخص کہے گا ہائے افسوس میرے نامۂ اعمال کو کیا ہو گیا

ہے کہ اس میں میرا کوئی صغیرہ کبیرہ گناہ نہیں چھوڑا گیا مگر اس کا احصا کر لیا گیا ہے

ابن قولویہ حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کرتا ہے کہ جو شخص ماہ رمضان میں حضرت امام حسینؑ کی قبر کی زیارت کرے یا زیارت کے سفر میں فوت ہو جائے تو اس کے لئے بروز قیامت کوئی حساب و کتاب نہ ہوگا اور وہ بے خوف و خطر داخل جنّت ہو گا۔

علامہ مجلسی تحفہ میں دو معتبر اسناد کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام رضاؑ نے فرمایا جو شخص دُور دراز سے میری قبر کی زیارت کرے گا ہم اسے بروز قیامت تین چیزوں سے محفوظ رکھیں گے۔

نمبر ۱:۔ اسے قیامت کی ہولناکیوں سے محفوظ رکھیں گے جبکہ نیکوں کو نامۂ اعمال ان کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور بُرے اعمال والوں کو بائیں ہاتھ میں دیگا

نمبر ۲:۔ پُل صراط کے عذاب سے نجات ملے گی۔

نمبر ۳:۔ میزانِ اعمال کے وقت وہ محفوظ رہے گا۔

حق الیقین میں لکھا ہے کہ حسین بن سعید کتاب زھد میں حضرت امام جعفر صادقؑ سے ایک روایت بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جب کسی مومن کے حساب کا ارادہ کرے گا تو اس کے نامۂ اعمال کو اس کے دائیں ہاتھ میں دے گا اور اللہ تعالیٰ اس کا خود حساب لے گا تاکہ کوئی دوسرا شخص اس کے حساب سے مطلع نہ ہو اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندہ کو کہے گا اے میرے خاص بندے کیا تُو نے فلاں کام بھی کیا تھا تو وہ مومن کہے گا پروردگار میں نے کئے ہیں پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے ان گناہوں کو تیری خاطر بخش دیا ہے

اوران کو نیکیوں میں تبدیل کر دیا ہے۔ یَوْمَ تُبَدَّلُ السَّیِّئَاتِ بِالْحَسَنَاتِ
لوگ اس کو جنت میں دیکھ کر کہیں گے سبحان اللہ! یہ آدمی کوئی گناہ نہیں رکھتا۔
اللہ تعالیٰ کے فرمان جس کسی کو اس کا نامۂ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں
دیا جائیگا تو وہ خوش وخرم اپنے اہل خانہ کے پاس جائے گا کا یہ مطلب ہے راوی
نے پوچھا کہ یا حضرت جنت میں اس کے گھر والے کون ہوں گے تو امام علیہ السلام
نے فرمایا بروز قیامت اس کے اہل خانہ وہی ہوں گے جو دنیا میں تھے بشرطیکہ
وہ مومن ہوں اگر اللہ تعالیٰ کسی بُرے شخص کا حساب لے گا تو اللہ تعالیٰ اس کا
حساب اعلانیہ اور اہل محشر کے سامنے لے گا اور اس پر اتمام حجت کرے گا
اور اس کے نامۂ اعمال کو بائیں ہاتھ میں پس پشت دے گا اور وہ ہائے ہلاکت
ہائے ہلاکت پکارتا ہُوا واصل جہنم ہوگا اور وہ ایسا شخص ہوگا جو اس دنیا فانی کے
اندر اپنے اہل خانہ کے ساتھ عیش وعشرت کی زندگی گذارتا تھا اور آخرت پر ایمان
نہ رکھتا تھا اور اس میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بروزِ قیامت منافقوں اور کافروں
کے ہاتھوں کو پسِ گردن باندھ دے گا اور وضو کے وقت ہاتھ دھونے کی
دعا میں ان دونوں حالتوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِیْ كِتَابِیْ بِیَمِیْنِیْ وَالْخُلْدَ فِی الْجِنَانِ
بِیَسَارِیْ وَحَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَسِیْرًا اَللّٰهُمَّ لَا تُعْطِنِیْ
كِتَابِیْ بِشِمَالِیْ وَلَا مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِیْ وَلَا تَجْعَلْهَا
مَغْلُوْلَةً اِلٰی عُنُقِیْ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ مُقَطَّعَاتِ

النیّزان ۔ اے میرے اللہ میرا نامۂ اعمال میرے دائیں ہاتھ میں دینا۔ ہمیشہ جنت میں جگہ دینا اور مجھ سے میرا حساب جلدی فرمانا۔ اے اللہ میرا نامۂ اعمال میرے بائیں ہاتھ میں پسِ پشت نہ دینا اور بروزِ قیامت میری گردن میں نہ لٹکانا اور میں آگ کے شعلوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

مؤلف کہتا ہے: میں اس مقام پر سیّد بن طاؤس کی روایت کو تبرکاً بیان کرنا مناسب سمجھتا ہوں اور اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب رمضان کا مہینہ شروع ہوتا تو امام زین العابدینؑ اپنے غلاموں اور لونڈیوں کو ان کے جرائم کی سزا نہیں دیتے تھے بلکہ ان غلاموں اور کنیزوں کے نام مع اس جرم کی سزا کے ایک رجسٹر میں درج کر دیتے تھے بجائے اس کے کہ وہ اُن کی غلطی کی سزا اسی وقت دیں۔ یہاں تک کہ رمضان کے مہینہ کی آخری رات کو ان مجرموں کو بلاتے پھر وہ کتاب جس میں ان کے تمام گناہ درج ہوتے اٹھا لاتے اور فرماتے کیا تجھے یاد ہے کہ فلاں دن تُو نے فلاں جرم کیا تھا اور میں نے تجھے سزا نہیں دی تھی، وہ اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے عرض کرتے یا ابن رسولؐ اللہ واقعی ہم سے یہ غلطی ہوئی حتیٰ کہ ہر ایک کو بلا کر غلطیوں کی تصدیق کرواتے پھر ان کے درمیان کھڑے ہو جاتے اور پکار کر کہتے: تم اپنی آوازیں بلند کر کے کہو اے علیؑ بن حسینؑ تیرے پروردگار نے بھی اسی طرح تیرے اعمال گن رکھے ہیں جس طرح تو نے ہمارے اعمال گن رکھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے پاس ایسی ہی کتاب موجود ہے جو خود بولتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارا کوئی چھوٹا بڑا عمل نہیں چھوڑتا جو اس میں تحریر نہ ہو اور اسی طرح جس طرح تو نے ہمارے اعمال درج کر رکھے ہیں تیرے اعمال درج ہیں جس طرح

تُو رب سے بخشش اور چشم پوشی کی امید رکھتا ہے کہ وہ تجھے معاف کر دے
اسی طرح تو ہمارے گناہوں کو معاف فرما۔ اے علیؑ بن حسینؑ تو اپنے اس مقام
کو دیکھ جو تجھے بروز قیامت اپنے پروردگار کے سامنے ملے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ
بڑا عادل ہے اور وہ کسی پر رائی کے دانہ کے برابر بھی ظلم و ستم نہیں کرتا۔ پس
تم ہم سے درگذر کرو اور معاف کرو تاکہ اللہ تعالیٰ تجھے قیامت کے دن معاف
کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود کلام پاک میں ارشاد فرمایا ہے وَلْیَعْفُوا وَ
لْیَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَکُمْ اور درگذر اور معاف
کیجئے کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں معاف کر دے اور حضرت علی بن
الحسین علیہم السلام غلاموں اور کنیزوں کو متواتر ایسے کلمات کے ذریعہ تلقین فرماتے
اور ان کے غلام آپ سے یہی کلمات کہتے رہتے اور ان کے درمیان کھڑے ہو کر
روتے رہتے اور رو رو کر اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگتے رہتے اور کہا کرتے تھے
اے خدایا تو نے ہمیں معاف کر دینے کا حکم دیا ہے۔ اے اللہ ہم نے ان لوگوں
کے ظلم و ستم معاف کر دیئے ہیں اے اللہ تو بھی ہمارے قصوروں کو معاف فرما۔
کیونکہ تو بہترین معاف کرنیوالا ہے۔ اے اللہ تو نے ہمیں سوالی کو دروازے سے
خالی واپس کرنے سے منع فرمایا ہے پس تو ہمیں اپنے دروازے سے خالی ہاتھ
واپس نہ کر اے اللہ ہم بھی سوالی بن کر تیرے دروازے پر آئے ہیں اور تیرے
رحم و کرم کی اُمید رکھتے ہیں اے اللہ تو ہمیں نا اُمید اور تہی دست واپس نہ لوٹا۔
حضرت زین العابدینؑ ایسے ہی کلمات کہتے ہوئے اپنے غلاموں اور کنیزوں کی
طرف منہ کر کے فرماتے کہ میں نے تم سب کو معاف کیا۔ کیا تم نے بھی میرے قصوروں

کو جو میں نے تمہارے ساتھ کئے معاف کر دیا؟ کیونکہ میں ظالم حاکم ہوں اور
خود ایک مہربان عادل حاکم کا محکوم اور رعایا ہوں تو غلام اور کنیزیں عرض کرتے۔
اے آقا ہم نے آپ کو معاف کیا لیکن آپ نے ہم پر کوئی ظلم نہیں کیا۔ آپ
نے فرمایا کہ تم کہو۔ اے اللہ تو علیؑ ابن الحسینؑ کو بخش دے جیسا کہ اس نے ہمیں
معاف کر دیا۔ اے اللہ تو انہیں آگ سے چھٹکارا دے جس طرح انہوں نے
ہمیں غلامی کی قید سے آزاد کر دیا ہے آپ کے غلام اور لونڈیاں یہ الفاظ کہتے
اور حضرت علیؑ بن الحسینؑ برابر کہتے جاتے۔

اَللّٰھُمَّ اٰمِیْن رَبَّ الْعَالَمِیْن اِذْھَبُوْ فَقَدْ عَفَوْتُ
عَنْکُمْ وَاَعْتَقْتُ رِقَابَکُمْ رَجَاءً لِّلْعَفْوِ عَنِّیْ وَعِتْق
رَقَبَتِیْ۔ پس جب عید الفطر کا دن گذر جاتا تو آپ وہ تمام جوان غلاموں اور کنیزوں
کے پاس ہوتا بخش دیتے اور ان کو دوسروں سے بے نیاز کر دیتے اور ہر سال
ماہ رمضان کی آخری شب کو کم و بیش بیس غلاموں کو آزاد فرماتے اور آپ فرماتے
تھے کہ اللہ تعالیٰ بھی ماہ رمضان کی ہر شب روزہ افطار کرنے کے وقت سات لاکھ
آدمیوں کو جہنم کی آگ سے آزاد کرتا ہے جن میں سے ہر ایک جہنم کا سزاوار اور
حقدار ہوتا ہے اور جب رمضان کی آخری رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اتنے لوگوں
کو آزاد فرماتا ہے جتنے تمام ماہ رمضان میں آزاد ہوتے ہیں اور میں اس بات کو
بہت پسند کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ دیکھے کہ میں نے دنیا میں اس امید پر اپنے غلاموں کو
آزاد کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ مجھے جہنم کی آگ سے آزاد فرمائے۔

فرشتے نامۂ اعمال کو رسولِ خدا اور آئمہ ہدا

کی خدمت میں لے جاتے ہیں

فرشتے انسان کے نامۂ اعمال کو رسولِ خدا کی خدمت میں پیش کرتے ہیں بعد ازاں آئمہ طاہرین کی خدمت میں سب سے آخر حضرت امام زمانہ کے حضور میں حاضر ہوتے ہیں امام دونوں دفتروں کو دیکھتے ہیں اور اپنے نام لیواؤں کے صحیفہ گناہ کو دیکھ کر ان کے لئے استغفار کرتے ہیں اور جو خطائیں قابل اصلاح ہوں ان کی اصلاح فرماتے ہیں اسی لئے اپنے شیعوں کو فرماتے ہیں جب تمہارا صحیفہ گناہ میرے پاس آئے تو چاہیئے کہ وہ قابل اصلاح ہو مجموعہ اغلاط ہونے کی وجہ سے ناقابل اصلاح نہ ہو پھر وہ آسمان کی طرف لے جاتے ہیں یہی مطلب اس آیت کا ہے۔ قُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ۔ تم برابر عمل کئے جاؤ تمہارے اعمال کو خدا دیکھ رہا ہے اور اس کا رسول بھی اور کچھ خالص مومنین آئمہ طاہرین بھی دیکھ رہے ہیں

فصل ششم

میزانِ اعمال

قیامت کے ہولناک مقامات میں سے ایک میزان اعمال ہے

ہر طبقہ فکر نے اپنے اپنے خیال سے مطابق میزان اعمال کے متعلق قیاس آرائی کی ہے بعض کہتے ہیں نامۂ اعمال کا وزن کیا جائیگا بعض اعمال کی صورت جسمیہ کے وزن کے قائل ہیں اور تیسرا قول یہ ہے کہ اعمال حسنہ کو ایک خوبصورت شکل میں لایا جائے گا اور اعمال بد کو بدصورت شکل میں علامہ نعمت اللہ جزائری انوار نعمانیہ میں فرماتے ہیں کہ اخبار مستفیضہ بلکہ متواترہ سے بو اسر صراحتہ ثابت ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اعمال مجسم ہو جائیں گے اور خود ہی اعمال بروز قیامت وزن کئے جائیں گے

(احسن الفوائد)

بعض روایات میں میزانِ اعلیٰ کی جو حد مقرر کی گئی ہے جس کے مطابق اعمال کو تولا جائے گا وہ انبیاء و اوصیاء کے اعمال ہیں چنانچہ ایک جگہ زیارت میں ہے اَلسَّلَامُ عَلٰی مِیْزَانِ الْاَعْمَالِ اور حضرت علیؑ کو میزان حق کہا گیا ہے اولین و آخرین کی نماز کا میزان حضرت علیؑ کی نماز ہے حضرت صادق آل محمد علیہم السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا اَلْمَوَازِیْنُ ھُمُ الْاَنْبِیَاءُ وَالْاَوْصِیَاءُ وہ میزان جس پر مخلوقات کی عبادات و افعال تولے

جائیں گے وہ انبیاؑ و اوصیاؑ اور آل محمدؑ ہیں۔ روزِ قیامت دیکھا جائے گا کہ ان کی نماز حضرت علیؑ کی نماز کے مشابہ ہے وہ خضوع و خشوع اور صفات کمالیہ جو حضرت علیؑ کی نماز میں پائے جاتے ہیں ہماری نماز میں بھی موجود ہیں یا نہ ہماری سخاوت، شجاعت، رحم و کرم، انصاف ان کے افعال کے مشابہ ہے یا نہیں ان کے افعال کے مخالف نہ ہوں کہ میزان حق علی سے پھر کر انسان ان کے دشمنوں معاویہ و یزید کے کردار کو بنائے یا اپنے آپ کو ان کے راستہ پر چلائے جنہوں نے فدک جناب سیدہ کو غصب کیا (معاد)

خلاقِ عالم سورہ اعراف آیت ۹،۸ کے اوائل میں فرماتے ہیں:۔

وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ٥ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا يَظْلِمُونَ ۔ قیامت کے دن اعمال کا تولا جانا برحق ہے جس کی نیکیوں کا پلہ بھاری ہو گا وہی لوگ فلاح پانے والے ہوں گے اور جس کی نیکیوں کا پلہ ہلکا ہو گا یہ وہی لوگ ہوں گے جنہوں نے ہماری آیات پر ظلم کرتے ہوئے اپنے آپ کو خسارے میں ڈال دیا اور سورہ قارعہ میں فرمایا۔

اَلْقَارِعَةُ مَا الْقَارِعَةُ ٥ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْقَارِعَةُ ٥ يَوْمَ يَكُونُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ ٥

وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ٥ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ وَمَا اَدْرٰىكَ مَاهِيَهْ ٥ نَارٌ حَامِيَةٌ ٥

کھڑکھڑا ڈالنے والی کیا ہے کھڑکھڑا ڈالنے والی اور تجھے کیا علم کہ کھڑکھڑا ڈالنے والی کیا ہے۔ جس دن لوگ بکھرے ہوئے پتنگوں کی طرح ہو جائیں گے اور پہاڑ دھنی ہوئی رنگین روئی کی طرح ہو جائیں گے پس وہ شخص جس کی نیکیاں وزنی ہوں گی۔ وہ پسندیدہ زندگی گذارے گا اور جس کی نیکیوں کا وزن کم ہو جائے گا ان کا ٹھکانہ ہاویہ ہو گا اور تجھے کیا علم کہ ہاویہ کیا ہے وہ بھڑکتی ہوئی آگ ہے۔

اے انسان! میزان اعمال کو کم کرنے کے لئے محمدؐ و آل محمدؐ صلوٰۃ اللہ علیہم پر اور حسن خلق سے بہتر کوئی عمل نہیں ہے۔ میں اس مقام پر صلوٰۃ کی فضیلت پر چند روایات نقل کرتا ہوں۔ تین روایات مع حکایاتِ حسن خلق لکھ کر اپنی کتاب کو فضیلت دیتا ہوں۔

اوّل ۔ شیخ کلینیؒ بسند معتبر روایت کرتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ یا امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ میزان اعمال محمدؐ و آل محمدؐ علیہم السلام پر صلوٰۃ سے بڑھ کر کوئی چیز وزنی نہیں۔ ایک شخص کے اعمال کا وزن کیا جائے گا جب وہ

ہلکے نظر آئیں گے تو صلوات کو لاکر رکھا جائے گا تو میزان وزنی ہو جائیگی۔

دوم:۔ رسول اکرمؐ سے مروی ہے کہ بروزِ قیامت میزانِ اعمال کے وقت میں موجود ہوں گا۔ جس شخص کا برائیوں کا پلّہ وزنی ہوگا میں اُس وقت اس کی صلوٰۃ کو جو اُس نے مجھ پر پڑھی ہوگی لاؤں گا۔ حتّٰی کہ نیکیوں کا پلّہ وزنی ہو جائے گا۔

سوم:۔ شیخ صدوقؒ حضرت امام رضا سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو شخص اپنے گناہوں کو مٹانے کی طاقت نہ رکھتا ہو اُسے چاہیئے کہ وہ محمدؐ و آل محمدؐ پر بہت زیادہ درود وصلوات پڑھا کرے۔ تاکہ اس کے گناہ ختم ہو جائیں۔

چہارم:۔ دعواتِ راوندی سے منقول ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا جو شخص ہر شب و روز تین تین مرتبہ میری محبّت اور شوق کے سبب مجھ پر صلوٰۃ پڑھے تو اللہ تعالیٰ پر یہ حق ہو جاتا ہے کہ وہ اس شخص کے دن اور رات کے گناہوں کو بخش دے۔

پنجم:۔ آنحضرت صلعم سے مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا میں نے اپنے چچا حمزہ بن عبدالمطلب اور اپنے چچازاد بھائی جعفر بن ابی طالبؑ کو خواب میں دیکھا کہ اُن کے سامنے سِدَر (بیر) کا ایک طبق پڑا ہے۔ تھوڑی دیر کھانے کے بعد وہ بیر انگوروں میں تبدیل ہو گئے۔ جب تھوڑی دیر کھا چکے تو وہ انگور اعلیٰ قسم کی کھجوریں بن گئے۔ وہ ایک ان کو کھاتے رہے پھر میں نے ان کے قریب پہنچ کر دریافت کیا۔ میرے ماں باپ آپ پر

قربان ہوں وہ کونسا عمل آپ نے کیا ہے جو سب اعمال سے بہتر ہے جس کی وجہ سے تمہیں یہ نعمت ملی۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں وہ افضل اعمال آپ پر صلوٰۃ اور حاجیوں کو پانی پلانا اور محبت علی بن ابی طالب ہیں۔

ششم:۔ آنحضرت صلعم سے مروی ہے کہ جس شخص نے مجھ پر کتاب میں تحریر کرکے صلوٰۃ بھیجی تو جب تک اس کتاب میں میرا نام موجود رہے گا اس وقت تک فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے رہیں گے

ہفتم:۔ شیخ کلینی حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جب بھی پیغمبر کا ذکر خیر ہو تو تمہیں آپ پر صلوٰۃ پڑھنا چاہیئے اس طرح جو شخص ایک مرتبہ آنحضرتؐ پر صلوٰۃ پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کی ہزار صفوں میں اس پر ہزار مرتبہ صلوٰۃ بھیجتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور ملائکہ کی صلوٰۃ کی وجہ سے تمام مخلوقات اس پر صلوٰۃ بھیجے گی پس جو شخص اس طرف رغبت نہیں کرتا وہ جاہل اور مغرور ہے اور خدا و رسولؐ اور اس کے اہل بیت ایسے شخص سے بیزار ہیں۔

مؤلف گوید معانی الاخبار میں حضرت امام جعفر صادقؑ آیہ سورۂ احزاب ۵۶ سے اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ۔ کے معانی میں روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلوٰۃ کا مطلب رحمت ہے اور ملائکہ کی طرف سے تزکیہ (مجاؤ) ہے اور لوگوں کی طرف سے دُعا ہے اسی کتاب میں ہے کہ راوی نے کہا کہ

ہم محمدؐ و آلِ محمدؐ صلوٰۃ اللہ علیہم پر کیسے صلوٰۃ بھیجیں تو آپ نے فرمایا۔ تم کہو

صَلَوَاتُ اللّٰہِ وَصَلَوَاتُ مَلٰٓئِکَتِہٖ وَ اَنْبِیَائِہٖ وَ رُسُلِہٖ وَجَمِیْعِ خَلْقِہٖ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَالسَّلَامُ عَلَیْہِ وَعَلَیْہِمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

راوی کہتا ہے میں نے پوچھا کہ جو شخص یہ صلوٰۃ رسولِ اکرم صلعم پر بھیجے اس کے لئے کتنا ثواب ہے آپ نے فرمایا وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسا کہ وہ ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہُوا ہو۔

ہشتم :۔ شیخ ابو الفتوح رازی حضرت رسولِ اکرم صلعم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ شبِ معراج جب میں آسمان پر پہنچا تو وہاں پر میں نے ایک فرشتہ دیکھا جس کے ہزار ہاتھ اور ہر ہاتھ کی ہزار انگلیاں تھیں اور وہ اپنی انگلیوں پر کسی چیز کا حساب کر رہا تھا۔ میں نے جبرائیل سے پوچھا کہ یہ فرشتہ کون ہے اور کس چیز کا حساب کر رہا ہے جبرائیل نے کہا کہ یہ فرشتہ قطراتِ بارش کو شمار کرنے پر مامور ہے تاکہ معلوم کرے کہ آسمان سے زمین پر کتنے قطرات گرے ہیں میں نے اس سے پوچھا کیا تو جانتا ہے کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا کیا ہے اب تک کتنے قطرے آسمان سے زمین پر گرے ہیں تو اس نے کہا اے رسول صلعم مجھے اس خدا کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مخلوق کی طرف مبعوث فرمایا میں آسمان سے زمین پر نازل ہونے والے تمام قطراتِ بارش کی تفصیل بھی جانتا ہوں کہ کتنے قطرات جنگلوں میں اور اتنے آبادی میں، اتنے باغوں میں اتنے قطرات شور زمین پر اور اتنے

قبرستان میں گرے ہیں۔ حضرت صلعم نے فرمایا مجھے اس کے حساب میں قوتِ یاد داشت پر حیرانی ہوئی تو اس فرشتے نے کہا یا رسول اللہ اس قوتِ یادداشت نیز ہاتھوں اور ان انگلیوں کے باوجود ایک چیز کا شمار میری طاقت اور قوت سے باہر ہے۔ میں نے پوچھا وہ کونسا حساب ہے اُس نے کہا کہ آپ کی اُمت کے لوگ جب ایک جگہ اکٹھے بیٹھ کر آپ کا نام لیتے ہیں اور پھر آپ پر صلوات بھیجتے ہیں تو ان کی اس صلوٰۃ کا ثواب میری طاقت اور شمار سے باہر ہوتا ہے۔

نہم:۔ شیخ کلینیؒ روایت کرتے ہیں کہ جو شخص اس صلوٰۃ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدِنِ الْاَوْصِیَاءِ الْمَرْضِیِّیْنَ بِاَفْضَلِ صَلَوٰتِكَ وَبَارِكْ عَلَیْھِمْ بِاَفْضَلِ بَرَکَاتِكَ وَالسَّلَامُ عَلَیْهِ وَعَلَیْھِمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ کو ہر جمعہ کی عصر کے وقت سات مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالٰی ہر بندے کی تعداد کے مطابق نیکیاں جاری کرتا ہے اور اس کے اس روز کے اعمال قبول فرماتا ہے اور یہ بھی وارد ہے کہ اسقدر ثواب ہوگا جس قدر تمام لوگوں کی آنکھوں میں نور ہوگا۔

دھم:۔ مروی ہے کہ جو شخص نماز صبح اور نماز ظہر کے بعد اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَّعَجِّلْ فَرَجَھُمْ

پڑھے وہ اس وقت تک نہ مرے گا جب تک وہ امام زمانہ علیہ السلام کو نہ دیکھ لے۔

روایاتِ حُسن خلق

روایتِ اوّل انس بن مالک سے منقول ہے کہ ایک دفعہ میں رسول اکرم صلعم کی خدمت میں موجود تھا اور آنحضرت کے جسم پر بُرد (یمنی چادر) تھی جس کے کنارے غلیظ اور پھٹے ہوئے تھے اچانک ایک اعرابی نے آکر آپ کی چادر کو اسقدر سخت کھینچا کہ اُس چادر کے کنارے نے آپ کی چادر پر سخت اثر کیا اور کہنے لگا اے محمد صلعم ان دونوں اونٹوں کو اس مال سے لاد دو کیونکہ یہ مال مالِ خدا ہے نہ کہ تیرے باپ کا۔ آنحضرتؐ نے اس کے جواب میں خاموشی اختیار کی اور آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ یہ مال مالِ خدا ہے اور میں خدا کا بندہ ہوں۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ اے اعرابی کیا میں تجھ سے قصاص نہ لے لوں، اعرابی نے انکار کیا، آنحضرتؐ نے فرمایا کیوں، اس بدّو نے عرض کیا یا حضرت برائی کا بدلہ برائی سے لینا آپ کا شیوہ نہیں ہے، آنحضرتؐ نے مسکرا کر حکم دیا کہ اس کے ایک اُونٹ پر جَو اور دوسرے پر کھجوریں لاد دو اور اس پر رحم فرمایا۔

مؤلف گوید میں نے اس مقام پر اس روایت کو محض تیمنا اور تبرکاً ذکر کیا ہے نہ کہ آنحضرتؐ اور آئمہ ہدیٰ کا حسنِ خلق بیان کرنا مقصود تھا کیونکہ خلاقِ عالم نے جس ہستی کو قرآن پاک میں خلقِ عظیم کے لقب سے یاد

فرمایا ہو اور علماء فریقین آپ کی سیرت اور خصالِ حمیدہ کے متعلق بڑی بڑی کتابیں لکھ چکے ہوں اور انہوں نے آپ کی صفات کے عشرِ عشیر کا بھی تذکرہ نہ کیا ہو تو میرا اس باب میں ذکر کرنا سماجت ہوگی۔

وَلَقَدْ اَجَادَ مَنْ قَالَ

○

مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالثَّقَلَيْنِ

وَالْفَرِيقَيْنِ مِنْ عَرَبٍ وَمِنْ عَجَمٍ

فَاقَ النَّبِيِّيْنَ فِي خَلْقٍ وَفِي خُلُقٍ

وَلَمْ يُدَانُوْهُ فِي عِلْمٍ وَلَا كَرَمٍ

وَكُلُّهُمْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ مُلْتَمِسٌ

غَرْفًا مِنَ الْبَحْرِ وَرَشْفًا مِنَ الدِّيَمِ

وَهُوَ الَّذِيْ تَمَّ مَعْنَاهُ وَصُوْرَتُهُ

ثُمَّ اصْطَفَاهُ حَبِيْبًا بَارِئُ النَّسَمِ

مُنَزَّهٌ عَنْ شَرِيْكٍ فِي مَحَاسِنِهٖ

فَجَوْهَرُ الْحُسْنِ فِيْهِ غَيْرُ مُنْقَسِمٍ

فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِيْهِ اَنَّهُ بَشَرٌ!
وَاَنَّهُ خَيْرُ خَلْقِ اللّٰهِ كُلِّهِمْ

○

ترجمہ اشعار

۱۔ حضرت محمدؐ صلعم کونین اور عرب و عجم کے سردار ہیں۔

۲۔ وہ خَلق وَ خُلق میں تمام انبیاء سے افضل ہیں اور علم و فضل میں اُن کا کوئی ہمسر نہیں ہے۔

۳۔ تمام دنیا رسولِ اکرم صلعم کی ممنون ہے کیونکہ آپ ہی کی بدولت وُہ خشکی اور سمندر سے واقف ہوئے۔

۴۔ وہ ایسے رسولؐ ہیں جو صوری اور معنوی ہر لحاظ سے کامل ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنا حبیب منتخب فرمایا۔

۵۔ آپ کے حُسن کا جوہر نہ تقسیم ہونے والا ہے اور نہ ہی آپ کے محاسن میں آپ کا کوئی شریک ہے

۶۔ آپ کے متعلق علم کی باریابی یہاں تک ہے کہ بشر ہیں اور ایسے بشر کہ تمام مخلوقات سے اعلیٰ و افضل ہیں

دوسری روایت عصام بن مطلق شامی سے منقول ہے وہ کہتا ہے کہ جس وقت میں مدینہ منورہ میں داخل ہُوا تو میں نے

حضرت امام حسینؑ بن علیؑ کو دیکھا۔ میں آپ کے چال چلن اور نیک کردار سے انتہائی متعجب ہوا اور میرے اندر حسد پیدا ہوا کہ میں اپنی اس دشمنی کو ظاہر کروں جو ان کے باپ علیؑ سے تھی۔ پس میں آپ کے نزدیک پہنچا اور کہا کیا تو ہی ابُوتراب کا بیٹا ہے تجھے معلوم ہونا چاہیئے کہ اہل شام حضرت امیرالمومنین کو ابُوتراب سے تعبیر کرتے تھے اور وہ اس نام سے آنجناب (علیؑ) کی تنقیص (برائی) کرتے تھے اور ہر وقت ابُوتراب کہا کرتے تھے گویا کہ حلّی و حُلل (مراد لباس) آنجناب کو پہناتے۔ المختصر عصام کہتا ہے کہ میں نے امام حسینؑ سے کہا کہ تو ہی ابوتراب کا بیٹا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔

فَبَالَغتُ فِی شَتمِہٖ وَشَتمِ اَبِیہِ ۔ پس میں نے امام حسینؑ اور ان کے والد کو گالیاں دینے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ فَنَظَرَ اِلَیَّ نَظرَۃَ عَاطِفٍ رَؤُفٍ ۔ پس آپ نے مجھ پر رحمت و مہربانی کی نگاہ دوڑائی اور فرمایا:۔ اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطَانِ الرَّجِیمِ ط بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ ط خُذِ العَفوَ وَامُر بِالعُرفِ وَ اَعرِض عَنِ الجَاھِلِینَ اِلٰی قَولِہٖ تَعَالٰی ثُمَّ لَا یُقصِرُونَ ہ

سُورہ اعراف آیت نمبر ۱۹۹ تا ۲۰۲ تو درگذر اور نیکی کا حکم دے اور جاہل لوگوں سے کنارہ کر۔ اس آیہ کریمہ میں آنحضرت کے مکارم اخلاق کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر اسلام کو لوگوں کے بُرے اخلاق پر صبر کرنے کا حکم دیا اور برائی کا بدلہ برائی کے ساتھ دینے سے منع فرمایا اور بیوقوف لوگوں سے کنارہ کش رہنے کا حکم دیا اور وسوسہ شیطانی سے خدا کی پناہ کا حکم دیا

پھر آپ نے فرمایا:-

ثُمَّ قَالَ اَخْفِضْ عَلَیْكَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِیْ وَ ذَالِكَ ٥

اے عصام آہستگی اختیار کر اور اپنے کام کو آسان اور ہلکا بنا اور اللہ سے اپنے اور میرے لئے بخشش طلب کر۔ اگر تو مدد چاہے گا تو میں تیری امداد کروں گا اگر تو بخشش کا طلبگار ہے تو میں تجھے عطا کروں گا۔ اگر نصیحت طلب کریگا تو تجھے نصیحت کریں گے۔ عصام کہتا ہے کہ میں اپنی جسارت پر سخت شرمندہ ہوا۔

اور حضرت امام حسینؑ نے اپنی فراست اور علم امامت سے اس کی شرمندگی کو معلوم کر لیا اور فرمایا لَاتَثْرِیْبَ عَلَیْكُمُ الْیَوْمَ یَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ۔

سورہ یوسف آیت ۹۲ (کہ آج کے دن تم پر کوئی ملامت نہیں۔ اللہ تعالیٰ تمہیں معاف کرے اور وہ سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے)۔ یہ آیہ مبارکہ حضرت یوسفؑ کے کلام کی حکایت ہے جو انہوں نے اپنے بھائیوں سے ان کی تقصیرات کی معافی کے وقت ارشاد فرمایا تھا

پس حضرت امام حسینؑ نے فرمایا کہ کیا تو شام کا رہنے والا ہے۔ میں نے عرض کیا ہاں! تو آپ نے فرمایا شِنْشِنَةٌ اَعْرِفُهَا مِنْ اَخْزَمَ اور یہ ایک ضرب المثل ہے جس سے آپ نے مثال دی۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اہل شام کا ہمیں گالیاں دینا عادت ہے جس کو معاویہ اُن کے درمیان سُنّت چھوڑ گیا ہے پس آپ نے فرمایا حَیَّانَا اللّٰهُ وَ اِیَّاكَ (اللہ ہمیں اور ان کو زندہ رکھے) تیری جو حاجت ہے کھلے دل اور خوشی سے مانگ وہ پوری

ہو گی اور تو مجھے انشاء اللہ اس بارے میں اچھا پائے گا۔ عصام نے کہا کہ میں اپنی بے باکی اور ان گالیوں کے بدلے امام حسینؑ کا یہ نیک اخلاق دیکھ کر سخت شرمندہ ہوا اور زمین میرے لئے تنگ ہو گئی اور چاہتا تھا کہ زمین جگہ دے تو گر جاؤں۔ پس آہستہ آہستہ کھسکنے لگا تاکہ دوسرے لوگوں کے درمیان چھپ جاؤں اور آپ میری طرف متوجہ نہ ہوں اور مجھے نہ دیکھ سکیں۔ لیکن اس دن کے بعد آپ اور آپ کے والد سے زیادہ اور کوئی میرا دوست نہ تھا۔

مولف گوید کہ صاحبِ کشاف نے لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ الخ کہ یہ آیہ شریفہ کے بارے میں جس کو حضرت سید الشہداءؑ نے حضرت یوسفؑ کے حُسنِ خلق کی تمثیل کے طور پر بیان فرمایا ہے۔ اس کا مفصل ذکر کرنا یہاں پر موزوں اور مناسب ہے اور وہ یہ روایت ہے کہ جب برادرانِ یوسفؑ نے آپ کو پہچان لیا تو آپ نے والد بزرگوار کی طرف اپنے بھائیوں کو پیغام دیا۔ برادرانِ یوسفؑ نے کہا جس وقت تو ہمیں صبح و شام اپنے دسترخوان پر بلاتا ہے تو ہمیں اس گناہ اور قصور کی وجہ سے جو ہم نے تیرے ساتھ کیا شرم آتی ہے تو حضرت یوسفؑ فرمانے لگے تم مجھ سے کیوں شرماتے ہو۔ تم ہی تو مجھے اس عزت و شرف پر پہنچانے کا سبب ہو۔ اگرچہ اب میں مصر والوں پر حکومت کر رہا ہوں مگر وہ اب بھی مجھے پہلی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور کہا کرتے ہیں۔ سُبْحَانَ مَنْ بَلَغَ عَبْدًا بِيعَ بِعِشْرِينَ دِرْهَمًا مَا بَلَغَ۔

پاک ہے وہ ذات جس نے بیس درہموں سے خریدے ہوئے غلام کو اس بلند مرتبہ پر پہنچایا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ میں نے یہ عزت آپ ہی کی وجہ سے پائی ہے

اور لوگوں کی نظروں میں آپ ہی کی وجہ سے معزز ہوں کیونکہ انہوں نے اب پہچان لیا ہے کہ میں تمہارا بھائی ہوں اور غلام نہیں ہوں۔ بلکہ حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ کی اولاد سے ہوں۔

نیز مروی ہے کہ جب حضرت یعقوبؑ اور حضرت یوسفؑ ایک دوسرے کو ملے تو حضرت یعقوبؑ نے پوچھا اے میرے بیٹے مجھے بتا کہ تیرے سر پر کیا گذری تو حضرت یوسف نے عرض کیا اے ابا جان آپ مجھ سے نہ پوچھیں کہ میرے بھائیوں نے میرے ساتھ کیا سلوک کیا۔ بلکہ آپ پوچھیں کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ کیا کیا۔

تیسری روایت

شیخ صدوقؒ اور دوسروں سے مروی ہے کہ مدینہ منورہ میں خلیفہ دوم کی اولاد میں سے ایک شخص موسیٰ کاظم علیہ السلام کو متواتر تکلیف دینے کے درپے اور آپ کو برا بھلا کہتا اور جب بھی آپ کو دیکھتا حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کو گالیاں دیتا۔ ایک دن ایک شخص نے عرض کیا اگر آپ اجازت دیں تو ہم اس فاسق و فاجر کو مار ڈالیں۔ حضرت نے ان کو اس فعل سے منع فرمایا اور سخت ناراض ہوئے اور پوچھا وہ کہاں ہے۔ ان لوگوں نے کہا کہ وہ مدینہ کے قریب ایک جگہ زراعت کرتا ہے۔ حضرت اپنے گدھے پر سوار ہو کر اس شخص کو ملنے کے لئے اس مقام پر تشریف لے گئے۔ آپ اس جگہ پہنچے جس جگہ وہ آرام کر رہا تھا۔ آپ گدھے پر سوار زراعت میں داخل ہوئے اس شخص نے آواز دے کر کہا میری زراعت کو خراب نہ کرو آپ اسی حالت میں چلتے گئے یہاں تک کہ اس کے پاس پہنچے

اور اس کے پاس بیٹھ گئے اور خوش ہو کر خندہ پیشانی کے ساتھ باتوں میں مشغول ہو گئے اور آپ اس سے دریافت کرنے لگے کہ اس کھیتی پہ کتنا خرچ آیا اس نے کہا کہ ایک سو اشرفی۔ پھر آپ نے پوچھا اس کھیت سے تجھے کتنا پھل ملنے کی امید ہے۔ اُس نے کہا میں غیب تو نہیں جانتا۔ پھر امامؑ نے فرمایا میں تجھے بتاؤں کہ تیرا کتنا اندازہ ہے جو تجھے پہلے حاصل ہوتا ہے۔ اب اس شخص نے کہا میں تو دو سو اشرفی حاصل کرتا ہوں۔ پس حضرت نے روپوں کی تھیلی نکالی۔ جس میں تین ہزار اشرفیاں تھیں اس شخص کے حوالے کیں اور فرمایا اسے لے اور ابھی تیری کھیتی باقی ہے اور اللہ تعالیٰ تجھے جب تک تو زندہ رہے گا روزی دیتا رہے گا۔ اس شخص نے آپ کے سر کو بوسہ دیا۔ اور آپ سے درخواست کی کہ آپ مجھے بخش دیں اور معاف فرما دیں۔ اس پر آپ مسکرائے اور گھر واپس لوٹ آئے۔ پھر اس دن کے بعد لوگ اس شخص کو مسجد میں بیٹھا ہوا پاتے اور جب کبھی بھی اس کی نگاہ آپ کے چہرے پر پڑتی تو کہہ اٹھتا۔ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ۔ سورۂ انعام آیت ر۱۲۵، اس کے ساتھیوں نے اس سے پوچھا کہ تیرا واقعہ کیا ہے تو اس سے پہلے کچھ اور کہا کرتا تھا اس نے کہا میں پہلے جو کچھ کہا کرتا تھا تم سنتے رہتے تھے اور اب جو کچھ کہتا ہوں اس کو سنو، پھر اس نے آپ کو دعائیں دینا شروع کر دیں۔ اس پر اس کے ساتھی اس سے جھگڑنے لگے اور وہ بھی ان سے جھگڑنے لگا۔ پس حضرت نے ان لوگوں سے فرمایا کہ جو ارادہ تم اس شخص کے متعلق رکھتے تھے وہ بہتر تھا یا جو کچھ میں نے لیا گیا ہے وہ بہتر ہے۔ میں نے تھوڑی سی رقم کے بدلے

اس کی اصلاح کر دی ہے اور اس برائی کو مٹا دیا ہے۔

حکایاتِ حسنِ خلق

حکایت ہے کہ ایک دن مالک بن اشتر بازارِ کوفہ سے گذر رہے تھے اور ان کے جسم پر کھدر کا لباس تھا اور عمامہ بھی کھدر کا تھا ایک بازاری شخص نے جو آپ کو نہیں پہچانتا تھا۔ حقارت کی نظر سے دیکھا اور ٹھٹھا مذاق کرتے ہوئے آپ کی طرف غلیل سے ایک ڈھیلا پھینکا۔ حضرت مالک خاموشی سے گذر گئے اور کوئی بات تک نہ کہی۔ لوگوں نے اس بازاری سے کہا کیا تو نہیں جانتا کہ تو نے کس شخص کے ساتھ ٹھٹھا مذاق کیا ہے۔ اس نے کہا میں نہیں پہچانتا۔ تب انہوں نے اسے بتایا کہ یہ آدمی حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کا دوست مالک بن اشتر تھا۔ یہ سنتے ہی اس شخص پہ لرزہ طاری ہو گیا اور مالک کے پیچھے دوڑا تاکہ ان سے معافی مانگے۔ مالک اس وقت مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو وہ شخص آپ کے قدموں پر گر پڑا اور قدم چومنے لگا۔ حضرت مالک نے اس سے وجہ دریافت کی۔ تب اس نے کہا کہ میں اس گستاخی اور بے ادبی کی معافی چاہتا ہوں جو مجھ سے آپ کے بارے میں سرزد ہوئی۔ مالک بن اشتر نے کہا کوئی بات نہیں۔ خدا کی قسم میں نے مسجد میں داخل ہونے سے پہلے آپ کیلئے اللہ تعالیٰ سے استغفار کی ہے۔

مؤلف گوید: کہ مالک بن اشتر نے حضرت امیرالمومنین سے کسقدر

اخلاقِ حسنہ کا سبق حاصل کیا کہ سالارِ لشکر اور بہادر ترین آدمی ہونے کے باوجود بھی اس شخص کی بدتمیزی پر اسے کچھ نہ کہا۔ بلکہ اس کے لئے دعائے مغفرت کی۔ حضرت مالک اس قدر بہادر اور شجاع تھے کہ ابن ابی الحدید کہتا ہے۔ "اگر عرب و عجم کے اندر کوئی شخص قسم اٹھا کر کہے کہ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کے سوا مالک بن اشتر سے زیادہ کوئی شخص بہادر اور شجاع نہیں ہے تو میرا خیال ہے کہ اس کی یہ بات سچی ہو گی۔ میں اس کے علاوہ اور کیا کہوں کہ اس کی زندگی نے اہل شام کو مٹا دیا اور اس کی موت نے اہل عراق کو۔ اور حضرت علی علیہ السلام اس کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اشتر کا میرے نزدیک وہی مرتبہ ہے جو میرا رسولِ اکرمؐ کے نزدیک تھا (یہ میرا ایسا ہی قوتِ بازو ہے جیسا میں رسولِ خداؐ کا تھا) اور حضرت نے اپنے دوستوں سے مخاطب کر کے فرمایا۔ کاش تم میں ایک یا دو آدمی مالک بن اشتر کی طرح ہوتے۔ مالک کا دشمنوں پر رعب و دبدبہ حضور کے ان اشعار سے معلوم ہوتا ہے

بَقَيْتُ وَفْرِيْ وَانْحَرَفْتُ عَنِ الْعُلٰى

وَلَقِيْتُ اَضْيَافِيْ بِوَجْهٍ عَبُوْسٍ

اِنْ لَمْ اَشُنَّ عَلَى ابْنِ هِنْدٍ غَارَةً

لَمْ تَخْلُ يَوْمًا نِهَابَ نُفُوْسٍ

خَيْلًا كَامْثَالِ السَّعَالِیْ شُزَّبًا
تَعْدُوْا بِبِیْضٍ فِی الْكَرِيْهَةِ شُمُوْسٍ
حَمِیَ الْحَدِيْدُ عَلَيْهِمْ فَكَاَنَّهٗ
وَمَضَانُ بَرْقٍ اَوْ شُعَاعٍ شُمُوْسٍ

ترجمہ اشعار

۱۔ میں اپنے مالِ کثیر کو باقی رکھوں (بخیل ہو جاؤں) اور بلند نامی کے کاموں سے انحراف کروں اور اپنے مہمانوں سے ترش روئی کے ساتھ ملاقات کروں۔

۲۔ اگر میں معاویہ پر ایسی لوٹ برپا نہ کروں جو جانوں کو لوٹنے سے کسی دن بھی خالی نہ ہو۔

۳۔ وہ غارت گری ایسے گھوڑوں کے ذریعہ ہو جو بھوتوں کی طرح پتلی کمر والے ہیں جو گھمسان کی جنگ روشن رو نوجوانوں کے ساتھ صبح کرتے ہیں۔

۴۔ اور ان جوانوں کے لئے ہتھیار اس قدر گرم ہو چکے ہیں گویا وہ بجلی کی چمک ہے یا آفتابوں کی شعاع (اتنی تیزی اور پھرتی سے تلوار چلاتے ہیں جیسے بجلی) الختصر مالک بن اشتر کی جلالت، بہادری، شان و شوکت اور حسنِ اخلاق

نے آپ کو بلند مراتب پر پہنچا دیا۔ کیونکہ ایک بازاری آدمی کے استہزاء کرنے
سے آپ کی طبیعت پر ذرہ بھر فرق نہ پڑا اور نہ ہی آپ ناراض ہوئے
بلکہ وہ مسجد میں پہنچ کر اس آدمی کے لئے نماز اور بخشش کی دُعا مانگتے ہیں
اگر آپ اُن کی شجاعت کا اچھی طرح ملاحظہ کریں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ ان
کا اپنے نفس اور خواہشات پر اس قدر کنٹرول تھا کہ ان کی یہ شجاعت ان
کی بدنی شجاعت سے کہیں زیادہ تھی، اور حضرت علی علیہ السلام کا فرمان ہے۔
اَشْجَعُ النَّاسِ مَنْ غَلَبَ هَوَاهُ۔ سب سے زیادہ بہادر
وہ شخص ہے جو خواہشاتِ نفسانی پر غالب ہو۔

حکایت

شیخ مرحوم مستدرک کے خاتمہ میں افضل الحکماء والمتکلمین وزیراعظم جناب
خواجہ نصیر الدین طوسی قدس سرہٗ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک دن خواجہ صاحب کے
ہاتھ میں ایک کاغذ کا ٹکڑا پہنچا جس میں آپ کے متعلق سب و شتم میں ایک بدترین
فقرہ یہ بھی تھا: اے کلب بن کلب خواجہ نصیر الدین طوسیؒ نے اس کاغذ کو پڑھا تو
سنجیدگی اور متانت کے ساتھ اس کا جواب لکھا جس میں کسی قسم کا کوئی بُرا فقرہ نہ
تھا۔ اپنی عبارت میں تحریر کیا ہے "کہ اے شخص تیرا مجھے کتا کہنا دُرست نہیں کیونکہ
اس کی چار ٹانگیں ہوتی ہیں جن پر وہ چلتا ہے اور اس کے پنجوں کے
ناخن لمبے لمبے ہوتے ہیں لیکن اس کے برعکس میں سیدھے قد والا انسان

ہوں اور یہ بات بالکل روشن ہے کہ نہ تو میرے کتّے کی طرح پنجے ہیں بلکہ میرے ناخن تو پوشیدہ ہیں"۔ اور میں تو بولنے اور ہنسنے والا انسان ہوں۔ اور میرے یہ خواص کتّے کے خواص کے برخلاف ہیں اور یہ جواب لکھ کر دیا اور اس کی عدم موجودگی میں اسے اپنا دوست ظاہر کیا۔

مولف گوید: اتنے بڑے جلیل القدر محقق سے یہ عظیم خلق کوئی انوکھی بات نہیں۔ علامہ حلی خواجہ نصیر الدین طوسیؒ کے متعلق فرماتے ہیں یہ شیخ اپنے زمانہ کے علماء سے افضل ترین تھے اور علوم عقلیہ ونقلیہ، علم و حکمت اور احکام شرعیہ مذہب حقّہ کے بارے میں بہت سی کتابیں لکھی ہیں اور یہ صاحب اخلاق کے لحاظ سے ان تمام بزرگواروں سے افضل و ارفع تھے جن کو میں نے مشاہدہ کیا ہے میں آپ کے اخلاق کو اس شعر سے واضح کرتا ہوں۔

ہر بوئے کہ از مشک و قرنفل شنوی
از دوست آں زلف چو سنبل شنوی

○

جو خوشبو مشک اور قرنفل سے آتی ہے وہ محبوبہ کی سنبل جیسی زلفوں کی خوشبو کا بھلا کیا مقابلہ کر سکتی ہے۔

خواجہ طوسیؒ نے یہ تمام اخلاق حسنہ عمل و کردار آئمہ سے اخذ کئے ہیں کیا آپ نے یہ بات نہیں سنی کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے کسی شخص کو

قنبر کو گالیاں دیتے ہوئے سُنا اور قنبر نے بھی ویسا ہی جواب دینا چاہا تو حضرت امیر علیہ السلام قنبر کو پکار کر فرمایا مَھلاً یا قنبر۔ اے قنبر خاموش رہو) کہ یہ گالیاں دینے والا ہماری خاموشی سے خوار ہوگا اور اپنی خاموشی سے اللہ تعالیٰ کو خوش رکھو اور شیطان کو غلبہ دلا کر دشمن کو شکنجہ میں پھنسا۔ مجھے اس خدا کی قسم جس نے دانے کو پھاڑ کر پودے کو اُگایا اور جس نے انسان کو خلق فرمایا اور مومن کے لئے اپنے علم سے بڑھ کر خدا کو راضی کرنے والی کوئی چیز نہیں اور مومن اپنی خاموشی کے علاوہ اور کسی چیز سے شیطان کو غصہ نہیں دلا سکتا احمق کو شکنجہ میں لانے کے لئے جواب میں خاموشی سے بڑھ کر اور کوئی ہتھیار نہیں المختصر مخالف و موافق تمام لوگ خواجہ طوسیؒ کی تعریف کرتے ہیں۔ جرجی زیدان آداب اللغتہ العربیہ کے ترجمہ میں تحریر کرتے ہیں کہ آپ کے کتب خانہ میں چار لاکھ کتب موجود تھیں۔ و امام المنجمین والفلاسفة و وقف علیها الاوقاف نزها العلم فی البلاد المغول ید ھٰذا الفارسی کانه قبس منیر فی ظلمة مدلهمة۔ آپ علم نجوم اور فلسفہ کے امام تھے اس فارسی کے ہاتھ میں بلاد مغلیہ کے بہت سے اوقاف علم کی خاطر وقف کئے گئے تھے اور آپ گھٹا ٹوپ اندھیرے میں روشنی کا مینار تھے۔

میں نے کتاب فوائد رضویہ میں جو کہ تراجم علماء امامیہ میں سے ایک ہے کا ترجمہ اپنی بساط کے مطابق کیا جس میں میں نے لکھا کہ شیخ طوسی کا خاندان جبرود کے بادشاہوں میں سے وشارہ نامی خاندان سے تعلق رکھتا ہے جو قُم سے

دس فرسنگ کے فاصلے پر آباد ہے لیکن آپ کی ولادت باسعادت طوس کے شہر میں گیارہ جمادی الاوّل ۵۹۷ھ میں ہوئی اور آپ کی وفات بروز اتوار اٹھارہ ذی الحج ۶۷۲ھ کو بقعہ منورہ کاظمیہ میں ہوئی اور آپ کی قبر پر یہ الفاظ تحریر ہیں۔

وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ۔ سورہ کہف آیہ ۱۸ (یعنی ان کا کتا اپنے پنجے پھیلائے بیٹھا ہے) بعض لوگوں نے آپ کی تاریخ وفات کو اس طرح نظم کیا ہے۔

نصیر ملت دیں پادشاہ کشور فضل
یگانہ ای کہ چو او مادر زمانہ نزاد
بسال ششصد و ہفتاد و دو بذی الحجہ
بروز ہجدہم در گذشت در بغداد

○

وہ ملت اور دین کے نصیر مملکت فضل کے بادشاہ تھے۔ زمانہ میں ان جیسا بے مثال کوئی پیدا نہیں ہوا۔ وہ اٹھارہ ذی الحجہ ۶۷۲ھ کو بغداد میں دفن ہوئے

○

حکایت

ایک روایت میں ہے کہ ایک دن شیخ الفقہاء، حاجی شیخ جعفر صاحب کشف الغطاءؒ اصفہان میں نماز شروع کرنے سے قبل غریبوں میں خیرات تقسیم کر رہے تھے۔ جب مال تقسیم کر چکے تو نماز میں مشغول ہو گئے۔ سادات میں سے ایک آدمی نماز کے بعد اُٹھا۔ اور شیخ صاحب کے پاس آکر کہا میرے دادا کا مال مجھے دو۔ آپنے فرمایا تو دیر سے پہنچا اب میرے پاس کوئی مال نہیں جو میں تجھے دوں، وہ سید غضبناک ہوا اور شیخ صاحب کے منہ پر تھوک دیا۔ آپ اٹھے اور دامن پھیلا کر صفوں میں پھرنے لگے اور فرمانے لگے تم میں سے جو بھی میری ڈاڑھی کو عزیز رکھتا ہے وہ اس سید کی مدد کرے۔ پس لوگوں نے شیخ کے دامن کو رقم سے پُر کر دیا اور آپ نے وہ تمام رقم سید کے حوالے کر دی اور پھر نماز میں مشغول ہو گئے۔

غور کیجئے شیخ مرحوم کس قدر اخلاق حمیدہ کے مالک تھے، یہ وہ بزرگوار ہیں جنہوں نے سفر میں کشفُ الغطاء جیسی کتاب فقہ میں تحریر فرمائی اور آپ فرمایا کرتے تھے، اگر فقہ کی تمام کُتب تلف ہو جائیں تو میں اپنی یادداشت کی بدولت باب الطہارت سے لے کر باب الدیات تک لکھ سکتا ہوں۔ اور آپ کی ساری اولاد میں بڑے بڑے جلیل القدر علماء اور فقہاء تھے۔ ثقۃ الاسلام نوری رح آپ کے حالات کے متعلق فرماتے ہیں۔ اگر کوئی شخص شیخ جعفر کی صبح کے وقت کی مناجات اور آداب سُنن اور خشوع و خضوع میں

غور و فکر کرے تو اس پر آپ کی عظمت واضح ہو جائے گی۔ آپ اپنے مخاطبات میں اپنے نفس سے مخاطب ہو کر فرماتے تھے کہ تو پہلے جعیفر یعنی چھوٹی ندی تھا، پھر دریا بن گیا۔ شیخ جعفر کشتی اور سمندر بن گیا۔ پھر عراق اور اس کے تمام مسلمانوں کا سردار بن گیا۔ یعنی ان کا اپنے نفس سے یہ خطاب اس لئے تھا کہ اتنی بزرگی اور عزت ملنے پر بھی میں اپنا ابتدائی تکلیف و مصائب کا زمانہ نہیں بھولا۔ آپ انہی لوگوں میں سے ہیں جن کے بارے میں حضرت امیر علیہ السلام نے احنف بن قیس کو اوصاف بتائے تھے۔

فقیر گوید :۔ وہ ایک لمبی حدیث ہے جو حضرت علی علیہ السلام نے اپنے اصحاب کی شان میں جنگ جمل کے بعد احنف بن قیس سے فرمائی اس کے جملہ فقرات یہ ہیں۔

فَلَوْ رَاَیْتَهُمْ فِیْ لَیْلَتِهِمْ وَ قَدْ نَامَتِ الْعُیُوْنُ وَهَدَاتِ الْاَصْوَاتُ وَسَکَنَتِ الْحَرَکَاتُ مِنَ الطَّیْرِ فِی الْوُکُوْرِ وَقَدْ نَهْنَهَهُمْ هَوْلَ یَوْمِهِمْ وَالْوَعِیْدَ عَنِ الرُّقَادِ کَمَا قَالَ سُبْحَانَهٗ اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰی اَنْ یَاْتِیَهُمْ بَاْسُنَا بَیَاتًا وَهُمْ نَائِمُوْنَ۔ فَاسْتَیْقَظُوْا لَهَا فَزِعِیْنَ وَ قَامُوْا اِلٰی صَلٰوتِهِمْ مُعْوِلِیْنَ بَاکِیْنَ تَارَةً وَ اُخْرٰی مُسَبِّحِیْنَ یَبْکُوْنَ فِیْ مَحَارِیْبِهِمْ وَیَرِنُّوْنَ یَصْطَفُّوْنَ لَیْلَةً مُظْلِمَةً بَهْمَاءَ یَبْکُوْنَ فَلَوْ رَاَیْتَهُمْ

يَا أَخْنَفُ فِي لَيْلَتِهِمْ قِيَامًا عَلَى أَطْرَافِهِمْ مُنْحَنِيَةً ظُهُورُهُمْ يَتْلُوْنَ أَجْزَاءَ الْقُرْآنِ لِصَلٰوتِهِمْ قَدْ أَخَذَتْ مِنْهُمْ إِلَى حَذَاقِيهِمْ وَإِذَا أَغْوَلُوا حَسِبْتَ السَّلَاسِلَ قَدْ صُفِدَتْ فِي أَعْنَاقِهِمْ فَلَوْ رَأَيْتَهُمْ فِي نَهَارِهِمْ إِذًا لَرَأَيْتَ قَوْمًا يَمْشُوْنَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَ يَقُوْلُوْنَ لِلنَّاسِ حُسْنًا وَ إِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا وَإِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا قَدْ قَيَّدُوْا أَقْدَامَهُمْ مِنَ التُّهَمَاتِ وَ أَبْكَمُوْا أَلْسِنَتَهُمْ أَنْ يَتَكَلَّمُوْا فِي أَعْرَاضِ النَّاسِ وَسَجَمُوْا أَسْمَاعَهُمْ أَنْ يَلِجَهَا خَوْضُ خَائِضٍ وَكَحَلُوْا أَبْصَارَهُمْ بِغَضِّ الْبَصَرِ عَنِ الْمَعَاصِي وَانْتَحَوْا دَارَ السَّلَامِ الَّتِي مَنْ دَخَلَهَا كَانَ آمِنًا مِنَ الرَّيْبِ وَالْأَحْزَانِ ۔ فرماتے ہیں اگر تم ان کو رات کے اس وقت دیکھو جبکہ آنکھوں میں نیند غالب ہوتی ہے۔ ہر قسم کی آوازیں بند ہوتی ہیں۔ پرندے اپنے اپنے آشیانوں میں آرام کر رہے ہوتے ہیں تو یہ لوگ قیامت اور وعدہ گاہ کے خوف سے جاگ رہے ہوتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں ارشاد فرمایا ہے۔ کیا اب ان بستی والوں کو امن ہے نہیں ہم ان پر اس وقت عذاب نازل کریں گے جب یہ سو رہے ہوں گے۔ بس یہ لوگ

قیامت کے خوف کی وجہ سے شب بیداری کرتے ہیں کبھی اُٹھ کر خوفِ خدا سے رو رو کر نماز پڑھتے ہیں اور کبھی رو رو کر محراب میں تسبیح و تقدیس خدا بیان کر رہے ہوتے ہیں۔ اور وہ تاریک راتوں میں گڑگڑا کر حمد و ثنا کر رہے ہوتے ہیں اے احنف اگر تو ان کو رات کے وقت کھڑے ہوئے دیکھے تو ان کی کمریں جھکی ہوئی اور قرآن مجید کی سورتیں نماز میں پڑھتے ہوئے نظر آئیں گے اور کثرتِ گریہ اور فریاد کی وجہ سے وہ اس طرح معلوم ہوں گے گویا آگ نے ان کو گھیر لیا ہے اور وہ ان کے حلق تک پہنچ گئی ہے اور جب یہ روئیں گے تو تُو یہ گمان کرے گا کہ اُن کی گردنیں زنجیروں میں جکڑی ہوئی ہیں اگر تو ان کو دن کے وقت دیکھے تو وہ ایک ایسی قوم نظر آئے گی جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں۔ اور لوگوں سے اچھا کلام کرتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے مخاطب ہوں تو ان کو سلام کہتے ہیں اور جب ان کا لغویات کے نزدیک سے گزر ہوتا ہے تو وہ ان کے پاس سے باعزت گزر جاتے ہیں اور اپنے قدموں کو تہمت سے بچاتے ہیں اور اُن کی زبانیں گونگی ہوتی ہیں کہ وہ لوگوں کی عزت کے خلاف کوئی بات کریں اور اپنے کانوں کو لوگوں کی فضول باتیں سننے سے روکے رکھتے ہیں اور اپنی آنکھوں کو گناہوں کی طرف نگاہ نہ کرنے کے سُرمہ سے سجایا ہوا ہوتا ہے اور وہ دارالسلام میں داخلے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ جس میں جو شخص داخل ہو گیا وہ شک و شبہ اور غم سے مامون رہا۔ (اقول)

يُناسِبُ هٰهنا نقل كَلَامٍ مِنْ راهِبٍ عظيمِ الشَّانِ وهُوَ مَا نُقِلَ عَنْ قُثَمِ الزَّاهِدِ قَالَ رَأَيْتُ رَاهِبًا عَلَى بَابِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ كَالْوَالِهِ فَقُلْتُ لَهُ أَوْصِنِي فَقَالَ كُنْ كَرَجُلٍ احْتَوَشَتْهُ السِّبَاعُ فَهُوَ خَائِفٌ مَذْعُورٌ يَخَافُ أَنْ يَلْهُوَ فَتَضْرِسَهُ أَوْ يَلْهُوَ فَتَنْهَشَهُ فَلَيْلُهُ لَيْلُ مَخَافَةٍ إِذَا أَمِنَ فِيْهِ الْمُفْتَرُوْنَ وَنَهَارُهُ نَهَارُ حُزْنٍ إِذَا فَرِحَ فِيْهِ الْبَطَّالُوْنَ ثُمَّ إِنَّهُ وَلَّى وَتَرَكَنِي فَقُلْتُ لَهُ زِدْنِي فَقَالَ إِنَّ الظَّمْآنَ يَقْنَعُ بِيَسِيْرِ الْمَاءِ۔

یہاں پر راہب کے عظیم الشان کلام میں سے کچھ نقل کرنا مناسب ہے اور وہ یہ ہے جو قثم زاہد سے نقل کیا گیا ہے اس نے کہا میں نے ایک راہب کو بیت المقدس کے دروازہ پر خستہ حال دیکھا۔ میں نے اسے کہا مجھے وصیت کر۔ اس نے کہا تو اس آدمی کی طرح بن جس کو درندوں نے وحشتناک کر رکھا ہو اور وہ مذعور و خائف ہو۔ اور ڈر رہا ہو کہ اگر وہ حرکت کرے تو پھاڑ ڈالے اور اگر وہ ڈر کر ٹھہرا رہے تو وہ اسے نوچ ڈالے۔ اس کی رات خوفناک ہوتی ہے جبکہ جھوٹے لوگ امن میں سو رہے ہوتے ہیں اور دن غمناک ہوتا ہے جبکہ اس میں بہادر خوش ہوتے ہیں۔ پھر اُس نے پشت پھیری اور مجھے چھوڑ گیا۔ میں نے اسے کہا اور بیان فرمائیں تو اُس نے کہا کہ پیاسا تھوڑے پانی پر بھی قناعت کر لیتا ہے۔

حکایت

منقول ہے کہ ایک روز کافی الکفات صاحب بن عباد نے شربت طلب کیا تو اس کے ایک غلام نے شربت کا پیالہ حاضر کیا اور اسے دیا۔ صاحب نے جب پینے کا ارادہ کیا تو اس کے خواص میں سے ایک نے کہا اس شربت کو نہ پی کیونکہ اس میں زہر ملا ہُوا ہے اور جس غلام نے صاحب کو وہ پیالہ پکڑایا تھا وہ ابھی پاس کھڑا تھا۔ صاحب نے کہا۔ تیرے اس قول کی دلیل کیا ہے۔ اس آدمی نے کہا اس غلام کو جو یہ پیالہ لایا ہے پلا کر تجربہ کر لیجئے معلوم ہو جائے گا۔ صاحب نے کہا میں اس کی اجازت نہیں دیتا اور نہ ہی جائز سمجھتا ہوں۔ پھر اس نے کہا کسی حیوان کو پلا دیجئے۔ صاحب نے کہا میں حیوان کو زہر پلا کر ختم کرنا اور سزا دینا جائز نہیں سمجھتا۔ میں نے پیالہ واپس کیا اور زمین پر پھینک دینے کا حکم دیا اور اس غلام کو نظروں سے دُور ہو جانے کو فرمایا کہ آئندہ میرے گھر میں داخل نہ ہونا لیکن شہر میں رہنے کی اجازت ہے اور اس سے قطع تعلق نہ کی جائے۔ اور صاحب نے فرمایا کہ شک و شبہات پر یقین نہیں کرنا چاہیئے اور روزی روک کر سزا دینا بھی اچھی بات نہیں۔

مؤلف:۔ صاحب بن عباد آل بویہ کے وزیروں میں سے ایک وزیر تھا جو ملجاء خواص و عام اور مرجع ملت و دولت اور معزز و مکرم تھا اور یہ وہ تھا جو شاعری میں فضل و کمال اور عربیت میں یکتاء زمانہ اور اعجوبہ دہر تھا۔

منقول ہے کہ جب یہ املاء لکھنے کے لئے بیٹھتا تو بہت سے لوگ اس سے استفادہ کرنے کے لئے اس کے گرد جمع ہو جاتے اور اس قدر بکثرت ہو جاتی کہ چھ آدمی تو صرف اس کی املاء کو لوگوں کو پڑھ کر سنانے میں مشغول رہتے اور اس کے پاس لغت کی اس قدر کتابیں تھیں کہ جن سے ساٹھ اونٹ بار ہو سکتے تھے اور علماء فضلاً اور علویین اور سادات کرام کی عزت و توقیر کیا کرتا تھا اور ان کو تصنیف و تالیف کا شوق دلاتا تھا اور انہی کی خاطر شیخ فاضل خبیر جناب حسنؒ بن محمد قمیؒ نے تاریخ قم تالیف کی اور شیخ اجل رئیس المحدثین جناب صدوقؒ نے کتاب عیون اخبار الرضا تصنیف فرمائی اور انہی کی وجہ سے ثعالبی نے یتیمۃ الدھر کو جمع کیا اور علماء و فقہاء اور سادات و شعراء پر اس احسان و فضل بہت مشہور تھا اور ہر سال بغداد کے فقہاء کے پاس پانچ ہزار اشرفیاں بھیجتا۔ اور جو شخص بھی ماہ رمضان میں عصر کے بعد اس کے پاس جاتا تو اسے روزہ افطار کئے بغیر واپس نہ آنے دیتا۔ تقریباً ہر شب ماہِ رمضان کو ایک ہزار آدمی اس کے گھر پر روزہ افطار کرتے اور ماہِ رمضان میں وہ اس قدر صدقات و خیرات پر رقم خرچ کرتا جتنی وہ باقی سال میں خرچ کرتا تھا اور اس نے امیر المومنینؑ کی تعریف میں بہت سے اشعار لکھے اور آپؑ کے دشمنوں کی ہجو بیان کی۔

وفات:۔ ان کی وفات چوبیس ۲۴ صفر ۳۸۵ھ میں رے کے مقام پر ہوئی اور ان کے جنازہ کو اٹھا کر اصفہان میں لا کر دفن کیا گیا اور آپ کا مزار اب بھی اصفہان میں مشہور ہے۔ والسلام ورحمۃ اللہ علیہ

فصل ہفتم

حساب

موقف حساب ان خوفناک مواقف میں سے جن کا اعتقاد ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ مقام حساب بھی ہے۔ پروردگار عالم سورۂ انبیاء میں فرماتا ہے۔ اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ مُّعْرِضُونَ۔ لوگوں کے حساب اعمال کا وقت نزدیک ہے لیکن وہ غفلت میں مدہوش ہیں اور وہ اس میں غور و فکر اور تیاری سے گریز کر رہے ہیں سورہ طلاق میں ارشاد قدرت ہے وَكَأَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ أَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهِ فَحَاسَبْنَاهَا حِسَابًا شَدِيدًا وَعَذَّبْنَاهَا عَذَابًا نُّكْرًا فَذَاقَتْ وَبَالَ أَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ أَمْرِهَا خُسْرًا أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا فَاتَّقُوا اللَّهَ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ ۔ اور کتنی بستی والوں نے اپنے پروردگار اور رسولوں کے حکم سے سرکشی کی پھر ہم نے ان کا حساب بڑی سختی سے لیا اور ہم نے اسے ایک ناشناسا عذاب دیا۔ پس انہوں نے اپنے کئے کا وبال چکھ لیا اور ان کے کاموں کا انجام نقصان دہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے

ان کے لئے عذاب تیار کیا۔ پس اے عقل والو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔

حساب کون لے گا؟

اگرچہ قرآن و حدیث کے عموم سے بھی مستفاد ہوتا ہے کہ ہر شخص کا حساب خود خداوند عالم لے گا۔ وَھُوَ اَسْرَعُ الْحَاسِبِیْنَ لیکن بعض روایات سے مترشح ہوتا ہے کہ ملائکہ کرام اس کام کو انجام دیں گے۔ بعض اخبار و آثار سے یہ مطلب واضح ہوتا ہے کہ انبیاء کا حساب خود خداوند عالم لے گا۔ اور انبیاء اپنے اوصیاء کا حساب لیں گے اور اوصیاء اپنی امت کا حساب لیں گے یَوْمَ نَدْعُوْا کُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ۔ بروز قیامت تمام لوگوں کو ان کے امام زمانہ کے ساتھ کیا دیں گے۔ (احسن الفوائد)

بحار الانوار جلد ۳ امالی شیخ مفید میں بسند متصل حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ وَکَّلَنَا اللّٰہُ بِحِسَابِ شِیْعَتِنَا فَمَا کَانَ لِلّٰہِ سَئَلْنَا اللّٰہَ اَنْ یَّهَبَهٗ لَنَا فَهُوَ لَهُمْ وَمَا کَانَ لَنَا فَهُوَ لَهُمْ ثُمَّ قَرَءَ ثُمَّ اِنَّ اِلَیْنَا اِیَابَهُمْ ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا حِسَابَهُمْ (زیا بامعہ) جب روز قیامت ہو گا تو اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے شیعوں کا حساب لینے کے لئے مقرر فرمائے گا۔ پس ہم اپنے شیعوں کے حقوق اللہ کے بارے میں

کریں گے اور اللہ تعالیٰ ان کو معاف کر دے گا اور شیعوں کے ذمہ جو ہمارے حقوق ہوں گے ہم خود ان کو معاف کر دیں گے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ثُمَّ اِنَّ اِلَیۡنَا اِیَابَهُمۡ ثُمَّ اِنَّ عَلَیۡنَا حِسَابَهُمۡ بے شک وہ ہماری ہی طرف لوٹائے جائیں گے پھر بے شک ان کا حساب ہم ہی لیں گے۔

اسی کتاب میں معصوم سے روایت ہے کہ حقوق اللہ اور حقوق امام علیہ السلام کے بخشے جانے کے بعد فرمایا فِیمَا کَانَ بَیۡنَهُمۡ وَبَیۡنَ النَّاسِ مِنَ الۡمَظَالِمِ اَدَاہُ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ یعنی جو مظالم اور حقوق الناس شیعوں کے ذمہ ہوں گے حضرت رسولخدا صلعم حقوق کا مطالبہ کرنے والوں کو ادا کردیں گے۔ پروردگار عالم ہمیں امت خاتم الانبیاء علیہ و آلہ وسلم اور شیعان اہل بیت علیہم السلام میں شمار کرے اور ہمارا حشر انہیں کے ساتھ ہو۔ آمین ثم آمین

شیعوں کے لئے یہ خوشخبری ہے کہ بروز قیامت پروردگار عالم ہر قوم کے حساب کے لئے اس کے امام کو مقرر فرمائے گا اور وہ ان کے اعمال کا حساب لے گا اور ہمارا حساب حجت ابن الحسن امام زمانہ علیہ السلام لیں گے لیکن جس وقت ہم روسیاہ اپنے سروں کو جھکائے ہوئے اُن کے سامنے پیش ہوں گے اور دامن اُن کی دوستی سے پُر ہوں گے تو اُمید ہے کہ وہ ہماری شفاعت کریں گے خدا کا شکر ہے کہ ہمارا حساب اس کریم ابن کریم کے سپرد ہوگا جو خدا کے نزدیک اعلیٰ مراتب کا مالک ہے (معاد)

حساب کن لوگوں کا ہوگا؟

بروز قیامت حساب کے لئے لوگ چار گروہوں میں ہوں گے کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو بغیر حساب کے بہشت میں داخل ہوں گے اور یہ محبان اہلبیت سے وہ لوگ ہوں گے جن سے کوئی فعل حرام سرزد نہ ہوا ہوگا۔ یا وہ توبہ کے بعد دنیا سے رخصت ہوئے ہوں گے۔

دوسرا گروہ اس کے برعکس ہوگا جو بغیر حساب کے جہنم میں داخل کئے جائیں گے اور انہی کے بارے میں یہ آیت ہے فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا جو شخص دنیا سے بے ایمان اُٹھے گا اس کا حساب نہیں لیا جائے گا اور نہ ہی اعمال نامہ کھولا جائے گا۔ شیخ کلینیؒ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ مشرکوں کے اعمال نہیں تولے جائیں گے کیونکہ حساب اور میزان اور اعمال کے کھولے جانے کا تعلق اہل اسلام کیساتھ ہے کافر اور مشرک نص قرآن ہمیشہ عذاب میں رہیں گے۔

تیسرا گروہ ان لوگوں کا ہے جن کو موقفِ حساب میں روک لیا جائے گا یہ وہ لوگ ہیں جن کی نیکیاں گناہوں پر غالب ہوں گی جب یہ روکاوٹ اُن کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گی تو ان کو نجات مل جائے گی۔

چنانچہ رسولِ اکرم صلعم نے ابن مسعودؓ کو فرمایا کہ بعض لوگ یکصد سال

موقفِ حساب میں روکے جائیں گے اور پھر وہ جنت میں جائیں گے اِنَّ الْمَرْءَ لَیُحْبَسُ عَلٰی ذَنْبٍ وَّاحِدٍ مِائَةَ عَامٍ انسان ایک گناہ کے بدلے سو سال تک روکا جائے گا لیکن گناہ کا ذکر نہیں کہ کس گناہ کے بدلے روکا جائے گا لہذا مومنین کو چاہیئے کہ وہ ہر گناہ سے اجتناب کریں تاکہ موقف حساب پر رکاوٹ نہ ہو (معاد)

شیخ صدوقؒ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ بروزِ قیامت دو محبان اہل بیت کو حساب کے لئے روکا جائے گا۔ ان میں سے ایک دنیا میں مفلس اور فقیر اور دوسرا دولتمند ہو گا۔ وہ فقیر عرض کرے گا پروردگارا مجھے کس وجہ سے روکا گیا ہے مجھے تیری عزت وجلال کی قسم تو نے مجھے کوئی حکومت یا سلطنت نہ دی تھی جس میں میں عدالت یا ظلم وستم کرتا، اور نہ ہی تو نے مجھے اس قدر مال دیا تھا کہ میں واجب کردہ حقوق کو ادا کرتا یا غصب کرتا اور تو نے مجھے صرف اسقدر روزی عطا کی تھی جس کو تو نے میرے لئے کافی سمجھا اور میں نے اسی پر کفایت کی، پس اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا: اے بندۂ مؤمن تو سچ کہتا ہے۔ اور اسے داخل بہشت کیا جائے گا۔

دوسرا دولت مند اتنی دیر کھڑا رہے گا کہ اس کے کھڑا رہنے سے اتنا پسینہ جاری ہو گا جس سے چالیس اونٹ سیراب ہو سکیں پھر اس کو بہشت میں داخل کیا جائے گا، جنت میں وہ فقیر اس سے پوچھے گا تجھے کس چیز کی وجہ سے اتنی دیر روکے رکھا گیا۔ وہ کہے گا کئی اشیاء کی متواتر تقصیرات

کے لمبے حساب نے مجھے روکے رکھا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے نوازا اور مجھے معاف فرمایا اور میری توبہ کو قبول فرمایا پھر وہ فقیر سے پوچھے گا تو کون ہے؟ وہ جواب دے گا میں وہی فقیر ہوں جو میدانِ حشر میں تیرے ساتھ تھا پھر وہ غنی کہے گا، تجھ کو جنت کی نعمتوں نے اسقدر تبدیل کر دیا ہے کہ میں اس وقت تجھے نہ پہچان سکا (مفہ)

چوتھا گروہ ان لوگوں کا ہوگا جن کے گناہ ان کی نیکیوں سے زیادہ ہونگے پس اگر شفاعت اور پروردگار عالم کی رحمت اور فضل وکرم شامل حال ہوئے تو وہ نجات حاصل کر کے بہشت میں چلے جائیں گے۔ ورنہ ان کو اس جگہ پر عذاب میں ڈالا جائے گا جو ایسے لوگوں کے لئے مخصوص ہوگا حتٰی کہ گناہوں سے پاک ہو جائیں اور اس عذاب سے نجات مل جائے۔ پھر ان کو بہشت میں بھیج دیا جائے گا۔

جس انسان کے دل میں ذرہ بھر بھی ایمان ہوگا وہ جہنم میں باقی نہ رہے گا بالآخر جنت میں داخل ہوگا۔ جہنم میں صرف کافر اور معاندین باقی رہ جائیں گے۔

احباط وتکفیر

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَاَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ

(سورۂ محمد آیت ۸، ۹) جو لوگ کافر ہیں اُن کے لئے ڈگمگاہٹ ہے اور خدا اُن کے وہ اعمال برباد کر دے گا۔ یہ اس لئے کہ خدا نے جو چیز نازل فرمائی ہے انہوں نے اس کو ناپسند کیا تو خدا نے ان کے اعمال ضائع کر دیئے۔

دوسری جگہ ارشاد قدرت ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ (سورۂ محمدؐ آیت ۲) جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور اچھے کام کئے اور جو (کتاب) محمدؐ پر ان کے پروردگار کی طرف سے نازل ہوئی ہے وہ برحق ہے اس پر ایمان لائے تو خدا نے ان کے پچھلے گناہ ان سے دُور کر دیئے اور ان کی حالت سنوار دی۔

احتیاط اگر کوئی شخص ابتداء عمر میں دائرہ اسلام میں رہ کر نیک کاموں میں مشغول رہا۔ مگر مرتے وقت حق سے پھر گیا اور کفر کی حالت پر مرا ہو تو اسے اسلام کی حالت میں کئے ہوئے اعمال فائدہ نہ دیں گے اور وہ نیکیاں ضائع ہو جائیں گی۔

اعتراض اگر کوئی یہ کہے کہ قرآن مجید میں ہے فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ جو شخص ذرہ برابر بھی نیکی کرے گا اس کا اجر اس کو ملے گا۔

جواب اس کا جواب یہ ہے کہ کفر پر مرنے والے نے اپنے ہاتھ سے ہی اپنی نیکیوں کو ضائع کر دیا ہے کافر کے اجر کو باقی رکھنا

خدا کے لئے محال ہے کہ وہ اس کو جنت میں داخل کرے بلکہ اس کی نیکیوں کی تلافی دنیا میں ہی کر دی جاتی ہے۔ جیسے موت کی آسانی۔ مریض نہ ہونا اور مادی وسائل کے ذریعہ جیسا کہ گذر چکا ہے۔

نیز ممکن ہے ان نیکیوں کی وجہ سے عذاب میں تخفیف ہو جیسا کہ حاتم طائی اور انوشیروان جو سخاوت میں ضرب المثل ہیں جہنم میں ہوں گے مگر آگ ان کو نہ جلائے گی۔ جیسا کہ قرآن میں اشارہ موجود ہے۔ وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ سورہ ۷ آیت ۱۴۵ جن لوگوں نے ہماری آیات اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا ان کے تمام اعمال ضائع ہو گئے انہیں بس اعمال کی سزا یا جزا ملے گی جو وہ کرتے ہیں۔ ترجمہ (فرمان علی) اسی طرح متعدد آیات سے واضح ہے کہ کفر اور شرک سے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔

اسی طرح دوسرے گناہ بھی نیک اعمال کو ضائع کر دیتے ہیں اور درجہ قبولیت تک نہیں پہنچتے۔ جیسے والدین کے نافرمان بیٹے کے لئے حضور نے فرمایا يَا عَاقُّ اِعْمَلْ مَا شِئْتَ اے والدین کے نافرمان تیرا جو جی چاہے کرتا پھر تیرا کوئی عمل مقبول نہیں ہے، اگر کسی شخص کے پیچھے والدہ کی آہیں اور بد دعائیں ہوں اور وہ پہاڑوں کے برابر بھی اعمال کرے تو وہ آگ میں جلایا جائے گا اسی طرح تہمت اور حسد جیسا کہ

حدیث میں ہے :- اَلْحَسَدُ یَاکُلُ الْاِیْمَانَ کَمَا تَاکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ حسد ایمان کو اس طرح کھاتا ہے جس طرح آگ لکڑیوں کو کھاتی ہے۔ (معاد)

ثقۃ الاسلام الکلینیؒ معنعنا ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اُصُوْلُ الْکُفْرِ ثَلَاثَۃٌ اَلْحِرْصُ وَالْاِسْتِکْبَارُ وَالْحَسَدُ۔ یعنی کفر کی جڑیں تین ہیں حرص، تکبر اور حسد یہ جڑیں جوں جوں مضبوطی اختیار کرتی جائیں گی ایمان رخصت ہوتا جائے گا اور نیک اعمال ضائع ہوتے جائیں گے اور انسان دوزخ کا ایندھن بن جائے گا جیسا کہ شیطان کے تمام اعمال تکبر کی وجہ سے ضائع ہو گئے اور صرف آخرت تک عمر زیادہ ملی مفصل واقعہ قرآن میں موجود ہے۔

تکفیر کا معنی کفارہ ہے یعنی ان گناہوں کا محو کرنا جو اس سے صادر ہوئے ہیں۔ ایمان کفر کے سابقہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے اگر کوئی شخص اوائل عمر میں کافر رہا اور پھر اسلام لے آیا تو اس کے سابقہ گناہ محو ہو جائیں گے۔ اور ان کا حساب نہ ہوگا۔ اسیطرح مسلمان کے گناہ سچی توبہ سے محو ہو جاتے ہیں انہی کے متعلق قرآن مجید میں آیا ہے اُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِہِمْ حَسَنَاتٍ یعنی خلاق عالم ان کے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیتا ہے

سوال کون سے نیک کام گناہوں سے پاک کرتے ہیں۔

جواب :- بحار الانوار جلد ۱۵ میں روایت ہے کہ ایک شخص

حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی آقا میرا گناہ بہت بڑا ہے (وہ گناہ یہ تھا کہ اُس نے اپنی بیٹی کو زمانہ جاہلیت میں زندہ درگور کیا تھا) آپ مجھے ایسا عمل بتائیں کہ پروردگارِ عالم میرے اس گناہ کو معاف فرمائے۔ آپ نے فرمایا کیا تیری والدہ زندہ ہے اُس نے عرض کیا نہیں (معلوم ہوتا ہے کہ والدہ کے ساتھ نیکی اس گناہ کا بہترین علاج ہے) آپ نے فرمایا کیا خالہ موجود ہے؟ اس نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ! آپ نے فرمایا جا اور اس کے ساتھ نیکی کر (والدہ کے ساتھ تعلق ہونے کی وجہ سے خالہ سے نیکی کرنا والدہ سے نیکی کرنے کے برابر ہے) بعد میں فرمایا لَوْکَانَ اُمُّہٗ اگر اس کی والدہ زندہ ہوتی تو اس گناہ کے اثر کو زائل کرنے کے لئے اس کے ساتھ نیکی کرنا یقیناً اس سے بہتر تھا۔

(معاد)

حکایت احباط و تکفیر کے متعلق

کتب معتبرہ میں منقول ہے کہ زمانہ سابق میں دو بھائی تھے ایک مومن خدا پرست دوسرا کافر بت پرست اور وہ دونوں ایک مکان میں رہتے تھے بت پرست بالائی منزل پر اور خدا پرست نچلی منزل پر، بت پرست امیر کبیر اور عیش و عشرت کی زندگی گزار رہا تھا اور خدا پرست فقر و فاقہ اور بے نوائی کی زندگی میں مبتلا تھا، کبھی کبھی اس کا بت پرست بھائی اسے کہتا اگر تو بت کو سجدہ کرے تو میں تجھے دولت میں شریک کر لوں گا۔ تو کیوں اتنی

تلخ اور تکلیف دہ زندگی گذار رہا ہے آ اور اس بُت کو سجدہ کر، تاکہ دونوں اکٹھے عیش کی زندگی گزاریں۔ اس کا مومن بھائی اس کے جواب میں کہتا کہ اے میرے بھائی تو کیوں خدا اور روز جزا سے خوفزدہ نہیں ہوتا بت خدا نہیں آ اور خدا کی عبادت کر اور خدا کے عذاب سے ڈر۔ حتیٰ کہ اسی قیل و قال میں کافی مدت گزر گئی، جب بھی دونوں بھائی ملاقات کرتے ایک دوسرے سے اسی قسم کی گفتگو کرتے حتیٰ کہ ایک رات خدا پرست اپنے حجرہ میں بیٹھا تھا کہ بت پرست بھائی کے حجرہ سے لذیذ کھانے کی خوشبو اس کے مشام میں پہنچی اور اس نے اپنے نفس سے کہا کہ کب تک خدا کی عبادت کرتا رہے گا اور یا اللہ کہتا رہے گا، حالانکہ اس عمر تک تجھے نیا لباس اور نرم غذا میسّر نہیں ہوئی اور خشک روٹی کھاتے کھاتے بوڑھا ہو چکا ہے۔ اور دانت خشک کھانے کو چبا نہیں سکتے میرا بھائی سچ کہتا ہے چلو اور اس کے بُت کی پوجا کرو تاکہ اس کی مرغن غذا کھا کر لطف اٹھاؤ۔ اٹھا اور بالائی منزل کی طرف بھائی کے پاس جانے کے لئے روانہ ہوا، تاکہ اس کے مذہب بُت پرستی کو قبول کرے ادھر اس کے بُت پرست بھائی کی یہ حالت ہے کہ غور و فکر میں ہے کہ میں اس بُت پرستی کو نہیں سمجھ سکا اور نہ ہی کچھ فائدہ ہوا، چلو اور اپنے بھائی کے پاس جا کر خدا کی عبادت کرو۔ اور بالائی منزل سے اُترا اور سیڑھیوں پر دونوں بھائیوں کی ملاقات ہوئی۔ ایک دوسرے سے واقعہ بیان کیا ادھر عزرائیل کو حکم ہوا کہ دونوں بھائیوں کی رُوح قبض کر لو۔ وہ دونوں مر گئے اور جو عبادت اس خدا پرست نے کی تھی وہ

تمام اعمال اس بُت پرست کے نامۂ اعمال میں لکھے جو اسلام کے ارادہ سے چلا تھا اور جو بُت پرست کے گناہ تھے وہ خدا پرست کے نامۂ اعمال میں درج ہو گئے جو کفر کی نیت سے حجرہ سے نکلا تھا تمام عمر عبادت میں گزار دی مگر موت کفر پر اور دوسرے نے تمام عمر کفر پر گزار دی اور موت اسلام پر یہ احباط و تکفیر کی اعلیٰ اور عمدہ مثال ہے۔

اے برادر شیطان تیرا سب سے بڑا دشمن ہے آخر وقت تک حق سے پھسلانے کی کوشش میں رہتا ہے اپنے خیالات کو مجاہدات کثیرہ اور عبادات کے ذریعہ حق کا عادی بنا تاکہ شیطان کے حربے کارگر نہ ہو سکیں اور تو حق پر قائم و دائم رہے۔ اَللّٰھُمَّ اجعل عواقب امورنا خیرًا وارزقنا حُسن الخاتمة بالمُصطفٰی وَالمُرتضٰی وَ ابناھما والفاطمہ (خزینۃ الجواہر)

پُرسش اعمال

قرآن پاک میں ارشاد خداوندی ہے وَلَنَسْئَلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ہم ضرور بالضرور انبیاء اور ان کی امتوں سے سوال کریں گے کہ تمہیں لوگوں کی طرف حق کی دعوت دینے کے لئے بھیجا گیا تھا کیا تم نے میرے احکام ان تک پہنچائے تھے؟ عرض کریں گے پروردگارا ہم نے تیرے احکام پہنچانے میں ذرا بھر بھی نرمی نہیں کی، پوچھا

جائے گا تمہارا گواہ کون ہے ؟ تمام عرض کریں گے پروردگارا تیری ذات کے علاوہ خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلعم گواہ ہیں جیسا کہ قرآن میں ہے۔
وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا (سورہ ۲ آیت ۱۴۳)
اسی طرح تم کو عادل اُمّت بنایا تاکہ اور لوگوں کے مقابلہ میں تم گواہ بنو اور رسول (محمدؐ) تمہارے مقابلہ میں گواہ بنیں (ترجمہ فرمان علی) اسی طرح حضرت عیسٰی علیہ السلام سے پوچھا جائے گا اِذْ قَالَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِىْ وَاُمِّىَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ الخ
ترجمہ اے عیسٰی ابن مریم کیا تو نے ان کو کہا تھا کہ تم میری اور میری والدہ کی پرستش کرو ؟ حضرت عیسٰی علیہ السّلام کے بدن میں عظمت خداوندی کے رعب سے لرزہ طاری ہوگا اور عرض کریں گے پروردگارا اگر میں نے یہ کہا ہوتا تو تجھے بھی علم ہوتا۔ میں نے تو کہا تھا اِنِّىْ عَبْدُ اللّٰهِ کہ میں تو خدا کا بندہ ہوں تمہارے پاس کتاب لے کر اور نبی بن کر آیا ہوں تم اس کی عبادت کرو جس نے مجھے اور تمہیں پیدا کیا۔

پھر ان کی اُمّتوں سے سوال کیا جائے گا کہ کیا تمہارے پیغمبروں نے آج کے دن سے متعلقہ قضایا کی خبر نہیں دی تھی ؟ تمام کہیں گے کہ خبر دی تھی، دوسرے نعمت پروردگار کے متعلق سوال ہوگا کہ ان سے کیا سلوک کیا تھا ؟ وَلَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ کیا نعمتوں پر شکر ادا کیا تھا یا کفران نعمت کیا تھا۔ نعمتوں کی پُرسش کے بارے میں مختلف روایات ہیں

جن کو اس طرح جمع کیا گیا ہے کہ نعمتوں کے مختلف مراتب ہیں اور اہم ترین نعمت ولایت آلِ محمدؐ ہے بلکہ نعیم مطلق ولایت ہے۔

امام علیہ السلام نے قتادہ سے پوچھا تم عامہ (سنی) وَلَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ سے کیا مراد لیتے ہو؟ اس نے عرض کی روٹی اور پانی وغیرہ کے متعلق پوچھا جائے گا امام علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا کریم تر ہے کہ وہ اس کے متعلق سوال کرے (اگر تم کسی کو اپنے دستر خوان پہ بلا کر روٹی کھلاؤ تو کیا اس کے بعد تم اس کے متعلق پوچھا کرتے ہو) اس نے عرض کیا پھر نعیم سے کیا مراد ہے؟ حضرت نے فرمایا اس نعمت سے مراد ہم آلِ محمدؐ کی ولایت ہے پوچھا جائے گا کہ تم نے آلِ محمدؐ کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ کسقدر محبت اور تابعداری کی؟ دشمنوں سے پوچھا جائیگا کہ تم نے اس نعمت سے دشمنی کر کے کفران نعمت کیوں کیا؟ يَعْرِفُونَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُونَهَا اللہ کی نعمت کو پہچاننے کے بعد اس کا انکار کرتے ہیں۔

خوراک کے متعلق تو اتنا پوچھا جائے گا کہ حلال سے کمایا تھا یا حرام سے اس میں اسراف کیوں کیا تھا؟ حرام پر کیوں خرچ کرتے رہے میں سوال کرتا رہا مگر تم نے نہ دیا۔ اَلْمَالُ مَالِيْ وَالْفُقَرَآءُ عِيَالِيْ۔ فقراء کا سوال میرا سوال تھا۔

شیخ صدوقؒ سے روایت ہے کہ بروز قیامت کسی آدمی کے قدم اپنی جگہ سے اس وقت تک نہ اٹھیں گے۔ یہانتک کہ ان سے چار چیزوں

کے متعلق پوچھ نہ لیا جائے عَنْ عُمْرِهٖ فِيْمَا اَفْنَاهُ وَعَنْ شَبَابِهٖ فِيْمَا اَبْلَاهُ وَعَنْ مَالِهٖ مِمَّا اِكْتَسَبَهٗ وَفِيْمَا اَنْفَقَهٗ وَ وَلَايَتِ آلِ مُحَمَّدٍ

۱۔ تو نے اپنی عمر کو کن چیزوں میں ضائع کیا؟

۲۔ اپنی جوانی کن کاموں میں تباہ کی؟

۳۔ مال کیسے کمایا اور کیسے خرچ کیا؟

۴۔ اور ولایت آل محمد کے متعلق سوال ہوگا؟

عبادات اَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ الصَّلٰوةُ۔ سب سے پہلے جس کا حساب ہوگا وہ نماز ہے کیا نماز واجب وقت پر ادا کرتا رہا ہے۔ کیا اس عمود دین اور وصایاء انبیاء کو صحیح ادا کرتا رہا ہے یا ریاکاری کرتا رہا۔

اس کے بعد روزہ، حج، زکوٰۃ، خمس وجہاد کے متعلق حساب ہوگا اور زکوٰۃ وخمس کے حقدار دامن پکڑ کر مطالبہ کریں۔

حقوق الناس خلاق عالم کا اپنے بندوں کے ساتھ دو قسم کا معاملہ ہوگا۔ ۱۔ عدل ۲۔ فضل وکرم

۱۔ جس شخص کے ذمہ کسی انسان کا کوئی حق ہوگا۔ اس کی نیکیاں لے کر صاحب حق کو دی جائیں گی مثلاً غیبت، تہمت یعنی غیبت کرنے والے اور تہمت لگانے والے کی نیکیاں اسکو دیجائیں گی جسکی غیبت کی گئی ہے اور اسکے گناہ غیبت کرنیوالے کو دیئے جائیں گے، اس بارہ میں صریحاً روایات موجود ہیں۔

چنانچہ روضہ کافی میں حضرت علی بن الحسین علیہما السلام سے ایک طولانی حدیث میں بروز قیامت خلائق کے حساب کا تذکرہ کیا گیا ہے اس حدیث کے آخر میں آپؑ نے ایک شخص کے جواب میں ارشاد فرمایا جس نے پوچھا تھا کہ اے فرزند رسولؐ اگر کسی مسلمان کا کسی کافر سے حق کا مطالبہ ہوا وہ تو دوزخ میں ہوگا اس کی تلافی کیسے ہوگی؟ اس کے پاس نیکیاں تو ہیں نہیں؟ آپ نے فرمایا اس حق کی مقدار کے مطابق اس کافر کے عذاب میں اضافہ کر دیا جائے گا فرمایا ظالم کی نیکیاں بقدر ظلم مظلوم کو دی جائیں گی۔ اس شخص نے عرض کیا اگر اس ظالم مسلمان کے پاس نیکیاں نہ ہوں تو آپؑ نے فرمایا اس مظلوم کے گناہوں کا بوجھ اس ظالم پر ڈال دیا جائے گا اور یہی عدل کا تقاضا ہے۔

لئالی الاخبار میں پیغمبر خدا سے منقول ہے کہ آپ نے صحابہ سے پوچھا کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس روپیہ پیسہ اور مال متاع نہ ہو۔ آپؐ نے فرمایا اَلْمُفْلِسُ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ اَتٰی یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ بِصَلٰوۃٍ وَ صِیَامٍ وَ زَکٰوۃٍ وَحَجٍّ وَ یَاْتِیْ قَدْ شَتَمَ ھٰذَا وَ اَکَلَ مَالَ ھٰذَا وَسَفَکَ دَمَ ھٰذَا وَضَرَبَ ھٰذَا فَیُعْطٰی ھٰذَا مِنْ حَسَنَاتِہٖ وَھٰذَا مِنْ حَسَنَاتِہٖ فَاِنْ فَنِیَتْ حَسَنَاتُہٗ قَبْلَ اَنْ یَقْضِیَ مَا عَلَیْہِ اُخِذَ مِنْ خَطَایَاہُ فَطُرِحَتْ عَلَیْہِ ثُمَّ یُطْرَحُ فِی النَّارِ. میری اُمت کا مفلس وہ شخص ہے۔ جو

قیامت کے دن نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کے ساتھ آئے لیکن اس نے کسی کو گالیاں دی ہونگی۔ کسی کا مال کھایا ہوگا۔ کسی کو قتل کیا ہوگا۔ کسی کو پیٹا ہوگا۔ لہٰذا ان مظلوموں میں سے ہر ایک کو اس کی نیکیاں دی جائیں گی اور وہ نیکیاں اسی کی ہونگی اگر ان سے پہلے نیکیاں ختم ہوگئیں تو اس کے گناہ اس ظالم پر ڈال دیئے جائیں گے اور اسے آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ (معاد)

علامہ جزائری اپنی کتاب میں ایک حدیث نقل فرماتے ہیں اگر کوئی شخص ایک درہم اپنے خصم کو واپس کر دے تو یہ ہزار برس کی عبادت، ہزار غلام آزاد کرنے اور ہزار حج و عمرہ بجالانے سے بہتر ہے۔

ایک اور جگہ معصومین سے نقل فرماتے ہیں۔ مَنْ اَرْضَی الْغُصَمَاءَ مِنْ نَفْسِہٖ وَجَبَ لَہُ الْجَنَّۃُ بِغَیْرِ الْحِسَابِ وَیَکُوْنُ فِی الْجَنَّۃِ رَفِیْقَ اِسْمَاعِیْلَ ابْنَ اِبْرَاہِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ یعنی جو شخص اپنے طلب گاروں کو راضی کرے اس کے لئے بغیر حساب کے جنت واجب ہو جاتی ہے اور جنت میں اسے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی رفاقت حاصل ہوگی۔

۲ معاملہ بفضل خداوندی

ایسے وقت میں جبکہ کسی شخص کے ذمہ حقوق الناس ہوں اور وہ ان کی وجہ سے روک لیا گیا ہو تو اس وقت اللہ تعالیٰ کا فضل اگر شامل حال ہوا تو نجات حاصل ہو جائے گی۔ اس وقت بعض لوگ اپنے پسینہ میں غوطے کھا رہے ہوں گے۔ خلاق عالم اپنے فضل و کرم سے بہشتی محلات کو نمایاں

کرے گا اور اس شخص کو جو مطالبہ رکھتا ہے ندا دی جائے گی ، اے میرے بندے سے مطالبہ کرنے والے ۔ اگر چاہتا ہے تو اس محل میں داخل ہو جا اور میرے اس بندے کو اپنا حق معاف کر کے رہا کر دے ۔ خوش قسمت ہے وہ بندہ جس کے شامل حال پروردگار عالم کا فضل و کرم ہو جائے ۔ اگر خدا اس کے معاملہ کی اصلاح نہ کرے تو معاملہ سخت ہے ۔ امام زین العابدین علیہ السلام اس کے خوف سے گریہ کرتے تھے اور دعا فرماتے تھے ۔ مِنْ اَيْدِي الْخُصَمَاءِ غَدًا مَنْ يُخَلِّصُنِي ۔ اول رو دعا کریں یَا اِلٰهِي عَامِلْنَا بِفَضْلِكَ وَلَا تُعَامِلْنَا بِعَدْلِكَ يَا كَرِيم ۔ الٰہی ہمارے ساتھ اپنے فضل کے ذریعہ معاملہ کر نہ کہ عدل کے ساتھ اے کریم دعا ابو حمزہ ثمالی کے الفاظ زیادہ موزوں ہیں ۔ نیز نماز رد مظالم بہترین عمل ہے ۔ چار رکعت کی نیت کرے اور پہلی رکعت میں الحمد کے بعد پچیس مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰه اور دوسری میں پچاس مرتبہ تیسری میں پچھتر مرتبہ چوتھی میں سو مرتبہ اور سلام پھیر کر دعا کرے ۔

حکایت

شیخ شہید علیہ الرحمۃ کے مکاتیب سے یہ کہانی منقول ہے کہ احمد بن ابی الحواری نے کہا میری خواہش تھی کہ میں ابو سلمان درانی (عبدالرحمن بن عطیہ مشہور و معروف زاہد جس نے ۲۳۵ھ میں دمشق کے قریہ داریہ میں وفات پائی اور وہیں کی

کی قبر مشہور ہے۔ اور احمد بن ابی الحواری اس کے اصحاب میں سے ہے اکو خواب میں دیکھوں۔ حتیٰ کہ ایک سال کے بعد میں نے انہیں خواب میں دیکھا۔ میں نے ان سے پوچھا اے استاد گرامی! اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا۔ ابو سلمان نے کہا اے احمد! ایک دفعہ باب صغیر سے آتے ہوئے ایک اونٹ پر گھاس لدا ہوا دیکھا۔ پس میں نے اس میں سے ایک شاخ پکڑلی۔ مجھے یاد نہیں کہ میں نے اس سے خلال کیا یا اسے دانتوں میں ڈالے بغیر دور پھینک دیا اب ایک سال گزرنے والا ہے کہ میں ابھی تک اسی شاخ کے حساب میں مبتلا ہوں

مولّف گوید :۔ کہ یہ حکایت بعید از قیاس نہیں بلکہ یہ آیہ کریمہ اس کی تصدیق کرتی ہے :۔ یٰبُنَیَّ اِنَّھَا اِنْ تَکُ مِثْقَالَ حَبَّۃٍ مِنْ خَرْدَلٍ فَتَکُنْ فِیْ صَخْرَۃٍ اَوْفِی السَّمٰوٰتِ اَوْفِی الْاَرْضِ یَاْتِ بِھَا اللّٰہُ (سورۂ لقمٰن آیت ۱۶) **ترجمہ** :۔ اے بیٹے یہ درست ہے کہ رائی کے برابر بھی نیکی یا بدی اگر آسمان وزمین یا کسی پتھر میں بھی ہوئی تو اسے حساب کے وقت پیش کیا جائے گا۔ اور اس کے متعلق سوال کیا جائے گا) اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام ایک خطبہ ارشاد فرماتے ہیں۔ اَلَیْسَتِ النُّفُوْسُ عَنْ مِثْقَالِ حَبَّۃٍ مِنْ خَرْدَلٍ مَسْئُوْلَۃً (کیا بروز قیامت نفسوں سے رائی کے برابر بھی نیکی یا بدی کا حساب نہیں کیا جائے گا) اور حضرت علیؑ نے محمد بن ابی بکرؓ کو ایک کاغذ پر تحریر کر کے بھیجا تھا۔

وَاعْلَمُوْا عِبَادَ اللّٰہِ اَنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ سَائِلُکُمْ عَنِ الصَّغِیْرِ مِنْ عَمَلِکُمْ وَالْکَبِیْرِ۔ (اے اللہ کے بندو تمہیں علم

ہونا چاہیئے کہ بروزِ قیامت اللہ تعالیٰ تم سے چھوٹے بڑے ہر عمل کے بارے میں پوچھے گا، اور ابنِ عباس کو ایک مکتوب میں تحریر فرمایا: اَمَا تَخَافُ نِقَاشَ الْحِسَابِ (کیا تو حساب کے مناقشہ سے نہیں ڈرتا) اصل میں مناقشہ بدن میں کانٹا چبھنے کو کہتے ہیں۔ جس طرح کانٹا نکالنے کے لئے باریک بینی کاوش کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس طرح بروزِ قیامت حساب میں بھی باریک بینی اور کاوش کا سامنا ہوگا۔ بعض محققین نے کہا ہے کہ بروزِ قیامت میزان کے خوف سے کوئی شخص بھی محفوظ نہ ہوگا۔ البتہ وہ شخص جس نے دنیا میں اپنے اعمال و اقوال اور خطرات و لحظات کا حساب میزانِ شرع کے ساتھ کر لیا ہوگا محفوظ ہوگا۔ اسی طرح ایک حدیث مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا "اے لوگو! قیامت کے دن حساب ہونے سے پہلے اپنے اعمال کا حساب کرلو، اور قیامت کے دِن اعمال کا وزن ہونے سے قبل اپنے اعمال کا وزن کرلو۔

حکایت

توبہ ابن صمہ کے متعلق نقل کیا گیا ہے کہ وہ شب و روز اکثر اپنے نفس کا محاسبہ کیا کرتا تھا۔ ایک دن اس نے اپنی گزشتہ زندگی کے دنوں کا حساب لگایا تو اس نے اندازہ کیا کہ اب تک اس کی ساٹھ سال عمر گزر چکی ہے پھر اس نے سالوں کے دن بنائے تو وہ اکیس ہزار چھ سو (۲۱۶۰۰) دن بنے۔ اس نے افسوس کرتے ہوئے کہا کیا میں اکیس ہزار چھ سو (۲۱۶۰۰) گناہوں کے ساتھ اپنے پروردگار

کے حضور میں پیش ہوں گا یہ الفاظ کہتے ہی دم بے ہوش ہو گیا اور اسی بے ہوشی میں مر گیا۔

مولف گوید :۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک دفعہ رسول اکرم صلعم بے گھاس زمین پر تشریف فرما تھے کہ وہاں پر اصحاب کو ایندھن جمع کرنے کا حکم دیا۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلعم ہم ایسی زمین پر اترے ہوئے ہیں جہاں ایندھن ملنا دشوار ہے آپ نے فرمایا جس کسی سے جتنا ممکن ہو اکٹھا کرے پس انہوں نے ایندھن لا کر حضورؐ کے سامنے رکھ دیا۔ اور ایک ڈھیر لگ گیا۔ حضورؐ نے ایندھن کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ اسی طرح بروز قیامت لوگوں کے گناہ بھی جمع ہوں گے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اس لئے حکم دیا ہے کہ صحابہ کو علم ہو جائے کہ جس طرح بے گھاس میدان میں ایندھن نظر نہیں آتا لیکن تلاش کرنے کے بعد ڈھیر لگ گیا۔ اسی طرح تمہارے گناہ تمہیں نظر نہیں آتے لیکن جس دن گناہوں کی جستجو اور تلاش ہو گی اور حساب ہو گا تو بے شمار گناہ جمع ہو جائیں گے چنانچہ توبہ بن صمہ نے اپنی تمام عمر میں ہر روز ایک گناہ فرض کیا۔ اسی وجہ سے اس کے اکیس ہزار چھ سو گناہ بن گئے۔

فصل ھشتم

حوضِ کوثر

ان مسلمہ امور میں سے جن کی تصریح قرآن مجید اور روایاتِ عامہ اور خاصہ میں موجود ہے۔ حوض کوثر بھی ہے اور یہ وہ خیر کثیر ہے جو خلاق عالم نے حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا کی۔ متعدد کتب جیسے بصائر الدرجات، معالم الزلفا، نیز بحار الانوار جلد ۳ میں مروی ہے کہ عبداللہ بن سنان نے حضرت ابی جعفر الصادق علیہ السلام سے حوض کوثر کے متعلق پوچھا تو حضرت نے فرمایا اس کا طول بصرہ سے صنعاء یمن تک کے اندازہ کے برابر ہے۔ عبداللہ نے تعجب کیا۔ حضرت نے فرمایا کیا تو اس کو دیکھنا چاہتا ہے اس نے عرض کی ہاں! یا ابن رسول اللہ حضرت اس کو مدینہ سے باہر لائے اور اپنے پاؤں کو زمین پر مارا۔ عبداللہ کہتا ہے حکم امام سے میری آنکھیں روشن ہوگئیں اور پردہ دُور ہوگیا میں نے دیکھا کہ ایک نہر بہہ رہی ہے اور جہاں میں اور امام علیہ السلام کھڑے ہیں وہ ایک جزیرہ ہے۔ اس نہر میں ایک طرف برف سے زیادہ سفید پانی اور دوسری طرف دودھ جاری ہے اور درمیان میں سرخ یاقوت کی مانند شراباً طہوراً بہہ رہا ہے اس سے زیادہ خوشنما چیز کبھی نہ دیکھی تھی۔ اور نہ ہی دودھ اور پانی کے درمیان اس طرح شراب دیکھا تھا۔ میں نے عرض کی میری جان آپ پر قربان ہو یہ نہر کہاں سے نکل رہی ہے آپ نے فرمایا جیساکہ

قرآن میں ذکر ہے کہ بہشت میں دودھ، پانی اور شراب کا چشمہ ہے اور یہ نہر اس
میں سے جاری ہے اس نہر کے دونوں کناروں پر درخت ہیں اور درختوں کے قدمیں
حور جنت اپنے بالوں کو لٹکائے ہوئے ہے کہ اس سے زیادہ خوبصورت بال
کبھی نہ دیکھے تھے۔ اور ہر ایک کے ہاتھ میں اس قدر خوبصورت برتن ہیں کہ ایسا
برتن دنیا میں نہیں دیکھا حضرت ایک کے نزدیک گئے اور پانی مانگا اس حور نے
برتن کو اس نہر سے پُر کر کے آنحضرت کو دیا اور آداب کیا اور اس نے امام کے
حکم کے مطابق پُر کر کے دیا اور امام علیہ السلام نے مجھے دیا میں نے کبھی اتنی
لطافت اور لذت نہ چکھی تھی اور اس قدر مشک کی خوشبو کبھی نہ سونگھی تھی۔ میں
نے عرض کی میری جان آپ پر قربان ہو جو کچھ میں نے آج دیکھا ہے ان چیزوں
کا مجھے گمان بھی نہ تھا حضرت نے فرمایا یہ اس سے کمتر ہے جو ہمارے شیعوں
کے لئے مہیا کی گئی ہے جس وقت وہ مرتا ہے۔ اس کا روح انہی باغات
اور نہروں میں پھرتا اور نہاتا ہے اور میووں سے لطف اٹھاتا ہے (معاد)

رسولخدا نے حضرت علی علیہ السلام کو فرمایا حوض کوثر عرش اعظم کے نیچے
جاری ہے، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید شہد سے زیادہ میٹھا گھی سے
زیادہ نرم ہے اس کے کنکر زبرجد، یاقوت اور مرجان ہیں۔ اس کا گھاس زعفران
اور مٹی مشک اذفر ہے اس کے بعد آنحضرت نے اپنا ہاتھ امیر المومنین علیہ السلام
کے پہلو پر رکھا اور فرمایا اے علی یہ نہر میرے اور تمہارے لئے ہے اور
تمہارے محبوں کے لئے ہے (احسن الفوائد)

حسینیوں کے لئے ایک خصوصیت یہ بھی ہے۔ حضرت صادق آل محمد علیہم السلام

فرماتے ہیں وَ اِنَّ الْکَوْثَرَ لَاَشَدُّ فَرَحًا لِبَاکِ الْحُسَیْنِ۔ غم حسین میں رونے والا حوض کوثر پہ خوش و خرم وارد ہوگا اور حوض کوثر اس کو دیکھ کر خوش ہوگا (معاد)

ظہورِ عظمت آلِ محمد علیہم السلام

خلاق عالم جس طرح دوسری نعمتوں کا اظہار بروز قیامت فرمائے گا۔ اسی طرح عظمت و شان اور جلالت محمد و آلِ محمد علیہم السلام کا بھی اظہار فرمائے گا۔

لواء الحمد: ۔ عبداللہ بن سلام نے رسولخدا کی خدمت میں عرض کی۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لواء الحمد کی کیفیت کیا ہے آگاہ فرمائیں۔ آپ نے فرمایا اس کا طول ہزار برس کی راہ کے برابر ہوگا اس کا ستون سرخ یاقوت اور اس کا قبضہ سفید موتیوں کا اس کا پھریرا سبز زمرد کا ہوگا ایک پھریرا مشرق کی طرف دوسرا مغرب کی طرف اور تیسرا وسط میں اور ان کے اُوپر تین سطریں تحریر ہونگی

۱۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۲۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

۳۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ عَلِیٌّ وَّلِیُّ اللّٰہِ۔ ہر ایک سطر ہزار سال کے راہ کے برابر لمبی ہوگی۔ اُس نے پوچھا اس کو کون اُٹھائے گا۔

آپ نے فرمایا اس کو وہی اٹھائے گا جو دنیا میں میرا علم اٹھاتا رہا ہوگا یعنی علی ابن ابی طالب علیہ السلام جس کا نام اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی پیدائش سے پہلے لکھا۔ میں نے کہا آپ نے سچ فرمایا یہ بھی فرمائیں کہ اس کے سایہ میں کون ہونگے۔ فرمایا مومنین، دوستانِ خدا، خدا کے شیعہ، میرے شیعہ اور محب اور علی کے شیعہ اور

محب اس کے سایہ میں ہوں گے۔ پس ان کا حال اور انجام بہت اچھا ہے اور عذاب ہے اس شخص کے لئے جو علیؑ کے بارے میں مجھے یا علیؑ کو میرے بارے میں جھٹلائے یا اس مرتبہ میں جھگڑا کرے۔ جس میں خداوند عالم نے اس کو قائم کیا ہے۔

حضرت علی علیہ السّلام ساقی کوثر ہوں گے

وَاَنْتَ صَاحِبُ حَوْضِیْ ایک حدیث کے حصہ میں فرمایا۔ اے علیؑ تو ہی ساقیٔ کوثر ہے۔ خصال شیخ صدوقؒ میں جناب امیر المومنینؑ علیہ السّلام سے مروی ہے کہ میں حوض کوثر پر رسول خدا کے ساتھ ہوں گا۔ اور میری عترت بھی وہاں میرے ساتھ ہوگی۔ جو شخص ہماری ملاقات کا خواہشمند ہے اسے چاہیئے کہ ہمارے قول و فعل پر عمل کرے کیونکہ ہر گھر سے کچھ نجیب و شریف ہوتے ہیں۔ ہمارے لئے اور ہمارے محبوں کے لئے شفاعت ثابت ہے۔ پس حوض کوثر پر ہم سے ملاقات کرنے کی کوشش کرو۔ کیونکہ ہم وہاں سے اپنے دشمنوں کو ہٹائیں گے اور ہم اپنے محبوں کو سیراب کریں گے۔ جو شخص اس کا ایک گھونٹ پی لے گا۔ وہ ہرگز پیاسا نہ ہوگا۔

بخاری وغیرہ میں ہے کہ جب بعض اصحاب کو کوثر سے دور ہٹایا جائے گا تو رسول خداصلعم فرمائیں گے۔ یَا رَبِّ اَصْحَابِیْ اَصْحَابِیْ یا اللہ یہ تو میرے اصحاب ہیں۔ فَیُقَالُ اَتَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَکَ۔ تمہیں علم نہیں کہ انہوں نے تمہارے بعد کیا کیا۔ احداث و بدعات پھیلائے اسی طرح مسلم مع شرح نووی

ج ۲ ص ۲۴۹ بخاری ج ۲ ص ۹۷۵ پر موجود ہے (احسن الفوائد)

مقام محمود

تفسیر فرات بن ابراہیم کوفی میں حضرت صادق آل محمد علیہم السلام کے اسناد سے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک طویل حدیث میں مروی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ چونکہ خلاقِ عالم نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے۔ وَ عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۔ سے وہ ضرور پورا کرے گا اور بروزِ قیامت تمام لوگوں کو جمع کرے گا اور میرے لئے ایک منبر نصب کیا جائے گا۔ جس کے ہزار درجے ہوں گے اور ہر درجہ زبرجد زمرد یاقوت اور طلاء کا ہوگا۔ میں اسکے آخری درجہ پر چڑھ جاؤں گا۔ اس وقت جبرائیل آکر لواء الحمد میرے ہاتھ میں دے گا اور کہے گا یا محمدؐ یہ وہ مقام محمود ہے جس کا پروردگار عالم نے تجھ سے وعدہ کیا تھا اس وقت میں جناب علی علیہ السلام سے کہوں گا یا علیؑ تم اوپر چڑھو چنانچہ وہ منبر پر چڑھیں گے اور مجھ سے ایک درجہ نیچے بلا فصل بیٹھیں گے۔ تب میں لواء الحمد ان کے ہاتھ میں دے دونگا

علی علیہ السلام دوزخ اور بہشت کے بانٹنے والے ہیں

پھر میرے پاس رضوان جنت بہشت کی کنجیاں لے کر آئے گا اور میرے حوالہ کردیگا بعد ازاں جہنم کا خازن جہنم کی کنجیاں میرے حوالے کر دیگا، میں یہ کنجیاں حضرت علیؑ کے حوالے کر دونگا یا علی انت قسیم النار والجنۃ، اے علیؑ تو جنت اور جہنم کا تقسیم کرنیوالا ہے

اس وقت جنّت اور جہنّم میری اور علیؑ کی اس سے زیادہ فرمانبردار ہوگی۔ جتنی کوئی فرمانبردار دلہن اپنے شوہر کی اطاعت کرتی ہے اور اس آیت اَلْقِيَا فِي جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيدٍ کا یہی مطلب ہے۔ یعنی اے محمد و علی تم دونوں ہر کافر و سرکش کو جہنّم میں جھونک دو۔

شفاعت

تفسیر قمی میں جناب سماعہ سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت صادق آل محمد علیہم السّلام کی خدمت میں عرض کیا کہ قیامت کے دن جناب پیغمبر اسلام کی شفاعت کس طرح ہوگی؟ آپ نے فرمایا جب لوگ پسینہ کی کثرت سے مضطرب و پریشان ہو جائیں گے اس نفسی نفسی کے عالم میں لوگ تنگ آکر جناب آدم علیہ السّلام کی خدمت میں بغرض شفاعت حاضر ہوں گے وہ اپنے ترک اولیٰ کا عذر پیش کریں گے اور معذرت چاہیں گے پھر ان کی ہدایت کے مطابق جناب نوح علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ وہ بھی معذرت خواہی کریں گے۔ اسی طرح پر سابق نبی ان کو اپنے بعد والے نبی کی خدمت میں بھیجے گا۔ حتّٰی کہ جناب عیسٰی کی خدمت میں پہنچیں گے وہ ان کو سرکار ختمی المرتبت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہونے کا مشورہ دیں گے

چنانچہ لوگ ان کی خدمت میں اپنی مشکلات دور کرنے کی درخواست پیش کریں گے۔ آنجناب ان کے ہمراہ باب الرحمٰن تک تشریف لائیں گے اور وہاں سجدہ ریز ہو جائیں گے اس وقت ارشاد ربُّ العزّت ہوگا۔

اِرْفَعْ رَأْسَكَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَاسْئَلْ تُعْطٰی ہ اے حبیب سر اٹھاؤ اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت مقبول ہے اور جو کچھ مانگنا ہو مانگو تمہیں عطا کیا جائے گا (ائمہ کی شفاعت کے متعلق حساب کی فصل میں تفصیل گزر چکی ہے)

خصال شیخ صدوقؒ میں جناب رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ تین گروہ بارگاہ الٰہی میں شفاعت کریں گے، اور ان کی شفاعت قبول ہوگی، انبیاء، علماءؒ، اور شہداء (احسن الفوائد)

بحار الانوار جلد سوم میں ہے کہ رسول اکرم صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شیعانِ علیؑ کو حقیر نہ سمجھو ان میں سے ایک ایک شخص قبیلہ ربیعہ و مضر کی تعداد کے مطابق گنہگاروں کی شفاعت کرے گا۔

شفاعت کن لوگوں کی ہوگی؟

بحار الانوار میں ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا اِنَّ شَفَاعَتِیْ لِاَھْلِ الْکَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ فَاَمَّا الْمُحْسِنُوْنَ فَمَا عَلَیْھِمْ مِنْ سَبِیْلٍ. شفاعت میری امت کے ان لوگوں کے لئے ہے جو گناہانِ کبیرہ کے مرتکب ہوں گے اور جو نیکوکار ہیں وہ اس سے بے نیاز ہیں۔

جناب رسولؐ خدا صلعم نے فرمایا اَرْبَعَۃٌ اَنَا لَھُمْ شَفِیْعٌ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَلْمُکْرِمُ لِذُرِّیَّتِیْ وَالْقَاضِیْ لَھُمْ حَوَائِجَھُمْ وَالسَّاعِیْ فِیْ اُمُوْرِھِمْ وَالْمُحِبُّ لَھُمْ بِقَلْبِہٖ وَلِسَانِہٖ میں بروز قیامت چار شخصوں کی ضرور شفاعت کرونگا۔ ایک وہ

شخص جو میری ذریت کی عزت و توقیر کرے دوسرا وہ شخص جو میری ذریت کی حاجات پوری کرے۔ تیسرا وہ جوان کی مطلب براری کرنے میں کوشش کرے چوتھا وہ جو دل و زبان سے ان کے ساتھ محبت کرے۔ (صواعق)

ایک اور جگہ صادق آل محمد علیہم السلام نے فرمایا لَا تَنَالُ شَفَاعَتُنَا مَنْ اِسْتَخَفَّ بِصَلٰوتِہٖ جو شخص نماز کو حقیر سمجھے اس کو ہماری شفاعت نصیب نہ ہوگی۔

جناب باقر العلوم فرماتے ہیں۔ اِنَّمَا شِیْعَتُنَا مَنْ تَابَعَنَا وَلَمْ یُخَالِفْنَا ہمارا شیعہ وہ ہے جو ہماری تابعداری کرے اور ہماری مخالفت نہ کرے اگر واجبات کی بجا آوری اور محرمات کی پرواہ نہ کی تو وہ شیعانِ علیؑ کی فہرست سے خارج ہو جائے گی اور وہ شفاعت کا بھی حقدار نہیں رہے گا۔ (احسن الفوائد)

بس مختصر یہ کہ اہل ایمان کو ہمیشہ خوف و امید کے درمیان رہنا چاہیئے جو مومنین کی صفت ہے ارشاد قدرت ہے۔ وَیَرْجُوْنَ رَحْمَتَہٗ وَیَخَافُوْنَ عَذَابَہٗ وہ خدا کی رحمت کی اُمید رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ (معاد)

اعراف

۱۔ اخبار اہلبیت علیہم السلام کی بناء پہ اعراف صراط پر وہ بلند مقام ہے جس پر محمدؐ و آل محمد علیہم السلام تشریف فرما ہوں گے۔ ہر شیعہ اور محب اہل بیت ہر شیعہ اور محب اہل بیت کی پیشانی سے نور ساطع ہوگا۔ گویا وہ پُل صراط پہ سے گزرنے

کے لئے ولایت علی کا ٹکٹ ہے۔ صواعق میں ہے لَا یَجُوْزُ اَحَدُ الصِّرَاطَ اِلَّا مَنْ کَتَبَ لَهٗ عَلِیٌّ الْجَوَاز کوئی شخص اس وقت تک پل صراط سے نہیں گزر سکتا جب تک کہ اسکے پاس علی علیہ السلام کا ٹکٹ نہ ہوگا۔

قرآن مجید میں ہے وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ یعنی اعراف پر کچھ لوگ ہوں گے۔ یہاں رجال سے مراد جناب محمد مصطفےٰ اور حضرت علی علیہ السلام ہیں یَعْرِفُوْنَ کُلًّا تمام صراط پر گزرنے والوں کو پہچانتے ہوں گے بِسِیْمٰهُمْ اُن کے چہرہ کی نشانیوں سے۔

۲۔ اعراف کی دوسری تفسیر یہ کی گئی ہے کہ یہ ایک دیوار ہے جیسا کہ سورہ حدید میں ارشاد قدرت ہے جس دن تم مومن مردوں اور عورتوں کو دیکھو گے کہ ان کے ایمان کا نور ان کے آگے آگے اور داہنی طرف چل رہا ہوگا تو ان سے کہا جائے گا تم کو بشارت ہو کہ آج تمہارے لئے وہ باغ ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں اور تم ان میں ہمیشہ رہو گے یہی تو بڑی کامیابی ہے۔ اس دن منافق مرد اور عورتیں ایمانداروں سے کہیں گے ایک نظر ہماری طرف بھی کرو کہ ہم بھی تمہارے نور سے کچھ روشنی حاصل کریں۔ ان سے کہا جائے گا کہ تم پیچھے دنیا میں لوٹ جاؤ اور وہیں کسی اور نور کی تلاش کرو۔ فَضُرِبَ بَیْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ بَاطِنُهٗ فِیْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ پھر ان کے درمیان ایک دیوار کھڑی کر دی جائے گی جس میں ایک دروازہ ہوگا اور اُس کے اندر کی جانب رحمت اور باہر کی طرف عذاب ہوگا۔

اس کی تفسیر میں کہا گیا ہے کہ وہ نور عقائد اور ولایتِ آلِ محمدؐ کا نور ہو گا۔
اور یہ نور ہر ایک کی معرفت اور عقائد کے درجے کے مطابق ہو گا اور وہ دائیں طرف
ہو گا اور بعض کا نور اتنا روشن ہو گا کہ وہ بمشکل اپنے قدموں کی جگہ دیکھ سکے گا
بعض کا نور حدِ نظر سے بھی زیادہ ہو گا۔ بعض کا اتنا کمزور کہ کبھی ختم ہو جائے گا۔
اور کبھی روشن وہ حیران و پریشان آوازیں دیں گے۔ رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا
پروردگارا ہمارا نور کامل فرما تاکہ ہم منزل تک پہنچ سکیں۔ اس جگہ کسی دوسرے
کا نور کام نہیں دے گا۔ منافقین اور گناہ گار خواہش کریں گے کہ وہ ان کے انوار
سے فائدہ اٹھائیں مگر کوئی فائدہ نہ ہو گا اور ان کے درمیان دیوار حائل کر دی جائے گی
اور یہی اعراف ہے۔

يُنَادُوْنَ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَاۗءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ (الحدید) منافقین مومنین سے
پکار کر کہیں گے (کیوں بھائی) کیا ہم کبھی تمہارے ساتھ نہ تھے مومنین کہیں گے تھے
تو ضرور مگر تم نے خود اپنے آپ کو بلا میں ڈالا اور ہمارے حق میں گردشوں کے
منتظر رہے اور دین میں شک کیا اور تمہیں تمہاری تمناؤں نے دھوکے میں رکھا یہاں تک
کہ خدا کا حکم آ پہنچا اور شیطان نے خدا کے بارے میں تمہیں فریب دیا۔ اب کوئی
چارہ نہیں تمہاری جگہ آگ ہے۔

۲۔ اعراف جنت اور جہنم کے درمیان وہ جگہ ہے جہاں مستضعفین، سیدھے سادے
بے حقیقت اور سادہ لوح عورتیں، دیوانے اور نابالغ بچے، نیز وہ لوگ جو دو نیکیوں

کے درمیان کے زمانہ میں ہوں جس کو زمانہ فترت کہا گیا ہے یا وہ لوگ جن کو ظہور حجت کا علم نہیں ہوا یہ تمام اس جگہ ہوں گے کہ وہاں بہشتیوں کی طرح نعمتیں اور خوشی نہیں ہے لیکن عذاب میں مبتلا بھی نہیں۔ شیخ سعدی نے خوب نقشہ کھینچا ہے :۔

حوران بہشتی را دوزخ بود اعراف
از دوزخیاں پرس کہ اعراف بہشت است

حوران بہشت کے نزدیک اعراف دوزخ ہے لیکن اگر دوزخیوں سے پوچھا جائے تو وہ کہیں گے اعراف جنت ہے۔

فصل نہم

پُلِ صراط

یہ بھی آخرت کی اُن ہولناک منازل میں سے ایک ہے جن پر اجمالاً اعتقاد رکھنا ہر مسلمان کے لئے فرض اور ضروریات دین میں سے ہے۔

صراط لغت میں بھی بمعنی راستہ ہے اور اصلاح شرع میں وہ راستہ مراد ہے جو جہنم کے اُوپر سے گذرتا ہے۔

ایک روایت میں معصوم سے منقول ہے کہ پل صراط بال سے زیادہ باریک تلوار سے زیادہ تیز اور آگ سے زیادہ گرم ہے خالص مومن اس پر سے بجلی کی

طرح تیز گذر جائیں گے۔ بعض لوگ بڑی مشکل کے ساتھ گذریں گے۔ بالآخر نجات پائیں گے اور بعض لوگ پھسل کر جہنم میں گر پڑیں گے۔ یہ پل صراط دنیا کے صراطِ مستقیم کا نمونہ ہے جو حضرت امیرالمومنین اور آئمہ طاہرین کی اطاعت اور پیروی ہے جو شخص دنیا میں صراط مستقیم (اہلبیت رسولؐ) سے گفتار و کردار کے ذریعہ عدول کرتے ہوئے باطل کی طرف مائل تھا وہ بروز قیامت بطور سزا پل صراط سے پھسل کر جہنم میں گر پڑے گا۔ سورہ حمد میں صراط مستقیم سے دونوں کی طرف اشارہ ہے۔ (اہل بیت کا راستہ اور پل صراط) علامہ مجلسیؒ اپنی کتاب حق الیقین میں عقائد شیخ صدوق کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ روز قیامت کے متعلق عقیدہ اور نظریہ یہ ہے کہ ہر عقبہ اپنے نام علیحدہ ایک فرض اور واجب رکھتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی میں سے ہیں۔ پس جو شخص قیامت کے روز اس عقبہ میں پہنچے گا جو اس واجب کے نام سے موسوم ہے۔ اگر اس شخص سے اس واجب میں تقصیر واقع ہوئی ہوگی تو اس کو عقبہ میں ہزار سال منتظر بند رکھا جائے گا پھر وہ اس واجب کو حق خدا سے طلب کرے گا۔ اگر وہ شخص اپنے سابقہ نیک اعمال کی بدولت یا خدا کی رحمت و بخشش کے سہارے سے نجات اور چھٹکارا پائے گا تو پھر دوسرے عقبہ میں پہنچے گا

اسی طرح یکے بعد دیگرے عقبات عبور کرتا رہے گا اور ہر عقبہ سے اس متعلقہ واجب کے متعلق سوال ہوگا۔ پس اگر تمام سے سلامتی کے ساتھ پورا اترے گا تو وہ آخر کار دارُ البقاء میں پہنچ جائے گا اور اس جگہ اسے ایک ایسی زندگی نصیب ہوگی جس میں اسے کبھی موت نہ آئے گی اور اس میں بغیر محنت اور

تکلیف کے آرام وسکون پائے گا ـــ اور اللہ تعالیٰ کے جوارِ رحمت میں ـــ انبیاء،
صدیقین حجج اللہ اور بندگانِ خدا میں صالحین کے ساتھ رہے گا۔ لیکن اگر کوئی شخص
کسی عقبہ میں اس کے متعلقہ واجب میں کوتاہی کے باعث بند کر دیا گیا تو اس
کو سابقہ نیکیاں اگر اپنے حق کے ذریعہ نجات نہ دلا سکیں تو وہ اللہ کی رحمت سے
بھی محروم رہے گا اور اس کے پاؤں پھسلیں گے اور جہنم میں گر پڑے گا۔

حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی گئی ہے کہ جب یہ آیت نازل کی گئی۔
وَجِیْٓءَ یَوْمَئِذٍۭ بِجَهَنَّمَ یعنی اس روز جہنم کو لایا جائے گا (سورہ فجر آیت ۲۳)
اس آیت کے معنی آنحضرتِ رسولِ اکرم صلعم سے دریافت کئے گئے تو آپ نے
فرمایا کہ جبرائیل نے مجھے بتایا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اوّل سے لے کر آخر تک ہر چیز
کو قیامت کے دن اکٹھا کرے گا تو ایک لاکھ فرشتے بڑی تکلیف اور مصیبت کے
ساتھ ہزار ڈوریوں کے ساتھ جہنم کو لائیں گے اور جہنم کے اندر بڑا جوش و خروش اور
توڑنے پھوڑنے کی سخت آواز ہوگی، پس اس وقت اس سے ایک ایسی ہولناک آواز
نکلے گی کہ جس آواز اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے حساب لینے کے لئے روک رکھا ہے
اور تمام ہلاک ہو جائیں گے اور ہر انسان، فرشتے اور پیغمبر فریاد کر رہے ہوں گے
رَبِّ نَفْسِیْ نَفْسِیْ یعنی اے اللہ مجھے اپنی پناہ دے۔ اور ہر پیغمبر اپنی اُمّت
کے بارے میں دعا کرے گا رَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ پس وہ پیغمبر اپنی اُمّت کو لے
کر اس پل پہ گذرے گا جو اس پہ رکھی جائے گی کسی کو اس پہ سے گذرنے کے
سوا چارہ نہ ہوگا قرآن میں ہے۔

وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا

ثُمَّ نُنَجِّی الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِیْنَ فِیْهَا جِثِیًّا تم میں سے ایسا کوئی بھی نہیں جو جہنم پر سے ہو کر نہ گزرے (کیونکہ پل صراط اسی پر ہے) یہ تمہارے پروردگار پر حتمی اور لازمی (وعدہ) ہے۔ پھر ہم پرہیزگاروں کو بچائیں گے اور گناہگاروں کو گھٹنوں کے بل اس میں چھوڑیں گے۔ فرمایا اس راستہ پر سات عقبات ہیں ہر عقبہ کیلئے ایک مُوقف ہے اور ہر موقف ستر ہزار فرسخ کا ہے۔ اور ہر عقبہ پر ستر ہزار فرشتے مامور ہیں تمام لوگ ان ساتوں عقبات سے گزریں گے۔

عقبہ اوّل

صلہ رحمی، امانت اور ولایت ہے

جس شخص نے دنیا میں والدین سے رحمت قطع کی ہو گی وہ دنیا میں کم عمر ہو گا۔ اس کے مال میں برکت نہ ہو گی اور آخرت میں اسے پل صراط پر پہلے موقف میں روک لیا جائے گا اور قطع رحمی حائل ہو گی۔ قرآن میں اسی کی تنبیہ وارد ہے وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَاءَلُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ ۔ اگر تمہارا کوئی رشتہ دار بیمار ہو تو اس کی عیادت کرو اگر محتاج ہے تو اس کی دستگیری کرو اس کی حاجت روائی کرو۔ اور مخصوص ایام میں جیسے عید وغیرہ اس کی ملاقات کرو۔

دوسرا موقف امانت ہے البتہ امانت مال کے ساتھ ہی مختص نہیں بلکہ اگر کسی نے یہ کہا کہ یہ بات تیرے پاس امانت ہے کسی سے نہ کہنا۔ اگر اس نے کسی

شخص کو بتادی تو اس نے خیانت کی (اَلْمَجَالِسُ بِالْاَمَانَۃِ) اگر کسی کو رسوا کیا تو اس کے ساتھ خیانت کی ۔ یا اگر کسی نے تمہارے گھر مال گروی رکھا اور وعدہ پر تم نے واپس نہ کیا تو یہ بھی خیانت ہے اور یہی اجارہ کا حال ہے کہ اگر مدت اجارہ ختم ہونے کے بعد اس کو واپس نہ کیا تو خیانت ہے ۔

ثقۃ الاسلام حسین بن سعید اہوازی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت ابوذرؓ کو خوشخبری دی کہ تیرے بیٹے بہت سے گوسفند لائے ہیں اور تیرے مال میں اب اضافہ ہو گیا ہے ۔ تو ابوذرؓ نے کہا ان کی زیادتی میرے لئے خوشی کا باعث نہیں ہے اور نہ ہی میں اسے اچھا سمجھتا ہوں کیونکہ میں تو بقدرِ کفایت اور کم چیز کو پسند کرتا ہوں تاکہ زیادہ کی فکرِ حفاظت مجھے مشغول نہ رکھے اور غافل نہ ہو جاؤں کیونکہ میں نے پیغمبر خدا سے سن رکھا ہے کہ قیامت کے دن پلصراط کے دونوں طرف رحم اور امانت ہوگی ۔ جب صلہ رحمی کرنے والا اور امانتوں کا ادا کرنے والا شخص پلصراط سے گزرے گا تو اسے ان کی طرف نہ گزارا جائے گا تاکہ وہ آتش میں نہ گر پڑے

دوسری روایت میں ہے کہ اگر خیانت کرنے والا اور قطع رحمی کرنے والا گزرے گا تو ان دونوں خصلتوں کی موجودگی میں کوئی دوسرا عمل صالح اسے فائدہ نہ دے گا اور پل صراط سے جہنم میں گر پڑے گا ۔

ولایت

اسی عقبہ میں تیسرا موقف ولایت ہے اس کے متعلق سنی شیعہ کی کتابوں میں بے شمار روایات موجود ہیں کہ ولایت سے مراد ولایتِ علی علیہ السلام ہے ۔ تفسیر ثعلبی وغیرہ میں ہے آیت وَقِفُوْھُمْ اِنَّھُمْ

مَسْئُوْلُوْنَ ان کو ٹھہراؤ ابھی ان سے کچھ پوچھنا ہے۔ مَسْئُوْلُوْنَ عَنْ وِلَایَۃِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِب۔ کہتے ہیں کہ ان کو اس وقت تک روکا جائے گا جبتک کہ اس ولایت علی علیہ السلام کے بارے میں نہ پوچھ لیا جائے کہ دنیا میں دل و زبان سے عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰہِ کا اقرار و اعتقاد رکھتے تھے یا نہ۔

علامہ حموینی اور طبری جو کہ دونوں اہلسنت کے اجل علماء میں سے ہیں۔ رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا اے علیؑ جو شخص تیری ولایت کا منکر ہوگا وہ صراط سے رد کیا جائے گا۔ اور صواعق محرقہ میں ہے کہ جس کے پاس ولایتِ علیؑ کا پاسپورٹ ہوگا وہ گذر جائے گا اس بارے میں روایات بے شمار ہیں جن کو اختصار کی وجہ سے ذکر نہیں کیا جاتا

عقبہ دوم

(الصَّلٰوۃ)

اس عقبہ میں نماز واجب یومیہ و نماز آیات و قضاء کے لئے ٹھہرایا جائے گا۔ جس کے متعلق پہلے حساب کے باب میں ذکر گذر چکا ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی آخری وصیت یہ تھی لَا تَنَالُ شَفَاعَتُنَا مَنِ اسْتَخَفَّ الصَّلٰوۃَ۔ قرآن میں ہے۔ فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ صَلَاتِھِمْ سَاھُوْنَ

الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ۔ ان نمازیوں کی تباہی ہے جو اپنی نماز سے غافل ہیں اور جو دکھاوا کرتے ہیں۔ تارک نماز پیاسہ مرتا ہے پیاسہ قبر سے اٹھتا ہے تمام لوگوں کو چاہیئے کہ وہ خود عمل کریں اور دوسروں کو تاکید کریں۔ اپنے بچوں کو بلوغ سے قبل عادی بنائیں کیونکہ اس عمل کا پھل بچے کے والدین کو بھی ملے گا۔ جو بچہ والدین کی کوشش سے اعمال بجالاتا ہے بلوغ سے قبل کے اعمال کا ثواب والدین کو ملتا ہے۔ بلوغت کے بعد ان کے اپنے نامہ اعمال میں درج ہوتا ہے ایک پیغمبر اپنے اصحاب کے ساتھ ایک قبر کے پاس سے گزرے تو آپ نے فرمایا جلدی گزر جاؤ کیونکہ صاحب قبر پر عذاب ہو رہا ہے۔ سال کے بعد جب دوبارہ گزر ہوا تو وہاں عذاب ختم ہو چکا تھا۔ عرض کی پروردگارا کیا ہوا اب یہ میت معذب نہیں ہے۔ ندا آئی اس شخص کا ایک نابالغ بچہ تھا اس کو مکتب میں بھیجا گیا اور استاد نے اس کو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھائی جس وقت اس کے بیٹے نے مجھے رحمٰن ورحیم کی صفات سے یاد کیا تو میں نے اس کے والدین سے عذاب ختم کر دیا کیونکہ وہ بچے کی خلقت کیلئے واسطہ تھے مجھے حیا آیا کہ وہ مجھے رحمان ورحیم کی صفات سے یاد کرے اور میں اس کے والدین پر عذاب کروں يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اے ایمان والو! اپنے نفسوں کو اور اہل وعیال کو آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں پھر اس کے بعد اپنے قریبی رشتہ داروں کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ذریعہ ڈراؤ۔

اگر کسی شخص نے ایک درہم کے برابر خمس یا زکوٰۃ مستحقین کو ادا نہ کی ہوگی تو اس کو اس عقبہ میں روک لیں گے اور مانع الزکوٰۃ کے بارہ میں روایت ہے

کہ حضور نے فرمایا ہے اس کی گردن میں اقرع اژدہا لپٹا ہوا ہوگا (اقرع اس اژدہا کو کہتے ہیں جس کے بال زہر کی زیادتی وجہ سے گر گئے ہوں) دوسری روایت میں ہے کہ جو شخص زراعت کی زکوٰۃ نہ دیتا ہوگا۔ اس کی گردن میں اس زمین کے ساتوں طبقات کا طوق ہوگا اور اسی طرح ولی العصر عجل اللہ فرجہ کا جب ظہور ہوگا تو زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کو قتل کر دیں گے اور جو سونا چاندی مسکوک کا ذخیرہ ہوگا تو بروز قیامت ان درہم و دینار کو آگ میں سرخ کر کے اس کی پیشانی اور پہلو کو داغا جائے گا۔ يَوْمَ يُحْمَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هَٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ

سورہ ۹ آیت ۳۵

زکوٰۃ مال اور زکوٰۃ بدن (فطرہ) میں کوئی فرق نہیں ہے۔

خمس کے بارے میں احکام بہت سخت ہیں۔ اور بے شمار روایات موجود ہیں صرف ایک روایت پر جو کافی وغیرہ میں حضرت صادق علیہ السلام سے مروی ہے پر اکتفا کرتا ہوں آپ نے فرمایا اس روز سخت ترین وقت وہ ہوگا جبکہ مستحقین خمس اس شخص کے دامن کو پکڑ کر اپنے حق کا مطالبہ کریں گے اور اس موقف سے اسے روک لیں گے جبتک کہ وہ شخص مطالبہ کو پورا نہ کر دے گا۔ ایسے شخص کے لئے کس قدر تکلیف وہ حالات ہوں گے جبکہ شفاعت کرنے والے بھی اس سے خمس کا مطالبہ کریں گے اور اس کے خلاف ہوں گے۔

عقبہ چہارم

الصّوم

چوتھے عقبہ میں روزہ حائل ہوگا اگر اس فریضہ کو ادا کرتا رہا تو آسانی سے گذر جائے گا ورنہ روک لیا جائے گا (الصَّوْمُ جُنَّةٌ) روزہ آگ کے لئے ڈھال ہے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک افطار کے وقت اور دوسرے عِنْدَ لِقَاءِ اللّٰہِ اور وہ صراط پر سے آسانی کے ساتھ گذر جائے گا اور بارگاہ احدیت میں پہنچ جائے گا۔

عقبہ پنجم

الحجّ

اگر کسی شخص کے لئے اس کی عمر میں حج واجب ہو جائے اور تمام شرائط بھی پوری ہو جائیں اور حج ادا نہ کرے تو اسے اس موقف میں روک دیا جائے گا بلکہ حدیث میں ہے کہ ـــــ موت کے وقت کہا جاتا ہے " مُت يَهُوْدِيًّا اَوْ نَصْرَانِيًّا کہ تم یہودی یا نصرانی تمہارے اسلام سے کوئی واسطہ

نہیں۔ ا۔ مانع زکوٰۃ ۲۔ حج نہ ادا کرنے والے ہیں۔ قرآن مجید میں تارک حج کو کافر کہا گیا ہے۔ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ اور لوگوں پر واجب ہے کہ محض خدا کے لئے خانہ کعبہ کا حج کریں۔ جنہیں وہاں تک پہنچنے کی استطاعت ہے (قدرت ہو) اور جس نے باوجود قدرت حج سے انکار کیا تو یاد رکھو خدا سارے جہاں سے بے پرواہ ہے۔

عقبہ ششم

الطّہارۃ

حضرت ابن عباس کی روایت کے مطابق الطہارت الثلاث ہے اس سے مراد۔ وضو، غسل اور تیمم ہے اور بعض اس سے مراد مطلق طہارت لیتے ہیں اگر کوئی شخص طہارت کا لحاظ نہیں رکھتا، خاص طور پر مرد اور عورتیں جو جنابت کا غسل مکمل شرائط کے ساتھ وقت پر انجام نہیں دیتے۔ ان کو اس موقف پر روکا جائے گا۔ عورتوں کو چاہیئے کہ باقی اغسال کو بھی اپنے وقت پر انجام دیں اور غفلت سے کام نہ لیں جیسا کہ جہلا میں رواج ہو چکا ہے۔ بلکہ نجاسات سے پرہیز نہ کرنے والے کو قبر میں بھی فشار ہوتا ہے جیسا کہ اس باب میں روایت نقل کی گئی ہے۔

عقبۂ ہفتم
مظالم

اس کو کبھی عقبہ عدل کے ساتھ اور کبھی حقوق الناس کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے اور قرآن مجید میں اسی عقبہ کے متعلق کہا گیا ہے: "اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ" بیشک تیرا رب تیری گھات میں ہے (سورۂ فجر) اس کی تفسیر میں کہا گیا ہے کہ لوگ پل صراط پر سے اس طرح گذریں گے کہ بعض ہاتھوں سے پکڑ رہے ہوں گے۔ بعض کا ایک پاؤں پھسل رہا ہوگا اور وہ دوسرے پاؤں کا کا سہارا لیتے ہوں گے اور ان لوگوں کے اردگرد فرشتے کھڑے ہونگے اور دعا کر رہے ہوں گے خداوند تو بڑا حلیم اور بُردبار ہے۔ اپنے فضل وکرم سے انہیں معاف فرما اور سلامتی کے ساتھ گزار دے۔ اس وقت لوگ چمگادڑوں کی طرح جہنم میں گر رہے ہوں گے جو شخص اللہ تعالیٰ کی رحمت کے ذریعہ نجات پا گیا وہ پل صراط سے پار ہو جائے گا اور کہے گا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمات کو میرے اعمال صالحہ کے ذریعہ پورا کیا اور ان نیکیوں میں اضافہ فرمایا میں شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے اپنے فضل وکرم سے مجھے نجات دی جبکہ میں مایوس ہو چکا تھا۔ اس میں شک نہیں کہ پروردگار عالم اپنے بندوں کے گناہ معاف کرنے والا ہے اور نیک اعمال کو سراہنے والا ہے۔

اگر کسی نے کسی شخص کو بیجا تکلیف دی ہو گی تو وہ پانچ سو سال تک اس

موقف میں بند رہے گا اور اس کی ہڈیاں گل جائیں گی۔

جس نے کسی کا مال کھایا ہو گا۔ چالیس سال تک اسی جگہ قید رہے گا پھر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ بعض روایات میں ہے کہ ایک درہم کے مقابلہ میں ظالم کی سات ہزار رکعت مقبول نمازیں مظلوم کو دی جائیں گی۔ مزید تفصیلات فصل حساب میں گذر چکی ہیں۔

حکایت

علامہ بہاء الدین سید علی بن سید عبد الکریم نیلی نجفی جن کی تعریف جسقدر ہو کم ہے اور جو فخر المحققین شیخ شہید کے شاگرد ہیں اپنی کتاب انوار المضیہ کے باب فضائل امیر المومنین میں یہ حکایت اپنے والد سے نقل کرتے ہیں۔ کہ ان کے آبائی گاؤں نیلہ میں ایک آدمی رہتا تھا جو وہاں کی مسجد کا متولی تھا ایک دن وہ گھر سے باہر نہ نکلا اور اسے باہر بلایا گیا مگر اس نے عذر خواہی کی۔ جب اس کے عذر کی تحقیق کی گئی تو معلوم ہوا کہ اس کا بدن آگ سے جل گیا ہے سوائے رانوں کے جوڑ زانوؤں تک محفوظ ہیں اور وہ درد والم کی وجہ سے بے قرار ہے اس سے جلنے کا سبب پوچھا گیا تو اس نے کہا میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت برپا ہے اور لوگ سخت تکلیف میں ہیں کیونکہ زیادہ لوگ جہنم کی طرف اور بہت تھوڑے جنت کی طرف جا رہے ہیں اور میں ان لوگوں میں سے تھا جنہیں جنت کی طرف بھیجا گیا جونہی میں بہشت کی طرف جانے لگا تو میں ایک طویل وعریض پل پر پہنچا جسے لوگ پل صراط کہتے تھے۔ پس میں اس پر سے گذرنے لگا جتنا عبور کرتا گیا اس کا عرض کم اور لمبائی زیادہ ہوتی گئی حتیٰ کہ میں ایسی جگہ پر پہنچ

گیا جہاں سے وہ تلوار سے زیادہ تیز تھی اور اس کے نیچے ایک عظیم وادی ہے جس میں سیاہ آگ ہے اور آگ سے چنگاریاں پہاڑوں کی طرح نکل رہی تھیں اور بعض لوگ بچ نکلتے تھے اور بعض لوگ آگ میں گر جاتے تھے ۔ اور میں ایک سے دوسری طرف اس شخص کی طرح مائل ہوتا جس کی خواہش یہ ہو کہ جلدی سے اپنے آپ کو پلصراط کے آخر تک پہنچائے ۔ بالآخر میں پل کی اس جگہ پر پہنچا۔ جہاں میں اپنی حفاظت نہ کر سکا اور اچانک آگ میں گر پڑا۔ یہاں تک کہ آگ کی انتہائی گہرائی میں پہنچ گیا۔ وہاں آگ کی ایک ایسی وادی تھی کہ میرا ہاتھ نیچے نہیں لگتا تھا اور آگ مجھے نیچے سے نیچے لے جا رہی تھی ۔ میں نے استغاثہ نہ کیا اور میری عقل مجھ سے ختم ہو رہی تھی ۔ اور ستر سال کی راہ کے برابر نیچے چلا گیا ۔ پس مجھے الہام ہوا اور میں نے یَا عَلِی ابنِ ابی طالب اَغِثْنِی یَا مَوْلَایَ یا امیرالمومنین کہا تو وادی کے کنارے ایک شخص کو کھڑا دیکھا ۔ میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ یہی علی ابن ابی طالب ہیں ۔ میں نے کہا اے میرے آقا امیرالمومنینؑ تو آپ نے فرمایا اپنا ہاتھ ادھر لا ۔ پس میں نے اپنا ہاتھ حضرت علی علیہ السّلام کی طرف کیا آپ نے مجھے کھینچ کر باہر وادی کے کنارے پر نکال لیا ۔ پھر آپ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے ان دونوں رانوں سے آگ کو علیحدہ کیا اور میں خوف سے بیدار ہو گیا اور اپنے آپ کو ایسا پایا جیسا اب تم بھی دیکھ رہے ہو اور میرا بدن سوائے اس جگہ کے جہاں امام علیہ السّلام نے ہاتھ پھیرا تھا ۔ آتش زدہ ہے ۔ پس اس نے تین ماہ تک مرہم پٹی کی ۔ تب کہیں جا کر جلی ہوئی جگہ اچھی ہوئی بعد ازاں جس سے بھی اس حکایت کو نقل کرتا وہ بخار میں مبتلا ہو جاتا ۔ اور بہت

کم محفوظ رہتے ۔ انتہی

آسانی پُل صراط کے لئے

پُل صراط سے گذرنے میں آسانی پیدا کرنیوالے چند اعمال

اوّل :۔ صلہ رحمی اور امانت کے علاوہ جو کچھ گزرا سیّد بن طاؤس کتاب اقبال میں روایت کرتے ہیں کہ جو شخص ماہ رجب کی پہلی رات مغرب کی نماز کے بعد حمد اور توحید کے ساتھ بیس ۲۰ رکعت نماز بہ دو سلام پڑھے تو وہ شخص اور اس کے اہل و عیال عذاب قبر سے محفوظ رہیں گے اور وہ بغیر حساب کے بجلی کی طرح پُل صراط پر سے گذر جائے گا۔

دوم :۔ مروی ہے کہ جو شخص ماہ رجب میں چھ روزے رکھے وہ روزِ قیامت امن میں ہوگا اور بغیر حساب پلصراط سے گزرے گا۔

سوم :۔ مروی ہے کہ جو شخص شب انتیس ۲۹ شعبان کو دس رکعت نماز با دو سلام اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں ایک دفعہ سورہ حمد دس دفعہ اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ دس مرتبہ معوذتین اور دس مرتبہ سورہ توحید پڑھے تو حق تعالیٰ اسے مجتہدین کا ثواب عطا کرے گا۔ اور اس کی نیکیاں وزنی ہوں گی اور حساب کو اس کے لئے آسان فرمائے گا اور وہ پلصراط پر سے بجلی کی چمک کی طرح گزر جائے گا۔

چہارم :۔ فصل سابق میں گزر چکا ہے کہ جو شخص حضرت امام رضا علیہ السّلام کی

زیارت دُور دراز سے کرے گا تو امام علیہ السّلام تین جگہوں پر اس کے پاس تشریف لائیں گے اور روزِ قیامت کی ہولناکیوں سے اُسے نجات دلائیں گے جن میں سے ایک پلصراط بھی ہے۔

فصل دھم

جنّت و دوزخ

جنّت

جنّت جنّت لغوی معنی درختوں سے ہرا بھرا باغ ہے زمین پر ہو یا آسمان پر (منجد) اصطلاحِ شریعت میں وہ جگہ جو پروردگار عالم نے آخرت میں مومنین اور نیک لوگوں کے لئے خلق فرمائی ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ صفات الشیعہ میں امام جعفر صادق علیہ السّلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا لَيْسَ مِنْ شِيْعَتِنَا مَنْ اَنْكَرَ اَرْبَعَةَ اَشْيَاءَ الْمِعْرَاجِ وَالْمَسْأَلَةَ فِي الْقَبْرِ وَخَلْقُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَالشَّفَاعَةَ جو شخص چار چیزوں کا انکار کرے، وہ ہمارے شیعوں میں سے نہیں ہے ا۔ معراج جسمانی ۲۔ قبر میں سوال و جواب کا ہونا ۳۔ جنّت و جہنّم کا مخلوق ہونا ۴۔ شفاعت قرآن مجید کی آیات واضح طور پر جنّت و دوزخ کے مخلوق ہونے پر دال ہیں۔

جیسے اُعِدَّت للمتقین ۔ جنت متقیوں کے لئے مہیا کی گئی ہے ۔ اُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ جنت متقی لوگوں کے لئے آراستہ کی گئی ہے ۔ اس کی حقیقت اور جنت کی تفصیل کا سمجھنا اس دنیا والوں کے لئے محال ہے ۔ بس اجمالی عقیدہ رکھنا چاہئیے اور باریکیوں میں جانے کی ضرورت نہیں کہ وہ کہاں ہے ؟ کیسی ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسا کہ رحم مادر میں بچہ کے لئے اس دنیا کی اطلاع قرآن مجید میں ہے ۔ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَاءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (السجدہ) ان لوگوں کی کارگزاریوں کے بدلے میں کیسی کیسی آنکھوں کی ٹھنڈک ان کے لئے ڈھکی چھپی رکھی ہے اس کو تو کوئی شخص جانتا ہی نہیں (مقبول)

قرآن پاک میں جنت کی نعمتوں کے متعلق ارشاد ہے ۔ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَاۗءُوْنَ وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ جنتیوں کے لئے ہر وہ چیز وہاں موجود ہوگی جس کی وہ خواہش کریں گے اور ہمارے پاس اس سے زیادہ ہے ۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا ۔ وَهُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ جنتی لوگوں کو جس چیز کی خواہش ہوگی : ان کے پاس ہمیشہ ہوگی مختصر یہ کہ وہ جگہ ہے ۔ جہاں ناکامی اور تکلیف نہیں ہے ۔ کمزوری مرض اور بڑھاپا نہیں سستی اور بے آرامی کا وجود تک نہیں ۔ وہاں ہر حیثیت سے مطلقاً سلامتی اور سکون ہے ۔ اسی وجہ سے اس کا دوسرا نام دارالسلام ہے ۔

جنتیوں کی سلطنت

جنت ان کی حقیقی سلطنت ہے جس پر ان کو پوری قدرت اور اختیار ہوگا اور جو کچھ وہ چاہیں

لگے ہو جائے گا۔ نافرمانی نہ ہو گی۔ اِنَّ اَھْلَ الْجَنَّۃِ مُلُوْکٌ بیشک جنتی لوگ درحقیقت بادشاہ ہیں۔ سورہ دھر میں ارشاد قدرت ہے۔ وَ اِذَا رَاَیْتَ ثَمَّ رَاَیْتَ نَعِیْمًا وَّمُلْکًا کَبِیْرًا جب تم وہاں نگاہ اٹھاؤ گے تو ہر طرح کی نعمتیں اور عظیم الشان سلطنت پاؤ گے (فرمان علی)

بعض روایات میں ہے کہ ادنیٰ بہشتی جب اپنی جنت کی ملکیت کو دیکھے گا تو وہ ہزار برس کی راہ کے مطابق پائے گا جس میں ملائکہ بھی اس مومن کی اجازت کے بغیر نہ جاسکیں گے۔

جنّت کا طول وعرض

وَجَنَّۃٍ عَرْضُھَا کَعَرْضِ السَّمَآءِ اور جنّت کی چوڑائی زمین و آسمان کے اندازے کے برابر ہے۔

منقول ہے کہ جبرائیل نے ایک دن ارادہ کیا کہ جنت کا طول معلوم کرے تیس ۳۰ ہزار سال اڑا آخر تھک گیا اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگی اور قوت طلب کی تیس ۳۰ ہزار مرتبہ اور ہر مرتبہ تیس ۳۰ ہزار سال اڑا آخر تھک گیا۔ پس مناجات کی کہ خداوندا زیادہ طے کیا ہے یا زیادہ باقی ہے۔ ایک حور حُوران جنّت میں سے اپنے خیمہ سے باہر نکلی اور آواز دے کر کہا اے روح اللہ کس لئے اتنی تکلیف اٹھاتا ہے ابھی تو صرف اتنا اڑا ہے کہ میرے صحن سے باہر نہیں نکلا جبرائیل نے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں ایک حور ہوں جو ایک مومن کے لئے پیدا کی گئی ہوں (سورہ حدید تفسیر عمدۃ البیان)

جنتیوں کے کھانے

جنتی لوگوں کے لئے ہر وہ کھانا موجود ہوگا جس کی وہ خواہش کریں گے سورہ واقعہ میں ارشاد قدرت ہے۔ وَ فَاکِھَۃٍ کَثِیْرَۃٍ لَّا مَقْطُوْعَۃٍ وَّلَا مَمْنُوْعَۃٍ ہر قسم کا میوہ جنت میں موجود ہوگا اور ہر موسم میں ہوں گے کوئی روکنے والا نہ ہوگا جس موسم میں جو میوہ چاہے کھالے۔

ایک اور جگہ ارشاد قدرت ہے وَ فَاکِھَۃٍ مِّمَّا یَتَخَیَّرُوْنَ وَ لَحْمِ طَیْرٍ مِّمَّا یَشْتَھُوْنَ اور جس میوہ کو چاہیں گے کھائیں گے اور ان کے لئے پیش کئے جائیں گے اور جس پرندے کے گوشت کی خواہش کریں گے ہر قسم کا گوشت موجود ہوگا بُھنا ہوا یا جوش دیا ہوا۔

ابو سعید خدری نے رسول اللہ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا بہشت میں پرندے اڑتے پھرتے ہیں اور ہر پرندہ کے ستر ہزار پر ہیں جس وقت مومن کھانے کا ارادہ کرے گا تو ان میں سے ایک پرندہ اس کے دستر خوان پر آ بیٹھے گا اور اپنے پروں کو جھاڑے گا ہر پر سے ایک کھانا نکلے گا جو برف سے زیادہ سفید شہد سے زیادہ لذیذ مشک سے زیادہ خوشبودار جو دوسرے کھانوں کے مشابہ نہ ہوگا۔ اس کے بعد پرندہ اڑ جائے گا۔

فِیْھِمَا فَاکِھَۃٌ وَّ نَخْلٌ وَّ رُمَّانٌ جنت میں پھل کھجوریں اور انار ہوں گے۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا فِیْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ وَّ طَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ

وَّطَلْعٍ مَّنْضُوْدٍ وَّ ظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ بغیر کانٹے کے بیریاں اور گتھے ہوئے کیلے اور لمبی لمبی چھاؤں ہوگی حَدَائِقَ اَعْنَابًا انگوروں کے باغ ہونگے

جنّت کے مشروبات

ارشاد قدرت ہے فِیْهَا اَنْهَارٌ مِّنْ مَّاءٍ غَیْرِ اٰسِنٍ وَاَنْهَارٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ یَتَغَیَّرْ طَعْمُهٗ وَاَنْهَارٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِیْنَ وَاَنْهَارٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّی۔ اس میں پانی کی نہریں جن میں ذرا بھر بو نہیں اور دودھ کی نہریں جن کا مزا بدلا نہیں اور شراب کی نہریں جو پینے والوں کو لذت دیتی ہیں اور صاف شفاف شہد کی نہریں جاری ہیں۔ ایک اور جگہ ارشاد قدرت ہے۔ یُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِیْقٍ مَّخْتُوْمٍ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ وَفِیْ ذٰلِكَ فَلْیَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِیْمٍ عَیْنًا یَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ۔ ان کو سر بمہر خالص شراب پلائی جائے گی جس کی مہر مشک ہوگی اور اس کی طرف شائقین کو رغبت کرنی چاہیے اور اس میں تسنیم کی آمیزش ہوگی وہ ایک چشمہ ہے جس سے مقربین پئیں گے۔

سورہ دہر میں ارشاد قدرت ہے وَیُسْقَوْنَ فِیْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِیْلًا عَیْنًا فِیْهَا تُسَمّٰی سَلْسَبِیْلًا وہاں ان کو ایک ایسی شراب پلائی جائے گی جس میں زنجبیل کی آمیزش ہوگی۔ یہ ایک جنت میں چشمہ ہے جس کا نام سلسبیل ہے۔

دوسری جگہ ارشاد قدرت ہے۔ یَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا (دھر) وہاں شراب کے ساغر پئیں گے۔ جن میں کافور کی آمیزش ہوگی۔

جنت کے اندر یہ مختلف قسم کے چشمے ہیں جن کی لذت اور خاصیت دوسرے سے جدا ہے جن کی مناسبت کی وجہ سے اس کا نام رکھا گیا ہے اور وہ تمام چشمے کوثر سے اہم تر ہیں جو کہ عرش کے نیچے سے بارہا ہیں ان کی زمین گھی سے زیادہ نرم اور کنکریاں زبرجد، یاقوت و مرجان ہیں اور گھاس زعفران اور مٹی مشک سے زیادہ خوشبودار اور بہشت میں نہر کی صورت میں جاری ہیں اور عرصۂ محشر میں حوض کے نام سے موسوم ہیں۔

جنتیوں کا لباس اور زیورات

سورۂ کہف میں خلاق عالم کا ارشاد ہے یُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ جنت میں دمکتے ہوئے سونے کے کنگن سے سنوارے جائیں گے اور انہیں باریک ریشم (کریب) اور موٹے ریشم (بافتے) اور اطلس کی پوشاکیں پہنائی جائیں گی۔

ایک اور جگہ سورہ الحج میں ارشاد قدرت ہے اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرًا۔ وہاں سونے کے کنگن اور موتیوں کے ہار اور ریشم کا لباس ہوگا۔

حضرت رسول اکرم صلعم سے مروی ہے کہ جس وقت مومن جنت کے اندر اپنے محل میں داخل ہوگا۔ اس کے سر پر کرامت کا تاج ہوگا۔ ستر بہشتی حلے پر جو مختلف قسم کے جواہرات اور موتیوں سے مرصع ہوں گے پہنائے جائیں گے اگر ان میں سے ایک لباس کو اہل عالم دنیا کے لئے پھیلایا جائے تو دیکھ نہ سکیں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ خلاق عالم ہر جمعہ کو مومنین کے لئے جنت میں ایک فرشتہ کو حلہ جنتی بطور خلعت کرامت فرماتا ہے پس مومن ان میں سے ایک کو کمر کے ساتھ باندھتا ہے اور دوسرے کو کندھے پر رکھ کر جس طرف سے گذرتا ہے اس حلہ کے نور سے گرد نواح روشن ہو جاتے ہیں۔

جنّت کے محلّات اور انکا مصالحہ

قرآن مجید میں خلاق عالم کا ارشاد ہے وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ پروردگار عالم تمہیں ایسے باغات میں داخل کرے گا جن میں نہریں جاری ہیں اور محلات پاک و پاکیزہ ہیں جن میں تم ہمیشہ رہو گے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے مَسٰكِنَ طَيِّبَةً کی تفسیر میں رسول اکرم صلعم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا جنت میں موتیوں سے بنا ہوا ایک محل ہے جس میں ستر گھر یاقوت سرخ کے ہیں اور

ہر گھر میں ستر کمرے سبز زمرد کے اور ہر کمرہ میں ستر تخت ہیں اور ہر تخت پر رنگا رنگ کے ستر فرش اور ہر فرش پر ایک حور العین بیٹھی ہے اور ہر کمرہ میں ستر دستر خوان ہیں اور ہر دستر خوان پر ستر قسم کا کھانا ہے اور ہر کمرہ میں ایک غلام اور کنیز ہے۔ خدا مومن کو اس قدر طاقت دے گا کہ سب عورتوں سے خلوت کرے اور سب کھانے کھانے کی قوت دے گا یہ آخرت میں بڑی نعمت ہے

سورہ زمر میں ارشاد قدرت ہے لَهُمْ غُرَفٌ مِّن فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ تَجْرِي تَحْتِهَا الْأَنْهَار ان کے لئے اونچے اونچے محل اور بالاخانوں پر بالاخانے ہوں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہونگی من فوقِهَا غُرَفٌ کی تفسیر میں امام محمد باقر علیہم السلام نے فرمایا۔ کہ حضرت علی علیہ السلام نے رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے اس کی تفسیر پوچھی کہ یہ بالاخانے کس چیز سے بنے ہوئے ہیں فرمایا: اے علی اللہ تعالیٰ نے ان بالاخانوں کی دیواریں موتی۔ یاقوت اور زبرجد سے تیار کی ہیں۔ ان کی چھت سونے کی ہے جو چاندی کی تاروں سے آراستہ ہے ہر بالاخانہ کے ہزار دروازے ہیں اور دروازے پر ایک ہزار فرشتے ہیں اور ان میں بڑے بڑے بلند اور نرم ریشمی فرش رنگا رنگ کے بچھے ہوئے ہیں۔ جن میں مشک عنبر اور کافور بھرا ہوا ہے۔

جنّت کے کمروں کا سامانِ زینت

قرآن مجید میں ارشاد قدرت ہے :۔ مُتَّکِئِیْنَ فِیْهَا عَلَی الْاَرَائِكِ نِعْمَ الثَّوَابُ وہ جنتی تختوں پر بیٹھے ہوئے تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے اور یہ اس کی نیکی کی جزاء اور ثواب ہے

سورہ غاشیہ میں ہے فِیْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ وَّ اَکْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ وَّنَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ وَّ زَرَابِیُّ مَبْثُوْثَةٌ ان میں اُونچے اُونچے تخت ہوں گے اور ان کے کنارے گلاس رکھے ہوں گے گاؤ تکیے قطاروں میں رکھے اور مسندیں بچھی ہوں گی۔

سورہ واقعہ میں خلاق عالم کا ارشاد ہے وَعَلٰی سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ۔ وہ تختوں پر بیٹھے ہوں گے اور یہ تخت تین سو ہاتھ اونچا ہے جس وقت اس پر بیٹھنا چاہیں گے وہ نیچا ہو جائیگا اور پھر اونچا ہو جائیگا وہ ان پر تکیہ لگائے بیٹھے ہونگے سورہ رحمٰن میں ارشاد قدرت ہے عَلٰی فُرُشٍ بَطَائِنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ وہ ایسے فرشوں پر بیٹھے ہونگے جن کے اندر اطلس ہوگا اور ان کے اُوپر ابرہ ہوگا جن کی حقیقت کا خدا کو علم ہے استبرق، زفرف، نمارق اور زرابی کی حقیقت دیکھنے سے معلوم ہوتی ہے سمجھانے کیلئے وسعت کہاں؟

جنّت کے برتن

وَیُطَافُ عَلَیْهِمْ بِاٰنِیَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّ اَکْوَابٍ کَانَتْ قَوَارِیْرَا ۝ قَوَارِیْرَ مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا تَقْدِیْرًا ان کے سامنے چاندی کے ساغر اور شیشے کے نہایت صاف گلاسوں میں دُور چل رہا ہوگا۔ اور ان کا شیشہ کانچ کا نہیں بلکہ چاندی

کے ہوں گے جو ٹھیک اندازے کے مطابق بنائے گئے ہیں۔ ان میں سفیدی چاندی کی اور صفائی شیشہ کی ہوگی۔

یَطُوْفُ عَلَیْھِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ بِاَکْوَابٍ وَّاَبَارِیْقَ وَکَاْسٍ مِّنْ مَّعِیْنٍ جنتیوں کے لئے ایسے لڑکے جن کے کانوں میں گوشوارے لٹک رہے ہوں گے آبخورے اور ابریق اور پیالے جو مختلف قسم کے جواہرات اور سونے چاندی کے بنے ہوئے ہونگے لے کر شراب طہور کا دُور چلائیں گے۔

جنتی حوریں اور عورتیں:

چونکہ جنت میں سب سے بڑی نعمت جسمانی حوریں ہیں۔ اس لئے قرآن مجید میں ان کا ذکر بھی زیادہ ہے ان کو اس نام سے یاد کرنے کی علت اور وجہ یہ ہے کہ حور کا معنی ہے گورے رنگ والی اور عین کا معنی ہے کشادہ اور سیاہ چشم کیونکہ ان کی آنکھ کی سیاہی نہایت سیاہ اور سفیدی نہایت سفید ہے سورہ واقعہ میں ارشاد قدرت ہے:۔ وَحُوْرٌ عِیْنٌ کَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَکْنُوْنِ یعنی حوران جنت مثل موتی کے جو کہ صدف میں پوشیدہ ہو اور گرد و غبار سے صاف جس کو لوگوں کے ہاتھ نہ لگیں کی طرح محفوظ ہیں۔ سورہ الرحمٰن کے اندر ارشاد قدرت ہے:۔ فِیْھِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ لَمْ یَطْمِثْھُنَّ اِنْسٌ قَبْلَھُمْ وَلَا جَانٌّ ۔ ان میں پاکدامن غیر کی طرف آنکھ اُٹھا کر نہ دیکھنے والی حوریں ہوں گی جن کو کسی جن اور انسان نے

نہ چھوا ہو گا

كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ. گویا وہ یاقوت اور مرجان ہیں یعنی یاقوت کی سی سرخی اور سفیدی اور روشنی مرجان جیسی

كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ ان کی گوری گوری رنگتوں میں ہلکی ہلکی سرخی ایسی معلوم ہوتی ہوگی گویا وہ چھپائے ہوئے انڈے ہیں۔

مروی ہے کہ حور ستر حلے پہنے ہوگی تب بھی ان کی پنڈلیوں کا مغز ان کے اندر سے نظر آرہا ہوگا۔ جیسے سفیدی یاقوت میں اس قدر نرم و نازک بدن ہوں گے۔

عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ رسولخدا سے سنا آپ فرماتے تھے کہ بہشت میں نور پیدا ہوگا اور بہشتی کہیں گے یہ نور کیسا ہے؟ کہا جائے گا یہ نور حور کے دانتوں کا ہے جو اپنے شوہر کے روبرو ہنسی ہے۔

دوسری جگہ ارشاد قدرت ہے۔ اِنَّا اَنْشَاْنٰهُنَّ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا عُرُبًا اَتْرَابًا ہم نے حوروں کو بغیر ماں باپ کے پیدا کیا اور ہم نے ان کو باکرہ (کنواری)، ناز کرنے والی اور شوہروں کی عاشق بنایا جو ہم عمر ہیں سب کی سب سولہ سال کی ہونگی اور جنتی مردوں کی عمر تینتیس سال ہوگی۔ بال گھنگریالے، بدن گورے، چہرے بالوں سے صاف ہوں گے۔

سورہ بقرہ میں ارشاد خداوندی ہے:۔ وَلَهُمْ فِيْهَا اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّهُمْ فِيْهَا خَالِدُوْنَ یعنی جنت میں مومنین کے لئے پاک و پاکیزہ شوہریں ہوں گی جو ہر کثافت حیض وغیرہ سے پاک ہوں گی۔ (بقیہ)

مغرور نہ ہوں گی۔ اور ایک دوسرے کی غیرت نہ کریں گی۔

مروی ہے کہ حُور کے دائیں بازو پر نورانی حرفوں میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی صَدَقَنَا وَعْدَہٗ اور بائیں بازو پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی اَذْهَبَ عَنَّا الْحُزْنَ لکھا ہوا ہو گا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ایک مفصل حدیث کے ضمن میں مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا جب خلاقِ عالم نے حور کو خلق فرمایا تو اس کے دائیں شانے پر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور بائیں شانے پر عَلِیٌّ وَّلِیُّ اللّٰہِ پیشانی پر الحسن اور ٹھوڑی پر الحسین اور دونوں لبوں پہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نورانی حروف میں لکھا ہوا تھا۔

ابن مسعود نے پوچھا آقا یہ کرامت کس شخص کے لئے ہے آپ نے ارشاد فرمایا جو شخص حرمت اور تعظیم کا لحاظ رکھتے ہوئے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہے

جو عورتیں دنیا سے با یمان جائیں گی جنت میں ان کا جمال حوروں سے زیادہ ہو گا۔

قرآن مجید میں ہے۔ فِیْهِنَّ خَیْرٰتٌ حِسَانٌ جنت میں عورتیں ہوں گی جو حُسن خلق سے آراستہ اور حُسنِ خلقت سے پیراستہ ہیں اور دنیا کی عورتوں میں سے جنت میں جائیں گی مراد ہیں۔ مجلسیؒ حضرت صادقؑ علیہ السلام سے روایت فرماتے ہیں کہ خَیْرٰتٌ حِسَانٌ سے وہ عورتیں مراد ہیں جو مومن، عارف، اور شیعہ ہیں وہ داخل جنت ہوں گی اور ان کا عقد مومن کے ساتھ ہو گا۔

مروی ہے کہ جس عورت نے دنیا میں شادی نہ کی ہو یا اُن کے شوہر جنت میں نہ ہوں گے تو وہ جنت میں جس جنتی کی طرف مائل ہوں گی اس کے ساتھ اس کا نکاح ہوگا اور اگر ان کے شوہر جنت میں ہیں تو ان کا عقد ان کی خواہش کے مطابق ان کے ساتھ کر دیا جائے گا اگر دنیا میں زیادہ شوہر تھے تو جس کی خلقت عمدہ اور نیکیاں زیادہ ہونگی اس کے ساتھ اس کا عقد کر دیا جائے گا۔

عِطریاتِ جنّت

سورۂ رحمٰن میں موقف حساب میں پروردگار عالم کے سامنے حاضر ہونے سے ڈرنے اور گناہ سے بچنے والے کے بارے میں پروردگار عالم کا ارشاد ہے وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ اس کے لئے دو باغ ہونگے جو ہر قسم کے میووں گھاس اور پھولوں سے سجے ہوئے ہوں گے۔

مجلسیؒ نے رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ اگر جنتی حوروں میں سے ایک حور تاریک رات میں آسمان اول پر سے زمین کی طرف دیکھے تو اس کی خوشبو سے تمام زمین معطر ہو جائے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ عطر جنّت کی خوشبو ہزار سال کی راہ سے پہنچ جائے گی بہشت کی مٹی مشک سے بنی ہوئی ہے۔

روایات کثیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جنّت کے در و دیوار اور زمین جس پر زعفران جیسی اُگی ہوئی گھاس ہے تمام معطر ہیں اور اس جنّت کی خوشبو کا اثر یہ ہے

کہ ابھی جنت میں پہنچنے کے لئے کئی ہزار سال کی راہ باقی ہوگی اور بوڑھا جنتی جوان ہو جائے گا۔

جنت کے چراغ

سورہ دہر میں ارشاد قدرت ہے لَا یَرَوْنَ فِیْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِیْرًا جنتیوں کو جنت میں آفتاب کی گرمی اور موسم سرما کی سردی نہ ہوگی وہاں پر موسم معتدل ہوگا انہیں آفتاب و مہتاب کی روشنی کی ضرورت نہیں ہوگی بلکہ جنت میں ہر ایک کے لئے اس کے اعمال صالح اور ایمان کا نور کافی ہوگا۔

جیسا کہ روایت میں گذرا ہے کہ حوران جنت کا نور آفتاب کے نور پر غالب ہوگا اور یہ چلتے پھرتے چراغ ہونگے جنتی مکانوں پر جو موتی، مونگے، یاقوت و مرجان و زبرجد و زمرد جڑے ہوئے ہیں وہ مختلف رنگوں کی روشنی سے عجیب سماں پیدا کئے ہونگے فرش، برتن اور لباس مختلف رنگوں میں ضیا پاشیاں کر رہے ہونگے اور یہ نورانی تندیلیں جنت کو بقعۂ نور بنا رہی ہوں گی۔

عبد اللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ جنتی ایک دن جنت میں معمول سے زیادہ روشنی پائیں گے عرض کرینگے کہ پروردگار میرا تیرا وعدہ تھا کہ جنت میں سورج کی روشنی اور سخت سردی نہ لگے گی آج کیا ہو گیا؟ کہیں سورج تو نہیں نکل آیا آواز آئیگی یہ سورج نہیں ہے بلکہ سید الاوصیا یعنی علی مرتضیٰ اور سیدہ فاطمہ الزہراء علیہما السلام آپس میں لطافت کی باتیں کرتے ہوئے ہنسے ہیں اور یہ روشنی ان کے دندان نورانی کا اثر ہے جو جنت کی روشنی پر غالب آگیا

جنتی نعمات

یہ دنیاوی انواع و اقسام کی نعمتیں اور لذتیں جنتی لذتوں کا عشر عشیر بھی نہیں وہاں حقیقت اور اصل موجود ہوگی۔ صدائے کامل اور خوش کن نغمات جنت میں ہوں گے اگر جنتی نغموں کی آواز اہل دنیا کے کان تک پہنچ جائے

تو اس کے سُننے سے پہلے ہلاک ہو جائیں ۔

چنانچہ لحن داؤدی میں پروردگار عالم نے یہ اثر عطا کیا تھا کہ جب حضرت داود علیہ السلام اس لحن میں زبور کی تلاوت فرماتے تھے تو حیوان آپ کے اردگرد مدہوش ہو جاتے تھے اور جب یہ آواز انسانوں کے کانوں میں پڑتی تو گر پڑتے اور بعض ہلاک ہو جاتے ۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نہج البلاغہ میں حالاتِ انبیاء کے تحت خطبہ میں ارشاد فرماتے ہیں وَدَاؤدُ صَاحِبُ المزامیر وَقَارِیُ اَھْلِ الْجَنَّۃِ کہ حضرت داؤد علیہ السلام جنت میں لوگوں کو اپنے لحن سے لطف اندوز فرمائیں گے اور اہل جنت کے قاری ہوں گے اس جملہ سے پتہ چلتا ہے کہ وہ جنتیوں کو جنت کے نغمات سے لطف اندوز فرمائیں گے اور جنتی اُن کے سُننے کی طاقت بھی رکھتے ہوں گے

تفسیر مجمع البیان میں رسولخداؐ سے مروی ہے کہ جنت کے نغموں میں سے بہترین نغمہ وہ ہوگا جو حوران جنت اپنے شوہروں کے لئے پڑھیں گی اور آواز ایسی ہوگی جو جن وانس نے نہ سنی ہوگی ۔ مگر آلات موسیقی کے ساتھ یہ نغمات نہ گائے جائیں گے ۔ ایک روایت میں ہے کہ بہشتی پرندے مختلف نغمات گاتے ہوں گے ۔

حضرت صادق آل محمد علیہم السلام سے پوچھا گیا کیا جنت میں غنا اور سرود ہوگا ؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں ایک درخت ہے خداوند عالم کے حکم سے ہوا اسے حرکت دے گی اور اس سے ایسی سُریلی آواز

پیدا ہوگی کہ کسی انسان نے اتنا عمدہ ساز اور نغمہ نہ سنا ہوگا اور یہ اس شخص کو نصیب ہوگا۔ جس شخص نے دنیا میں خوف خدا کی وجہ سے غنا کی طرف کان نہ دھرے ہوں گے۔

جنّت کی نعمتیں اور لذّتیں

جنت میں انواع واقسام کی نعمتیں ہونگی۔ اِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا۔ جن تک ہماری عقلوں کی رسائی ناممکن ہے۔ حقائق ومعارف الٰہیہ کی خواہش پوری ہوگی۔

تفسیر صافی میں وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَتَسَاءَلُوْنَ کے ضمن میں تحریر ہے کہ جنتی ایک دوسرے کے ساتھ معارف الٰہیہ کے بارے میں مذاکرہ کریں گے۔

علاوہ ازیں جنتی لوگ جن کے والدین اولاد اور دوست دنیا سے باایمان رخصت ہونگے اور جنت میں داخل ہونے کی صلاحیت رکھتے ہونگے۔ ان کی شفاعت کریں گے اور ان کو اپنے پہلو میں لائیں گے اور یہ مومن کے اکرام واحترام کی خاطر ہوگا۔ قرآن مجید میں ہے۔ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَائِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ نیز جس وقت جنتی جنت میں چلے جائیں گے تو ایک ہزار فرشتے جو خلاقِ عالم کی طرف سے مومنین کی زیارت اور مبارکبادی کے لئے مامور ہیں آئیں گے اور مومن کے محل جس کے ہزار دروازے ہیں، ہر

دروازے سے ایک ایک فرشتہ داخل ہوکر اسے سلام دے گا اور مبارکبادی دے گا۔

قرآن پاک میں اسی طرف اشارہ کیا گیا ہے وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْكُمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ اس سے بڑھ کر مومنین کے ساتھ پروردگار عالم کا مکالمہ ہے جس کے بارے میں چند ایک روایات ملتی ہیں لیکن یہاں پر صرف سورۂ یٰسین کی اس آیت۔ سَلٰمٌ قَوْلًا مِنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ کو کافی سمجھتا ہوں۔ مہربان پروردگار کی طرف سے سلامتی کا پیغام۔

تفسیر منہج میں جابر ابن عبداللہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا جب جنتی جنت کی نعمتوں میں غرق ہوں گے تو ان پر ایک نور ساطع ہوگا اور اس سے آواز آئے گی (السلام علیکم يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ اس جگہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ دنیا میں جو کچھ برگزیدہ پیغمبروں کو حاصل تھا کہ وہ پروردگار عالم سے ہم کلام ہوتے تھے۔ معراج وغیرہ آخرت میں وہ جنتیوں کو نصیب ہوگا۔

علاوہ ازیں محمد و آل محمد علیہم السلام کی جنت میں ہمسائیگی کچھ کم نعمت نہیں ہے۔ چنانچہ رسولؐ اکرم نے ارشاد فرمایا۔ یا علیؑ۔ تیرے شیعہ جنت میں نورانی ممبروں پر بیٹھے ہوں گے۔ اُن کے چہرے (چودھویں کے چاند کی طرح) سفید ہوں گے اور وہ جنت میں ہمارے ہمسائے ہوں گے (وَشِيْعَتُكَ عَلٰى مَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ مُبْيَضَّةٍ وجوههم حَوْلِيْ فِي الْجَنَّةِ

نیز جنت میں ہمیشگی اور نعمات کا خلود جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے۔ سب سے بزرگ نعمت ہے۔ جنت میں مومنین ایک دوسرے کے سامنے بھائیوں کی طرح جنتی تختوں پر بیٹھے ہوں گے (اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ) اور ایک دوسرے کی دعوتیں اڑاتے ہوں گے۔ جیسا کہ روایات میں موجود ہے

مروی ہے کہ ہر روز جنت میں اولوالعزم انبیاء میں سے ایک مومنین کی ملاقات و زیارت کے لئے حاضر ہوگا اور اس روز تمام اس بزرگوار کے مہمان ہوں گے اور جمعرات کو خاتم الانبیاء کے مہمان ہوں گے اور بروز جمعہ بمقام قرب حضرت احدیت جلی و عملی مہمان نوازی کی جائے گی (معاد)

دوزخ

دوزخ وہ وادی ہے جس کی تہہ کا پتہ نہیں اور اس میں غضب الٰہی کی آگ بھڑک رہی ہے۔ جسے آخری قید خانہ کہا جا سکتا ہے۔ اس میں انواع و اقسام کے سخت عذاب اور بلائیں ہیں جو ہماری سمجھ سے بالاتر ہیں۔ حقیقتاً یہ جنت کی ضد ہے کیونکہ اس میں انواع و اقسام کی نعمتیں اور لذتیں اور آرام و سکون ہے لیکن جہنم میں سختی، بے آرامی موجود ہے راحت و سکون کا نام تک نہیں۔

ہم اس جگہ قرآن کی روشنی میں اصول عذاب کا تذکرہ کرتے ہیں۔ مشتے نمونہ از خروارے۔

جہنمیوں کا طعام و شراب

ثُمَّ اِنَّکُمْ اَیُّہَا الضَّآلُّوْنَ الْمُکَذِّبُوْنَ لَاٰکِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ پھر تم کو اے گمراہو اور حق کے راستہ یعنی قیامت کی تکذیب کرنے والو یقیناً تمہیں جہنم میں تھوہر کے درختوں میں سے خوراک کھانا ہوگی۔ یہ وہ درخت ہے جو جہنم کی تہہ سے اگتا ہے اس کے پھل ایسے ایسے تلخ اور بدنما ہیں گویا سانپ کے پھن جن کو ہاتھ لگانے سے دل خوف زدہ ہو یہ جہنمیوں کا کھانا ہے فَمَالِئُوْنَ مِنْہَا الْبُطُوْنَ وہ اسی سے کھا کھا کر پیٹ بھریں گے فَشَارِبُوْنَ عَلَیْہِ مِنَ الْحَمِیْمِ۔ پھر اس کے اوپر کھولتا ہوا پانی پینا ہوگا۔ ایک روایت میں ہے کہ خلاقِ عالم دوزخیوں پر پیاس کو مسلط کرے گا اور کافی دیر کے بعد ان کو گرم پانی جو پیپ میں ملا ہوا ہوگا پینے کو دیا جائے گا اور پیاس کی وجہ سے زیادہ پی جائیں گے وَسُقُوْا مَآءً حَمِیْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَہُمْ دوسری جگہ ارشاد ہے کہ وہ پانی اسقدر گرم ہوگا کہ ان کی انتڑیاں اور کھالیں ریزہ ریزہ ہو جائے گی اور گل کر گر پڑیں گی۔

مروی ہے کہ اگر اس پانی میں سے ایک قطرہ پہاڑ پر ڈالا جائے تو اس کی خاک تک نظر نہ آئے فَشَارِبُوْنَ شُرْبَ الْہِیْمِ وہ اس گرم پانی کو اس طرح پئیں گے۔ جیسے مدت کا پیاسا اونٹ بڑے بڑے گھونٹ بھرتا ہے (ڈگڈگا کے) ہیم۔ اہیم کی جمع ہے وہ اونٹ جو دردھیام میں مبتلا ہو

یہ مرض استسقاء کے مشابہ ہے جو اونٹوں کو ہوتی ہے اور اس کی وجہ سے وہ جسقدر بھی پانی پیتا ہے سیراب نہیں ہوتا حتیٰ کہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ یہی حال جہنمیوں کا ہوگا۔

هٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ۔ یہ زقوم اور حمیم قیامت کے دن ان کے لئے پیش کش ہوگی یعنی ابتدائی اور عذاب کا مقدمہ ہوگا۔ لیکن جو کچھ ان کے لئے جہنم میں تیار کیا گیا وہ اس بھی زیادہ سخت ہے جو شرح و بیان کے قابل نہیں ہے۔ (سورہ واقعہ)

اِنَّ شَجَرَةَ الزَّقُّوْمِ طَعَامُ الْاَثِيْمِ كَالْمُهْلِ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ ۝ ترجمہ: تھوہر کا درخت بڑے گنہگاروں کا کھانا ہوگا (یعنی کفار اور مشرکوں کو کھانے کے لئے دیا جائے گا) وہ پگھلے ہوئے تانبے کی طرح پیٹوں میں اُبال کھائے گا جیسا کہ کھولتا ہوا پانی اُبال کھاتا ہے اور اس سے انتڑیاں اور اوجھڑیاں گل جائیں گی۔ اسی پانی کو ان کے سروں پر گرایا جائے گا جس کی وجہ سے ان کا تمام جسم گل جائے گا يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ۔

ایسی حالت میں ان سے عذاب کم نہیں کیا جائے گا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ (البقرہ) اور نہ ہی ان کو مہلت دی جائے گی بلکہ سورہ نساء میں ارشاد قدرت ہے۔ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ۔ جب اُن کی کھالیں گل جائیں گی تو ہم اُن کے

کے لئے نئی کھالیں بدل کر پیدا کر دیں گے تاکہ وہ اچھی طرح عذاب کا مزہ چکھیں

سورہ مزمل میں ارشاد قدرت ہے اِنَّ لَدَيْنَا اَنْكَالًا وَّجَحِيْمًا وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِيْمًا ہ بیشک ہمارے پاس بیڑیاں بھی ہیں اور جلانے والی آگ بھی اور گلے میں پھنسنے والا کھانا (جو نیچے نہ اترے گا) اور دردناک عذاب بھی ہے۔

جہنم کے کھانوں میں سے ایک غِسْلِيْن ہے جیسا کہ قرآن میں وَلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ مجمع البحرین میں ہے دوزخیوں کے پیٹوں سے جو کھانا باہر نکلے گا وہی کھانا ان کو دوبارہ دیا جائے گا۔ سورہ غاشیہ میں ارشاد قدرت ہے تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ انہیں ایک کھولتے ہوئے چشمہ سے پانی دیا جائے گا ان کو خار دار جھاڑی جو حنظل سے زیادہ کڑوی اور مردار سے زیادہ بدبودار ہوگی کھانے کو دی جائے گی جو نہ موٹا کرے گی نہ بھوک ختم ہوگی۔

سورہ ابراہیم میں ہے کہ وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ ان کو صدید پلایا جائے گا۔ یہ وہ خون اور گندگی ہے جو زناکار عورتوں کی شرمگاہ سے خارج ہوگی۔ جہنمیوں کو پینے کے لئے دی جائے گی۔

سورہ النباء میں ہے۔ اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ غساق وہ چشمہ ہے جو دوزخ میں ہے جسمیں زہریلے جانوروں کی زہر گھول رہی ہے اسمیں سے پینے کے لئے دیا جائے گا۔ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ۔

جہنمیوں کا لباس

سورۂ حج میں خلاق عالم کا ارشاد ہے قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّن نَّارٍ يُصَبُّ مِن فَوْقِ رُءُوسِهِمُ الْحَمِيمُ يُصْهَرُ بِهِ مَا فِي بُطُونِهِمْ وَالْجُلُودُ ان کے لئے آگ کے کپڑے قطع کئے جائیں گے جو انہیں پہنائے جائیں گے اور ان کے سروں پر کھولتا ہوا بدبودار پانی ڈالا جائے گا جو ان کے بطنوں اور کھالوں کو گلا دے گا۔

سورہ ابراہیم میں ارشاد قدرت ہے سَرَابِيلُهُم مِّن قَطِرَانٍ وَتَغْشَىٰ وُجُوهَهُمُ النَّارُ ان کے لباس قطران کے ہوں گے اور ان کے چہروں کو آگ سے ڈھانپا جائے گا۔ قطران سیاہ اور بدبودار چیز ہے بعض اس سے مراد تارکول لیتے ہیں یہ وہ چیزیں ہیں جن کو دنیا کی کسی چیز سے تشبیہ نہیں دی جاسکتی۔

مروی ہے کہ اگر جہنمیوں کے لباس میں سے ایک زمین اور آسمان کے درمیان لٹکا دیا جائے تو تمام اہلِ زمین اس کی بدبو اور گرمی کی وجہ سے جھلس کر مر جائیں۔

جہنمیوں کی ہتھکڑیاں اور بیڑیاں

قرآن مجید میں ہے يُعْرَفُ الْمُجْرِمُونَ بِسِيمَاهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِي وَالْأَقْدَامِ گنہگار نشانیوں سے پہچانے جائیں

گے ان کی آنکھیں کبودی اور چہرے سیاہ ہوں گے اور ان کو پیشانی کے بالوں سے پکڑا جائے گا اور بعض پاؤں سے گرفتار کیے جائیں گے یعنی بعض لوگوں کو پیشانی کے بالوں سے پکڑا جائے گا اور بعض پاؤں سے گرفتار کیے جائیں گے یعنی بعض لوگوں کو پیشانی کے بالوں سے گرفتار کرکے دوزخ میں ڈالا جائیگا اور بعض لوگوں کو پاؤں سے آگ کے ذریعہ کھینچا جائے گا۔

آگ جہنمیوں کو دیکھ کر جوش میں آجائے گی اور وہ ان کو پکڑنے کے لئے آگے بڑھے گی۔ اِنَّهَا تَرْمِی بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ۔ اتنے بڑے بڑے انگارے برستے ہوں گے بڑے بڑے محل گویا وہ زرد رنگ کے اونٹ ہیں (مرسلات)

ارشاد قدرت ہے فِی سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ پھر ایک زنجیر میں جس کا طول ستر گز کا ہوگا جکڑے جائیں گے ایک اور جگہ سورۂ مومن میں ارشاد قدرت ہے۔ اِذِ الْاَغْلٰلُ فِیْ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ یُسْحَبُوْنَ ان کو بھاری بھاری طوق اور وزنی زنجیروں میں جکڑ کر جہنم میں بھڑکتی ہوئی آگ کے اندر ڈالا جائے گا۔

تَرَی الَّذِیْنَ كَذَبُوْا عَلَی اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ وہ لوگ جنہوں نے خدا کے بارے میں دروغ گوئی (جھوٹ بولا) ان کے چہرے سیاہ ہوں گے تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِیْهَا كٰلِحُوْنَ آگ ان کے چہروں کو جلا کر بدشکل بنا دے گی۔ جیسا کہ گوسفند کی بھونی ہوئی بری دانت ظاہر ہوں گے اور ہونٹ لٹک رہے ہوں گے۔

جہنمیوں کے بستر

قرآن مجید میں ارشاد قدرت ہے لَهُمْ مِنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ (اعراف) ان کے لئے جہنم کی آگ کا بچھونا ہوگا اور ان کے اوپر سے آگ ہی کا اوڑھنا ہوگا اور ہم ظالموں کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں۔ آگ ان کا تخت ہوگی جس پہ وہ بیٹھیں گے اور آگ ہی کو پیئیں گے۔

مؤکلین جہنم

سورہ تحریم میں خلاق عالم کا ارشاد ہے۔ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَا يَعْصُونَ اللّٰهَ مَا أَمَرَهُمْ جہنم کی آگ پر ترش رو اور تند مزاج فرشتے مقرر ہیں جو جہنمیوں پہ ذرا برابر رحم نہیں کرتے اور خدا کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے۔

وَلَهُمْ مَقَامِعُ مِنْ حَدِيدٍ (سورہ الحج) خازن جہنم کے پاس لوہے کے گرز ہیں جو جہنمیوں کے سروں پر برساتے ہیں۔

جنتی دوزخیوں کو آواز دے کر کہتے ہیں کہ پروردگار عالم نے جو کچھ ہمارے ساتھ وعدہ کیا تھا اس کو پورا کر دیا ہے اور ہم نے اپنے اعمال کا ثواب حاصل کر لیا ہے کیا تم نے بھی وہ چیزیں مکمل دیکھ لی ہیں جن تکالیف کا وعدہ پروردگار عالم نے گناہگاروں کے ساتھ کیا تھا اس وقت دوزخی آواز دیں گے۔ ہاں! ہم نے اس وعدے کو حق پایا پروردگار عالم کی طرف سے ایک ندا دینے والا ندا دے گا کہ ظالموں

پر خدا کی لعنت ہے۔

اور سورہ المطففین میں ہے۔ فَالْيَوْمَ الَّذِينَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ ۔ آج مومن کافروں کی ہنسی اڑائیں گے جیساکہ یہ لوگ دنیا میں مومنین کا تمسخر اڑایا کرتے تھے

دوزخیوں کو شیطان کی مصاحبت حاصل ہوگی جیساکہ جنتی ایک دوسرے کے ساتھ انس ومحبت کے ساتھ ملاقات کرتے ہیں اور ایک دوسرے سے مل کر لطف اٹھاتے ہیں۔ دوزخی ایک دوسرے کے دشمن ہیں اور ایک دوسرے سے نفرت کرتے ہیں پروردگار عالم نے قرآن پاک میں اس کا تذکرہ فرمایا ہے

وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ حَتّٰىٓ اِذَا جَآءَنَا قَالَ يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ

جو شخص پروردگار عالم کی یاد سے غافل اور اندھا ہے ہم اس کے لئے شیطان کو اس پر مسلط کریں گے جو اس کا ساتھی ہوگا جو انہیں راہ حق سے بھٹکاتے تھے اور وہ گمان کرتے تھے وہ ان کو ہدایت کر رہے ہیں۔ جب ہم اس شیطان کو جہنم میں اس کے ساتھ لائیں گے جو کہ اس کی سزا کی جگہ ہے تو اس وقت وہ شخص کہے گا۔ کاش تیرے اور میرے درمیان مشرق ومغرب کے برابر دوری ہوتی تو میرا کتنا برا ساتھی ہے کہ تیرے قرب کی وجہ سے مرا عذاب اور سخت ہوگیا اور مجھے زیادہ تکلیف ہو رہی ہے۔

مروی ہے کہ دونوں ایک ہی زنجیر میں جکڑ کر دوزخ میں ڈالے جائیں گے

سورہ بقرہ میں خلاق عالم کا ارشاد ہے:۔ وَإِذْ تَبَرَّءَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّءَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا (کتنا وہ سخت وقت ہوگا) جب پیشوا لوگ اپنے پیرؤوں سے اپنا پیچھا چھڑائیں گے اور (بچشم خود) عذاب کو دیکھیں گے اور ان کے باہمی تعلقات ٹوٹ جائیں گے اور پیرو کہنے لگیں گے کہ اگر ہمیں پھر دنیا میں پلٹنا ملے تو ہم بھی ان پر اسی طرح تبرا (الگ ہوجانا) کریں جس طرح عین وقت پر یہ لوگ ہم سے تبرا کرنے لگے ہیں۔

دوزخیوں کی ایک دوسرے کے ساتھ دشمنی کے بارے میں سورہ العنکبوت کے اندر ارشاد قدرت ہے۔ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا۔ پھر قیامت کے روز تم میں سے ایک دوسرے سے بیزاری کرے گا اور ایک دوسرے پر لعنت کرے گا۔

سورہ زخرف کے اندر ارشاد ہوتا ہے اَلْأَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ دوست اس دن باہم ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے سوائے پرہیزگاروں کے

مروی ہے کہ ہر وہ دوستی جو تقرب خدا کی بنا پر نہ ہوگی تو وہ آخرت میں دشمنی میں تبدیل ہوجائے گی۔ جب گنہگار عذاب سے تنگ آجائیں گے اور

ناامید ہو جائیں گے تو وہ خازن جہنم کو کہیں گے۔ چنانچہ سورۂ زخرف میں ہے
وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ قَالَ إِنَّكُمْ مَاكِثُونَ
لَقَدْ جِئْنَاكُمْ بِالْحَقِّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ
كَارِهُونَ (اے داروغہ جہنم کوئی ترکیب کرو) کہ تمہارا پروردگار ہمیں موت
ہی دے دے وہ جواب دے گا کہ تم کو اسی حال میں رہنا ہے ہم تو تمہارے
پاس حق لے کر آئیں ہیں مگر تم میں سے بہتیرے حق بات سے چڑتے ہیں۔

جہنم کے دروازے

لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِنْهُمْ جُزْءٌ
مَقْسُومٌ۔ کتب معتبرہ انوارِ نعمانیہ اور بحار الانوار وغیرہ میں روایت ہے کہ جس
وقت جبرائیل امیں اس آیہ مبارکہ کو لے کر نازل ہوا تو جناب سرور کائنات
نے فرمایا اے بھائی جبرائیل میرے لئے جہنم کے اوصاف بیان کر، جبرائیل نے
عرض کی یارسول اللہ جہنم کے سات دروازے ہیں ایک دروازے سے دوسرے
دروازے تک ستر سال کی راہ کا فاصلہ ہے اور ہر دروازے کی گرمی سے
ستر گنا زیادہ اس کے اندر گرمی ہے۔

اوّل : ھاویہ :۔ منافقین اور کفّار نیز فراعنہ کے لئے ہے۔
دوم : جہنم وجحیم :۔ یہ مشرکین کی جگہ ہے۔
سوم : سقر :۔ یہ صابیوں کا ٹھکانہ ہے۔
چہارم : لَظّی :۔ یہ ابلیس اور اس کے پیروکاروں اور مجوسیوں کی جگہ ہے

پنجم :- حطمہ :- یہ یہودیوں کی جگہ ہے۔
ششم :- سعیر :- یہ نصاریٰ کی جگہ ہے۔
ہفتم :- جس وقت جبرائیل ساتویں پر پہنچا تو خاموش ہو گئے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیان کرو کہ ساتواں کن کے لئے ہے عرض کی یہ آپ کی امت کے متکبروں کے لئے ہے جو بغیر توبہ کے مر جائینگے حضرت نے سر اوپر بلند فرمایا اور غش طاری ہو گیا۔ جب ہوش میں آئے، فرمایا اے جبرائیل میری مصیبت کو دو بالا کر دیا کیا میری امت بھی جہنم میں داخل ہوگی اور رونے لگے اور جبرائیل بھی آپ کے ساتھ رونے لگا۔ حضور نے چند روز کسی کے ساتھ کلام نہ کی اور جب نماز شروع فرماتے تو رونا شروع کر دیتے آپ اور اصحاب بھی رونے لگتے اور آپ سے رونے کی وجہ دریافت کرتے لیکن کسی کو رونے کا سبب نہ معلوم ہو سکا۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام ان دنوں غائب تھے۔ اصحاب باوفا جناب سیدہ کے دروازے پر جمع ہوئے معصومہ چکّی پیس رہی تھیں اور اس آیت کی تلاوت فرما رہی تھیں۔ وَمَا عِنْدَ اللّٰہِ خَیْرٌ وَّ اَبْقٰی (جو اللہ کے پاس ہے وہ بہترین اور باقی رہنے والا ہے) پس انہوں نے جناب سیدہ کے والد بزرگوار رسولخدا کے رونے کی کیفیت آپ سے بیان کی۔ جس وقت جناب سیدہ نے قصّہ کو سُنا چادر تطہیر اوڑھی جس میں بارہ جگہوں پر کھجور کے پتّوں سے ٹانکے لگے ہوئے تھے اور آپ نے رسولخدا اور اصحاب کی حالت دیکھ کر رونا شروع کیا۔ سلیمان جو ان اصحاب میں موجود تھے جناب سیدہ کی اس پرانی اور پھٹی ہوئی چادر دیکھ کر متعجب ہوئے

اور کہا وَاعَجَبَا بَنَاتُ کِسْریٰ وَ قَیْصَر تَجْلِسُ عَلَی الْکَرَاسِی الْمُذَهَّبِ وَبِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰہِ لَیْسَ لَھَا اِزَارٌ وَلَا ثِیَابٌ۔
ہائے افسوس: قیصر و کسریٰ کی بیٹیاں تو سنہری کرسیوں پر بیٹھتی ہیں لیکن رسول اللہ کی بیٹی کے پاس کوئی کپڑا نہیں ہے۔ جب جناب سیدہ سلام اللہ علیہا اپنے بابا کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں سلام عرض کیا اور عرض کی بابا سلمان نے میری چادر دیکھ کر تعجب کیا ہے۔ مجھے اس خدا کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، پانچ سال سے ہمارے گھر میں صرف ایک بچھونا ہے دن کو اس پر اونٹ کو چارہ ڈالتے ہیں اور رات کو ہم اس کو اپنا بچھونا بناتے ہیں اور ہمارے بچوں کے لئے کھجوروں کے پتوں سے بھرا ہوا کھال کا گدا ہے۔ پس حضرت نے سلمان کی طرف رُخ فرمایا اور ارشاد فرمایا اِنَّھَا لَفِی الْخَیْلِ السَّوَابِقُ۔ جناب سیدہ نے حضور کو دیکھا کہ شدت گریہ کی وجہ سے آپ کے چہرے کا رنگ زرد ہو چکا تھا اور آپ کے رخساروں کا گوشت گل چکا تھا اور بروایت کاشفی سجدہ میں رونے کی وجہ سے زمین آنسوؤں سے تر ہو چکی تھی۔ صدیقہ طاہرہ نے عرض کی میری جان آپ پر قربان ہو یہ گریہ کس وجہ سے ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا یا فاطمہ ہر گریہ کیوں نہ کروں۔ جبرائیل جہنم کے اوصاف کے متعلق آیت لے کر آیا ہے اور اس نے بتایا کہ جہنم کا ایک دروازہ جسمیں ستر ہزار آگ کے پہاڑ ہیں اور ہر پہاڑ میں ستر ہزار آگ کی وادی ہے اور ہر وادی میں ستر ہزار آگ کے شگاف ہیں اور ہر شگاف میں ستر ہزار آگ کے تابوت ہیں اور ہر تابوت میں ستر ہزار قسم کا عذاب ہے

جونہی جناب سیدہ نے یہ اوصاف جناب رسول خدا سے سُنے بے ہوش ہو کر
گر پڑیں اور یہ کہا جو اس آگ میں داخل ہوا ہلاک ہوا، جب ہوش میں آئیں
تو عرض کی اے بہترین خلائق یہ عذاب کن کے لئے ہے۔ آپ نے ارشاد
فرمایا جو خواہشات نفس کی پیروی کرتے ہوئے نماز کو ضائع کر دے۔ اور
فرمایا یہ جہنم کا کمترین عذاب ہے۔ پس حضورؐ کے صحابہ وہاں سے نکلے اور ہر ایک
نوحہ و فریاد کر رہا تھا۔ ہائے سفر دور ہے اور زاد راہ بہت کم اور کچھ لوگ
یہ کہہ رہے تھے کاش میری والدہ مجھے نہ جنتی اور میں جہنم کا تذکرہ نہ سُنتا اور
عمار یاسر کہہ رہے تھے کاش میں پرندہ ہوتا اور مجھ پر حساب اور عقاب نہ
ہوتا۔ بلال سلمان کے پاس حاضر ہوئے اور پوچھا کیا خبر ہے سلمان نے کہا
تجھ پر اور مجھ پر وائے ہو میرا اور تیرا اس کتان کے لباس کے بعد آگ کا
لباس ہوگا اور ہمیں زقوم کا کھانا دیا جائے گا (خزینۃ الجواہر)

جہنم کے عذاب کی سختی

چند اہم اخبارات

اَعَاذَنَا اللّٰہُ تَعَالٰی مِنْھَا اس کے علاوہ چند ڈرنے والوں کے قصے اور چند امثال جیسے بلوہر اور یوذاصف کی مثالیں اور اس کے علاوہ چند مومنین کو متنبہ کرنے والے واقعات ۔

خبر اول:۔ بسند معتبر ابو بصیر سے منقول ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا یا ابن رسول اللہ آپ مجھے عذاب خداوندی سے ڈرائیں ۔ کیونکہ میرا دل بہت سخت ہوگیا ہے آپ نے فرمایا اے ابو محمد! تیار ہو جا لمبی زندگی کے لئے جسے آخرت کی زندگی کہتے ہیں اور جس کی کوئی انتہا نہیں ہے تو اس زندگی کی فکر کر اور تیاری کر ۔ کیونکہ ایک روز جبرائیل حضرت رسول اکرم کی خدمت میں غمگین اور رنجیدہ حاضر ہوئے ۔ حالانکہ قبل ازیں وہ خنداں اور مسرور آیا کرتے تھے آنحضرت نے اسے دیکھ کر فرمایا اے جبرائیل تجھے کیا ہوگیا ہے کہ آج تو غمگین اور ناراض دکھائی دیتا ہے تو جبرائیل نے عرض کیا کہ وہ دھونکنی جو جہنم کی آگ کو بھڑکانے کے لئے دھونکی جاتی تھی آج اسے ہٹا کر رکھ دیا گیا ہے ۔ آنحضرت صلعم فرمانے لگے کہ جہنم کی دھونکنی کیا ہے ۔ جبرائیل نے عرض کیا یا محمد صلعم اللہ تعالٰی کے حکم کے مطابق ہزار سال تک اس دھونکنی کے ساتھ جہنم کی آگ کو ہوا دی گئی یہاں تک کہ سفید ہوگئی ۔ پھر ہزار سال تک اس آگ کو ہوا دی گئی ۔ یہاں

تک کہ وہ سُرخ ہو گئی۔ پھر ہزار سال تک اسے پھونکا گیا یہاں تک کہ وہ سیاہ ہو گئی اور اب وہ بالکل سیاہ اور تاریک ہے۔ اگر ایک قطرہ ضریع (جو جہنمیوں کے پسینہ اور زنا کاروں کی فروج کی آلائش ہے جس کو جہنم کی آگ سے بڑی بڑی دیگوں میں پکایا اور جوش دیا گیا اور جہنمیوں کو پانی کے بدلے دیا جاتا ہے) کا اس دنیا کے سمندروں میں ڈالا جائے تو یہ تمام دنیا اس ایک قطرہ کی گندگی سے ختم ہو جائے اور اگر ستّر گز لمبی زنجیر جو جہنمیوں کے گلے میں ڈالی جاتی ہے کا ایک حلقہ اس دُنیا پر رکھ دیا جائے تو اس حلقے کی گرمی سے یہ تمام دنیا پگھل جائے اور اگر دوزخیوں کے کُرتوں میں سے ایک کُرتہ زمین و آسمان کے درمیان لٹکا دیا جائے تو یہ تمام دنیا اس قمیض سے نکلنے والی بدبُو سے ہلاک ہو جائے گی جب جبرائیلؑ نے یہ بیان کیا تو جبرائیلؑ اور رسولِ اکرمؐ دونوں نے گریہ کیا پس حق تعالیٰ نے یہ دیکھ کر ایک فرشتہ آپ کی طرف بھیجا۔ اس فرشتے نے کہا کہ اللہ تعالیٰ بعد تحفہ درود و سلام فرماتا ہے کہ میں نے آپ کو اس عذاب سے محفوظ رکھا ہے اس کے بعد جب بھی جبرائیلؑ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے خوش و خرّم آتے۔ حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ اس دن اہلِ جہنم، آتشِ جہنم اور عذابِ الٰہی کی عظمت کو جان لیں گے اور اہلِ بہشت اس کی عظمت اور نعمتوں کو جان لیں گے جب اہلِ جہنم کو جہنم میں داخل کیا جائے گا تو وہ ستر سال کی کوشش کے بعد کہیں دوبارہ جہنم کے کنارے پہنچیں گے تو فرشتے لوہے کے گرز اُن کے سر پر ماریں گے یہاں تک کہ وہ جہنم کی تہہ میں پہنچ جائیں گے اور ان کے بدن کی کھال پھر نئی ہو جائے گی تاکہ عذاب ان پر زیادہ اثر انداز ہو۔ پھر آپؐ نے

ابوبصیر سے فرمایا کیا اب تیرے لئے کافی ہے تو اس نے عرض کی بس اب مجھے کافی ہے۔

خبر دوم ایک حدیث میں امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت رسول اکرم صلعم نے فرمایا کہ جب میں شب معراج آسمان اوّل پر پہنچا تو میں نے جس فرشتے کو بھی دیکھا وہ خوش و خرم منظر آیا مگر ایک فرشتہ ایسا دیکھا کہ میں نے اس سے عظیم تر فرشتہ کوئی نہ دیکھا تھا۔ اس کی شکل سے ہیبت اور غیظ و غضب کے آثار نمایاں تھے۔ اس نے دوسرے فرشتوں کی طرح میری تعظیم و تکریم کی۔ لیکن وہ فرشتہ مجھے دیکھ کر دوسرے فرشتوں کی طرح نہ مسکراتا اور نہ ہی ہنسا۔ میں نے جبرائیل سے پوچھا یہ فرشتہ کون ہے کہ میں اسے دیکھ کر سخت خوفزدہ ہوں۔ جبرائیل نے عرض کیا واقعی آپ کو اس سے ڈرنا چاہیئے کیونکہ ہم بھی اسے دیکھ کر ڈرتے ہیں۔ یہ فرشتہ خازن جہنم ہے جس دن سے اللہ تعالیٰ نے اسے جہنم کا خازن بنایا ہے اب تک یہ مسلسل اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے خلاف زیادہ غضبناک اور رنجیدہ ہو رہا ہے اور جس وقت اللہ تعالیٰ اس فرشتہ کو اپنے دشمنوں سے انتقام لینے کا حکم دے گا تو یہ بڑی سختی کے ساتھ ان سے انتقام لیگا اگر اس نے کسی سے مسکرا کر ملاقات کی ہوتی تو آج یہ ضرور آپ کے ساتھ بھی ہنس کر ملاقات کرتا اور خوشی و مسرت کا اظہار کرتا۔ پس میں نے اس فرشتہ کو سلام کہا اور اس نے میرے سلام کا جواب دیا اور مجھے جنّت کی خوشخبری دی۔ پس میں نے جبرائیل سے کہا کہ ان کی شان و شوکت اور رُعب و دبدبہ کی وجہ سے جو کہ آسمانوں میں ہے تمام اہل سمٰوٰت اس کی اطاعت کرتے ہیں۔

اے جبرائیل اس خازنِ جہنم سے عرض کرو کہ وہ مجھے دوزخ کی آگ دکھائے جبرائیل نے عرض کی اے خازن اللہ تعالیٰ کے حبیب حضرت محمد صلعم کو آتشِ دوزخ دکھا۔ پس خازنِ جہنم نے پردہ ہٹایا اور جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازے کو کھولا تو آگ کے شعلے آسمان کی طرف بلند ہوئے اور تمام آسمان پر چھا گئے اور بھڑکنے لگے اور وحشت طاری ہو گئی۔ پس میں نے جبرائیل سے کہا خازن سے کہو کہ وہ دوبارہ پردہ ڈال دے۔ پس خازن نے ان شعلوں کو جو کہ آسمان کی طرف بلند ہوئے تھے واپس اپنی جگہ پر لوٹنے کو کہا اور دوبارہ واپس لوٹ آئے

خبر سوم بسندِ معتبر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی شخص ایسا پیدا نہیں کیا کہ اس کا ایک ٹھکانا جنت اور ایک دوزخ میں نہ ہو۔ جب اہل جنت جنت میں اور اہل دوزخ جہنم میں پہنچ جائیں گے تو اس وقت منادی اہلِ جنت سے پکارے گا کہ جہنم کی طرف دیکھو پس وہ اسے دیکھیں گے۔ انہیں جہنم کے اندر اپنا وہ مقام نظر آئے گا کہ اگر وہ گنہگار ہوتے تو یہ ان کی منزل ہوتی۔ پس وہ اسے دیکھ کر اتنے خوش ہوں گے کہ اگر بہشت میں موت ہوتی تو وہ خوشی سے مر جاتے اور یہ خوشی اس وجہ سے ہو گی کہ الحمد للہ وشکراً للہ اس نے ہمیں دوزخ سے نجات دی۔ اس طرح اہل جہنم کو کہا جائے گا کہ اوپر نظریں اُٹھا کر دیکھو یہ تمہاری جنت کے اندر منزل ہے۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری کرتے تو تم اس مقام پر ہوتے۔ پس وہ غم کی وجہ سے اس قدر نڈھال ہو جائیں گے کہ اگر دوزخ میں موت ہوتی تو وہ غم کے مارے مر جاتے لہذا دوزخیوں کے بہشت والے مقامات

جنتیوں کو دیئے جائیں گے ـــــ اور بہشتیوں کے دوزخ والے مقامات دوزخیوں کو دیئے جائیں گے۔ یہی اس آیہ کی تفسیر ہے جس میں اہل بہشت کی شان میں کہا گیا ہے کہ یہی ان کے وارث ہیں ـــــ جو کہ بہشت کو بطور میراث حاصل کریں گے اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے أُولَٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ الَّذِينَ يَرِثُونَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۔ سورۂ مومنون آیت ۱۰، ۱۱

خبر چہارم

آنحضرت سے مروی ہے کہ جب جنتی جنت اور دوزخی دوزخ میں داخل ہوں گے تو اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک منادی ندا دے گا۔ اے اہل جنت و اہل دوزخ اگر موت کسی شکل میں تمہارے سامنے آئے تو کیا تم اس کو پہچان لو گے؟ وہ عرض کریں گے ہم نہیں پہچان سکتے۔ پس موت کو جنت اور دوزخ کے درمیان گوسفند کی صورت میں لایا جائے گا اور ان تمام لوگوں سے کہا جائے گا کہ دیکھو یہ موت ہے پس اس وقت اللہ تعالیٰ اس کو ذبح کر دے گا اور اہل جنت سے مخاطب ہو کر فرمائے گا کہ اب تم ہمیشہ کے لئے جنت میں رہو گے اور تم پر موت واقع نہیں ہوگی پھر اہل دوزخ سے مخاطب ہو کر فرمائے گا کہ تم ہمیشہ جہنم میں رہو گے اور تم پر بھی موت واقع نہیں ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ کا وہ فرمان جو کہ اس نے اپنے بندوں سے ارشاد فرمایا ہے۔ وَأَنذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ ۔ سورہ مریم آیت ۳۹

اے رسولؐ آپ ان لوگوں کو اس حسرت والے دن سے ڈرائیں جبکہ ہر

شخص کے کام کا حتمی فیصلہ ہو جائے گا اور یہ لوگ اس دن سے غافل اور سست ہیں۔ اللہ تعالیٰ اہل بہشت اور اہل دوزخ کو حکم دے گا کہ تم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنی اپنی جگہوں پر رہو اور ان کے لئے کبھی موت نہیں ہوگی اور اس دن اہلِ جہنم حسرت اور افسوس کریں گے اور ان کی تمام امیدیں منقطع ہو جائیں گی۔

خبر پنجم حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ گناہگاروں کے لئے آگ کے درمیان نقب لگائی گئی ہے۔ ان کے پاؤں میں زنجیر ہوگی اور ہاتھ گردن کے ساتھ بندھے ہوں گے اور ان کے پیراہن تانبے کے ہوں گے اور بجتے آگ کے پہنائے جائیں گے اور وہ سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے جس میں سخت گرمی ہوگی اور ان پر جہنم کے دروازے بند کر دیئے جائیں گے اور ان دروازوں کو ہرگز نہیں کھولا جائے گا اور ان پر کبھی بادِ نسیم داخل نہ ہوگی اور نہ ہی ان کا رنج و غم دور ہوگا۔ ان کا عذاب شدید اور تازہ ہوتا رہے گا۔ نہ ان کا گھر ختم ہوگا اور نہ ہی عمر ختم ہوگی اور وہ اللہ تعالیٰ سے اپنی موت کی خواہش کریں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے جواب میں ارشاد فرمائے گا کہ تم ہمیشہ کے لئے اس عذاب میں رہو۔

خبر ششم بسند معتبر حضرت امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے کہ جہنم کے اندر ایک کنواں ہے جس سے اہلِ جہنم استفادہ کریں گے اور یہ جگہ ہر متکبر اور مغرور کے لئے مخصوص ہوگی اور ہر شیطان متمرد کے لئے اور اس متکبر کے لئے جو کہ روزِ قیامت پر ایمان نہ رکھتا تھا اور ہر دشمنِ اہلِ بیت کے

بستے ہوگا۔ اور آپ نے فرمایا جس شخص کا عذاب کمترین ہوگا۔ وہ آگ کے سمندر میں ہوگا اور اس کے جوتے آگ کے اور بند نعلین بھی آگ کے ہوں گے۔ جن کی گرمی کی شدت کی وجہ سے اس کے دماغ کا مغز دیگ کی طرح جوش کھانے لگے گا وہ گمان کرے گا کہ تمام اہل جہنم سے بدترین عذاب اس کا ہے حالانکہ اس کا عذاب تمام اہل جہنم سے آسان تر ہوگا۔

صاحبانِ خوفِ خدا کے قصّے

قِصّہ اوّل :- ایک خوفِ خدا رکھنے والے فاسق نوجوان کا قِصّہ

شیخ کلینیؒ بسند معتبر حضرت علی بن حسینؑ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص اپنے اہل وعیال کے ساتھ کشتی میں سوار ہُوا اور تقدیرِ الٰہی سے کشتی ٹوٹ گئی ۔ تمام سوار غرق ہو گئے ۔ مگر اس شخص کی زوجہ ایک تختہ پر بیٹھی سمندر کے دُور افتادہ جزیرہ میں پہنچ گئی اور اس جزیرہ کے اندر ایک رہزن مرد فاسق رہتا تھا جس نے کسی قسم کا فسق وفجور نہ چھوڑا تھا ۔ جب اس نے اس عورت کو دیکھا تو پوچھا کیا تو انسان ہے یا جن ، اس عورت نے کہا میں انسان ہوں ۔ اس کے علاوہ اس نے اس عورت سے اور کوئی بات نہ کی اور اس کے ساتھ لپٹ کر مجامعت کرنے کا ارادہ کیا ۔ جب وہ اس عمل قبیح کی طرف متوجہ ہُوا تو اس فاسق نے عورت کو مضطرب اور کانپتے دیکھا ۔ اس فاسق نے پُوچھا تو کس وجہ سے مضطرب ہے اُس نے آسمان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ، اللہ تعالیٰ کے خوف سے ۔ اُس نے کہا کیا تُو نے آج تک کبھی یہ کام کیا ہے ۔ اس عورت نے کہا ۔ خدا کی قسم زنا ہرگز نہیں کیا ۔ اس فاسق نے کہا جبکہ تُو نے آج تک کوئی بُرا کام نہیں کیا تو پھر کس وجہ سے خدا سے ڈرتی ہے ۔ حالانکہ میں تجھے اس کام پر مجبور کر رہا ہوں تو خود اپنی رضامندی سے نہیں کر رہی اس کے باوجود اس قدر خوفزدہ ہے لہٰذا میں تجھ سے زیادہ خدا سے ڈرنے کا حقدار ہوں ۔ کیونکہ میں نے اس سے قبل بھی بہت

سے گناہ کئے ہیں۔ پس وہ فاسق اس کام سے باز رہا اور اس عورت سے کوئی کلام کئے بغیر گھر کی طرف روانہ ہوا۔ اور دل میں کئے ہوئے گناہوں پر نادم اور توبہ کرنے کا ارادہ کر لیا۔ راستے میں اس کی ملاقات ایک راہب سے ہو گئی اور وہ دونوں ایک دوسرے کے رفیق بن گئے۔ جب وہ تھوڑی راہ چل چکے تو سورج کی گرمی بڑھنے لگی۔ راہب نے اس جوان سے کہا کہ گرمی زیادہ بڑھ گئی ہے تو دعا کر کہ خداوند تعالیٰ بادل کو بھیجے اور وہ ہم پر سایہ کر دے۔ جوان نے کہا میں نے کوئی نیکی اور اچھا کام نہیں کیا۔ جس کی بناء پر خداوند تعالیٰ سے حاجت طلب کرنے کی جرأت کروں۔ راہب نے کہا میں دعا کرتا ہوں تم آمین کہنا۔

پس انہوں نے ایسا ہی کیا۔ تھوڑی دیر میں بعد ایک بادل آ کر ان کے سر پر سایہ فگن ہوا۔ اور وہ اس کے سایہ میں چلنے لگے۔ جب وہ کافی راستہ طے کر چکے تو ان کے راستے جُدا ہو گئے۔ جوان اپنے راستے پر اور راہب اپنے راستے پر چلنے لگا اور بادل کا سایہ جوان کے ساتھ ہو لیا اور راہب دھوپ میں رہ گیا۔ راہب نے جوان سے کہا تو مجھ سے بہتر ہے کیونکہ تیری دعا مجھ سے بہتر ہے کیونکہ تیری دعا مستجاب ہوئی اور میری دُعا مستجاب نہ ہوئی۔ بتا وہ کونسا نیک کام تو نے کیا ہے جس کی بدولت تو اُس کرامت کا مستحق ہوا۔ جوان نے اپنے قصّے کو نقل کیا۔ تب راہب نے کہا چونکہ تو نے خوفِ خدا کی وجہ سے ترکِ گناہ کا مصمم ارادہ کر لیا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے تیرے گذشتہ گناہ معاف کر دیئے تو کوشش کر کہ اس کے بعد بھی نیک ہی رہے

دوسرا قصّہ

بہلول نبّاش کا قصّہ

شیخ صدوقؒ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن معاذ بن جبل روتے ہوئے حضور اکرم صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام دیا۔ آنحضرت صلعم نے سلام کا جواب دیا اور پوچھا اے معاذ تیرے رونے کا سبب کیا ہے؟ اُس نے عرض کیا یارسول اللہ! دروازے پر ایک خوبصورت نوجوان کھڑا اس طرح رو رہا ہے جیسے کوئی عورت اپنے نوجوان بیٹے کی میّت پر روتی ہے۔ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت چاہتا ہے، آنحضرت صلعم نے فرمایا، اسے اندر بلا لاؤ۔ پس معاذ گیا اور جوان کو اندر بلا لایا۔ نوجوان نے اندر داخل ہو کر سلام عرض کیا۔ آنحضرت صلعم نے سلام کا جواب دیا اور پوچھا اے جوان تیرے رونے کی وجہ کیا ہے؟ اس نے عرض کیا یارسول اللہ! میں کیوں نہ روؤں جبکہ مجھ سے گناہِ عظیم سرزد ہوا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ مجھ سے اس گناہ کا مواخذہ کرے تو وہ مجھے جہنّم میں بھیجے گا اور مجھے یقین ہے کہ وہ مجھ سے ضرور مواخذہ کرے گا اور کبھی نہ بخشے گا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کیا تُو نے شرک کیا ہے اس نے عرض کی میں مشرک بننے سے خدا کی پناہ چاہتا ہوں۔ آنحضرت صلعم نے پوچھا کیا تو نے کسی کو ناحق قتل کیا ہے اُس نے نفی میں جواب دیا۔ آپ نے فرمایا اگر تیرا گناہ پہاڑوں سے بھی عظیم تر ہے تو بھی خدا بخش دے گا۔ اس

نے عرض کیا حضور میرا گناہ تو پہاڑوں سے بھی عظیم تر ہے۔ آپ نے فرمایا اگر تیرا گناہ ساتوں زمینوں، دریاؤں، درختوں اور جو کچھ ان میں ہے اس سے بھی بڑا ہے۔ تو خداوند عالم اس گناہ کو بھی بخش دے گا۔ اس نوجوان نے عرض کیا حضور میرا گناہ ان سب سے عظیم تر ہے۔ آنحضرت نے فرمایا اگر تیرا گناہ ستاروں، آسمانوں عرش و کرسی جیسا بھی عظیم ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا۔ اس نے عرض کیا میرا گناہ اس سے بھی بڑا ہے۔ تب آنحضرت صلعم نے اس کی طرف ناراض ہو کر دیکھا اور فرمایا اے نوجوان تیرا گناہ بڑا ہے یا پروردگار عالم پس اس نوجوان نے سر جھکا کر عرض کیا۔ میرا پروردگار ہر عیب سے منزہ و مبرا ہے کوئی چیز اس سے بڑی نہیں بلکہ میرا پروردگار ہر چیز سے بزرگ و اعلیٰ ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کون گناہ عظیم کو بخشنے والا ہے۔ اس نوجوان نے عرض کیا بخدا یا رسول اللہ اس کے سوا کوئی نہیں اور خاموش ہو گیا۔ پھر آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا، اے نوجوان اپنے گناہ سے آگاہ کر۔ اس جوان نے عرض کیا یا رسول اللہ! سات سال تک میں قبروں کو کھود کر کفن چوری کرتا رہا ہوں ایک روز ایک انصاری لڑکی کے میت کو دفن کیا گیا۔ جب رات ہوئی تو میں نے حسب سابق قبر کو کھود کر اور میت کو باہر نکال کر اس کا کفن اتار لیا اور اس کو ننگا قبر کے کنارے چھوڑ کر چل دیا۔ اسی اثنا میں شیطان نے میرے دل میں وسوسہ پیدا کیا ——————— اور اس لڑکی کو میری نظروں میں خوبصورت کر دکھایا اور شیطان نے مجھ سے کہا کیا تو نے اس کے سفید بدن کو نہیں دیکھا اور اس کی موٹی رانوں کو نہیں دیکھا حتیٰ کہ شیطان نے

مجھ پر غلبہ حاصل کر لیا، اور میں واپس قبر کی طرف لوٹا اور اس میت کے ساتھ وطی کر کے اپنا منہ سیاہ کیا اور میت کو اسی حالت میں چھوڑ کر واپس ہوا، اچانک میں نے اپنے پیچھے سے ایک آواز سنی جو مجھے پکار کر کہہ رہی تھی اے جوان تجھ پر خدا کی لعنت ہو کہ بروز قیامت جب اہل محشر کے سامنے اللہ تعالیٰ کے حضور جھگڑا پیش ہو گا کہ تو نے مجھے مُردوں کے درمیان ننگا کیا۔ قبر سے باہر نکال کر میرا کفن چرایا اور مجھے جنابت کی حالت میں ننگا چھوڑ دیا اور میں اسی نجس حالت میں محشور ہوں گی اور اے جوان تیری جوانی جہنم میں جلے۔ پس جوان نے عرض کیا مجھے یقین ہے کہ میں ان اعمال کے ہوتے ہوئے جنت کی بُو بھی نہیں سونگھ سکوں گا۔ حضورؐ نے فرمایا اے فاسق میری نظروں سے دُور ہو جا۔ کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں تیرے ساتھ مجھے بھی آتش دوزخ نہ جلا دے کیونکہ تو جہنم کے اتنا قریب ہے۔ (یہ بات مخفی نہ رہے کہ آنحضرتؐ کا اس نوجوان کو اس طرح دُور کرنا محض اس کے دل میں زیادہ خوف پیدا کرنے کی وجہ سے تھا تاکہ وہ زیادہ التجا کرے اور لوگوں سے تعلقات توڑ کر حق تعالیٰ سے توبہ کرے تاکہ وہ قبول کرے چنانچہ اس نے توبہ کی اور وہ قبول ہوئی)

آنحضرتؐ نے بار بار اسے یہی حکم دیا۔ حتیٰ کہ وہ نوجوان دربار سے باہر نکلا، مدینہ کے بازار میں آکر کچھ دنوں کے لئے کھانا خریدا اور وہ مدینہ کے کسی پہاڑ پر چلا گیا اور ٹاٹ کا لباس پہن کر عبادت میں مشغول ہو گیا اور اپنے ہاتھوں کو گردن میں ڈال کر فریاد کرتا رہا یَارَبِّ هٰذَا عَبْدُكَ بَهْلُوْلُ بَيْنَ يَدَيْكَ مَغْلُوْلٌ اے پروردگار یہ تیرا بندہ بہلول تیرے حضور

میں ہاتھ گردن میں ڈالے کھڑا ہے۔ اے اللہ تو مجھے اور میرے گناہ کو بھی جانتا ہے۔ اے خدایا میں اپنے کئے ہوئے گناہوں پر پشیمان ہوں اور میں نے تیرے پیغمبر کے پاس جاکر توبہ کا اظہار کیا ہے اس نے مجھے اپنے پہلو سے دور بھگا کر میرے خوف کو بڑھایا ہے۔ پس میں تجھے تیری عظمت و جلالت اور اسماء اعظم کا واسطہ دیکر سوال کرتا ہوں کہ مجھے میری امید سے ناامید نہ کرنا۔ اے میرے پروردگار میری دعا کو نہ ٹھکرانا اور مجھے اپنی رحمت سے مایوس نہ کرنا حتیٰ کہ چالیس دن تک یہ الفاظ دہراتا رہا اور وہ اسقدر رویا کہ حیوانات اور درندے بھی اسے دیکھ کر روتے تھے۔ جب چالیس دن گزر چکے تو اس نے اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھا کر دعا کی اور عرض کیا۔ اے میرے پروردگار تو نے میری حاجت کو کیا کیا۔ اگر تو نے میری دعا کو قبول کیا اور میرے گناہوں کو معاف کر دیا ہے تو تو اپنے پیغمبر کو وحی نازل فرما۔ تاکہ میں بھی اپنی دعا کے متعلق جان لوں اور اے خدا اگر تو نے میری دعا قبول نہیں فرمائی اور مجھے ابھی تک نہیں بخشا تو مجھے عذاب میں مبتلا کر اور ایسی آگ بھیج جو مجھے جلا ڈالے یا مجھے اس دنیا کے اندر سخت مصیبت میں مبتلا کر۔ لیکن خدایا مجھے روز قیامت کے عذاب سے نجات دے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کی توبہ قبول ہونے پر آیات نازل فرمائیں۔ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ

وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ
اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ
وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ
فِيْهَا وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝ اور وہ لوگ جب کوئی
بدی کر گزرتے ہیں یا اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کو یاد کر کے اپنے
گناہوں کی معافی چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کون ہے ؛ جو گناہوں کو
معاف کر سکتا ہے اور جو کچھ وہ کر چکے اس پر جان بوجھ کر اصرار نہیں کرتے
یہی وہ لوگ ہیں جن کی جزا ان کے رب کی طرف سے بخشش اور جنت ہے
جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں اور عمل کرنے
والوں کا کتنا اچھا اجر ہے ۔ سورہ آل عمران ۱۳۴/۱۳۶ پ۴

جب یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی تو آنحضرت اپنے گھر سے باہر تشریف لائے
اور اس آیہ کریمہ کی تلاوت بھی کرتے تھے اور بہلول کی حالت بھی دریافت فرماتے
تھے معاذؓ نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ ہم نے سُن رکھا ہے کہ وہ فلاں جگہ رہتا
ہے ، آنحضرتؐ اپنے چند صحابہ کرامؓ کے ساتھ اس پہاڑ کی طرف متوجہ ہوئے
اور اس پہاڑ پر تشریف لے گئے اور دیکھا کہ وہ نوجوان (بہلول) دو پتھروں
کے درمیان اپنے دونوں ہاتھوں کو گلے میں ڈالے کھڑا ہے اور اس کا چہرہ
سورج کی گرمی کی وجہ سے سیاہ اور مسلسل رونے کی وجہ سے پلکیں گر چکی ہیں

اور وہ کہہ رہا ہے اے میرے پروردگار تو نے مجھے اشرف المخلوقات پیدا کیا اور مجھے اچھی شکل وصورت سے نوازا۔ کاش میں یہ بھی جان لیتا کہ تو میرے ساتھ کیا کرے گا تو مجھے آگ میں جلائے گا یا اپنے جوار میں مجھے بہشت کے اندر جگہ دے گا۔ اے اللہ تو نے مجھ پر بڑے بڑے احسان کئے ہیں۔ اور تیری نعمتوں کا حق مجھ پر زیادہ ہے۔ ہائے افسوس کاش میں یہ بھی اپنا انجام جانتا ہوتا کہ تو مجھے اپنی رحمت کے ذریعہ بہشت میں بھیجے گا یا مجھے ذلیل کرکے دوزخ میں بھیجے گا۔ اے اللہ میرا گناہ زمین وآسمان اور عرش وکرسی سے بھی بڑا ہے کتنا اچھا ہوتا اگر میں یہ بھی جان لیتا کہ میرا گناہ تو بخش دے گا یا بروزِ قیامت مجھے ذلیل ورسوا کرے گا۔ وہ جوان اس قسم کی باتیں کر رہا تھا اور رو رہا تھا اور اپنے سر پر خاک ڈالتا تھا جنگل کے حیوان و درندے اس کے گرد حلقہ باندھے ہوئے تھے اور پرندے اس کے سر پر صف باندھے کھڑے تھے اور اس کو دیکھ کر رو رہے تھے پس آنحضرت اس کے پاس تشریف لائے اور اس کے ہاتھوں کو گردن سے کھولا اور اپنے دستِ مبارک سے اس کے سر سے مٹی کو نکالا اور فرمایا اے بہلول تجھے خوشخبری ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے دوزخ کی آگ سے آزاد کر دیا ہے اور آنحضرتؐ نے اپنے صحابہؓ کو مخاطب کرکے فرمایا۔ اے میرے صحابہ تم بھی بہلول کی طرح اپنے گناہوں کی معافی مانگو۔ پھر اس آیہ کریمہ کی تلاوت فرمائی اور بہلول کو جنّت کی خوشخبری سنائی۔

مولّف گوید:۔ علامہ مجلسیؒ نے عین الحیوٰۃ میں اس

حدیث کے ذیل میں جو کچھ فرمایا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کو جاننا چاہیئے کہ توبہ کرنے کی کچھ شرائط اور اسباب بھی ہیں۔

شرائطِ توبہ

توبہ کرنے کی پہلی شرط یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی عظمت و بزرگی کو دیکھ کر سوچے کہ اس نے کتنے بزرگ و برتر خدا کی نافرمانی کی ہے اور پھر اپنے گناہ کی بزرگی کو دیکھے کہ کس قدر گناہ مجھ سے سرزد ہوا ہے اور پھر گناہوں کی سزا کو دیکھے جو اللہ تعالیٰ نے دنیا اور آخرت میں اس کیلئے مقرر کر رکھی ہے جو آیات و احادیث سے واضح ہے۔ پس یہی تفکر انسان کی ندامت کا باعث ہوتا ہے اور یہی ندامت انسان کو تین چیزوں پر آمادہ کرتی ہے جن تین چیزوں سے توبہ مرکب ہے۔

پہلی چیز یہ ہے کہ بندے اور اللہ تعالیٰ کا تعلق جو اس گناہ کی وجہ سے ٹوٹ چکا ہے وہ بحال ہو جائے۔

دوم یہ کہ انسان آئندہ گناہ نہ کرنے کا پکا ارادہ کرے کہ وہ پھر اس کا اعادہ نہ کرے گا۔

سوم یہ کہ وہ اپنے کئے پر نادم ہو اور اگر گناہ کا تدارک ممکن ہو تو تدارک بھی کرے۔

قابلِ توبہ گُناہ

چند قابلِ توبہ گناہ یہ ہیں :۔

ا۔ پہلی قسم کا وہ گناہ ہے جس کا تعلق کرنے والے کے علاوہ کسی دوسرے انسان سے متعلق نہ ہو بلکہ اس کی سزا صرف آخرت کا عذاب ہی ہو۔ جیسے مرد کا سونے کی انگوٹھی اور ابریشم کا لباس زیب تن کرنا۔ کیونکہ اس گناہ کی توبہ دوبارہ نہ پہننے کا پکا ارادہ کرنا اور کئے پر پشیمان ہونا ہی قیامت کے دن اس کے عذاب سے بچنے کے لئے کافی ہے۔

دوم :۔ جس گناہ کا تعلق کرنے والے کے علاوہ دوسرے شخص سے بھی ہو۔ اور اس کی چند قسمیں ہیں۔

ا۔ حقوق اللہ   ۲۔ حقوق العباد

اگر کسی کا حق ہو یا اس کے ذمہ کسی قسم کا مال ہو مثلاً اُس نے کوئی ایسا گناہ کیا ہو کہ اس کے بدلے ایک غلام آزاد کرنا ہو تو اگر وہ ایسا کرنے پر قادر ہے تو جب تک وہ ایسا نہ کرے گا تو محض ندامت سے اس کے گناہ کا عذاب نہیں ٹل سکتا۔ بلکہ اس پر واجب ہے کہ اس گناہ کا کفارہ ادا کرے۔ اور اگر اس کے ذمہ مال کے علاوہ کوئی چیز ہو مثلاً اس سے نمازیں اور روزے قضا ہو گئے ہوں تو اسے ان کی قضا بجالانی چاہیئے۔ اگر اس نے کوئی ایسا کام کیا ہے کہ جس کی وجہ سے اس شریعتِ خدا کی حد لگائی گئی ہو مثلاً اس نے شراب پی ہو۔ اور

وہ حاکم شرع کے سامنے ثابت نہ ہو سکی ہو تو اسے چاہیئے کہ وہ خود توبہ کرے اور اس کا اظہار نہ کرے اور اسے یہ بھی اختیار ہے کہ وہ حاکم شرع کے سامنے اقرار کرے تاکہ وہ اس پر شرعی حد لگائے لیکن اظہار نہ کرنا بہتر ہے۔ اگر حقوق الناس میں سے ہو مثلاً اس کے ذمے کسی شخص کا مال ہو تو اس پر واجب ہے کہ وہ مال اصل وارث تک پہنچائے اور اگر مال کے علاوہ ہو یعنی اس نے کسی کو گمراہ کیا ہو تو اسے چاہیئے کہ وہ اس کو درست راہ پر لگائے اگر وہ حد کا مستحق ہے مثلاً اس نے فحش کلمہ کہا ہے تو اگر کہنے والا عالم شخص ہے تو چونکہ یہ اس کی اہانت کا باعث ہے تو حد جاری ہونے سے قبل اس کو اپنا مرتبہ دیکھنا ہوگا اور اگر وہ اس فعل شرعی معرفت سے ناواقف ہو تو اس کے بارے میں اختلاف ہے اکثر علماء کا اعتقاد یہ ہے کہ اس بات کا کہنا چونکہ اہانت ہے اور تکلیف کا باعث ہے لہذا اسے تکلیف پہنچانا ضروری نہیں اور یہی غیبت کے بارے میں بھی ہے۔

قصہ سوم

حرارتِ جہنم کی یاد میں

دھوپ میں لیٹنے والے کا قصہ

ابن بابویہ سے مروی ہے کہ ایک روز رسول اکرم صلعم گرمی کی وجہ سے درخت کے سایہ میں تشریف فرما تھے۔ اچانک ایک آدمی آیا اور اپنے لباس کو اُتار کر گرم زمین پر لیٹنے لگا اور کبھی پیٹ کو اور کبھی پیشانی کو تپتی ہوئی زمین پر رگڑتا اور اپنے نفس سے مخاطب ہو کر کہتا دیکھ اللہ تعالیٰ کا عذاب اس گرمی سے عظیم تر ہے

حضرت رسول اکرمؐ نے اس کی طرف دیکھا تو اس نے اپنا لباس پہن لیا آنحضرت نے اس کو بُلا کر فرمایا اے شخص میں نے تجھ کو ایسا کام کرتے دیکھا ہے جو کسی دوسرے شخص کو کرتے نہیں دیکھا۔ بتا تجھے کس چیز نے ایسا کرنے پر مجبور کیا۔ اس نے عرض کیا کہ اس کا سبب صرف خوفِ خدا ہے اور میں اپنے نفس کو یہ گرمی اس لئے چکھا رہا ہوں تاکہ وہ جان لیں کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب اس تکلیف سے زیادہ سخت ہے جس کے برداشت کرنے کی تجھ میں طاقت نہیں۔

آنحضرت نے فرمایا تو خدا سے ایسا ہی ڈر رہا ہے جیسا کہ ڈرنے کا حق ہے اور اللہ تعالیٰ بھی تیرے اس خوف اور فعل پر فرشتوں میں فخر و مباہات کر رہا ہے پس آنحضرت نے اپنے صحابیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا اس آدمی کے پاس چلے

جاؤ تاکہ وہ تمہارے لئے دُعا کرے۔ جب وہ تمام اس کے نزدیک گئے اُس نے کہا اے خدایا ہم تمام لوگوں کو ہدایت اور راہِ راست پر لا اور پرہیزگاری کو ہمارا زادِ راہ بنا اور ہمارا بہشت میں داخلہ فرما۔

قِصّہ چہارم

زناکار عورت اور عابد کا قِصّہ

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک زناکار عورت تھی جس نے بنی اسرائیل کے بہت سے نوجوانوں کو اپنا فریفتہ بنا رکھا تھا ایک دن بعض نوجوانوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اگر فلاں عابد بھی اس عورت کو دیکھے تو اس پر عاشق ہو جائے عورت نے جب ان کا یہ مشورہ سُنا تو اُس نے قسم اُٹھائی کہ میں آج گھر نہ جاؤں گی جب تک کہ اس عابد کو اپنا فریفتہ نہ بنالوں پس وہ اسی رات زاہد کے گھر گئی اور اس کے دروازے کو دستک دی اور کہا کہ اے عابد مجھے آج رات پناہ دے تاکہ آج رات میں تیرے گھر گذاروں عابد نے انکار کر دیا تو اس عورت نے کہا کہ بنی اسرائیل کے کچھ نوجوان میرے ساتھ زنا کا ارادہ رکھتے ہیں اور میں ان سے بھاگ کر تجھ سے پناہ مانگتی ہوں۔ اور اگر دروازہ نہ کھولا تو وہ پہنچ جائیں گے اور مجھے رُسوا کریں گے۔ عابد نے جب یہ الفاظ سُنے تو دروازہ کھول دیا۔ جب یہ عورت عابد کے گھر داخل ہو گئی تو

اس نے اپنے لباس کو اُتار پھینکا۔ عورت نے جب اُس عورت کے حُسن و جمال کو دیکھا تو وہ بے اختیار ہو گیا اور اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا۔ مگر اسی وقت خوفِ خدا سے ہاتھ کو کھینچ لیا اور چولہے پر رکھی ہوئی دیگ کے اندر داخل کر دیا۔ اس عورت نے پوچھا تو کیا کر رہا ہے۔ اس عابد نے جواب دیا میں اپنے ہاتھ کو اس غلطی کی سزا کے طور پر جلا رہا ہوں۔ پس وہ عورت جلدی سے باہر نکلی اور بنی اسرائیل کو خبر دی کہ عابد اپنے ہاتھ کو جلا رہا ہے۔ جب وہ آئے تو دیکھا کہ اس کا تمام ہاتھ جل چکا تھا۔

حدیث ابو درداءؓ

و

مناجات حضرت امیر علیہ السّلام

ابن بابویہ عروہ بن زبیر سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے کہا ایک دن رسولِ اکرمؐ صحابہؓ کے مجمعے میں تشریف فرما تھے کہ ہم اہلِ بدر اور اہلبیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عبادات و اعمال کا تذکرہ کرنے لگے ابو درداءؓ نے کہا کہ اے قوم! میں چاہتا ہوں کہ تمہیں ایسے اشخاص کا پتہ بتاؤں جس کی دولت تمام صحابیوں سے کم ہے۔ لیکن اس کے اعمال اور

عبادات سب سے زیادہ ہیں ۔ لوگوں نے پوچھا وہ کون شخص ہے ۔ ابو درداء نے کہا وہ علی بن ابی طالب ہیں ۔ جب اس نے امیرالمومنینؑ کا نام لیا ۔ تو تمام لوگوں نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا اس پر ایک انصاری نے کہا اے ابو درداءؓ تو نے آج ایک ایسی بات کہی ہے جس میں تیرا کسی نے ساتھ نہیں دیا ۔ اس نے جواب دیا میں نے جو کچھ دیکھا تھا تم سے وہی بیان کیا اور تم بھی وہی کہتے ہو جو کچھ تم نے دوسروں سے سُنا ہے (کلام بقدرِ معرفت ہے) میں ایک شب بنی نجار کے نخلستان میں حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا ۔ میں نے دیکھا کہ حضرت علی علیہ السلام اپنے ساتھیوں سے دُور کھجوروں کے درختوں کے پیچھے چُھپے ہوئے ہیں اور دردناک و غمناک آواز کے ساتھ کہہ رہے ہیں اے اللہ مجھ سے کتنے ہلاک کر دینے والے گناہ سرزد ہوئے ہیں اور بجائے اس کے کہ تو مجھے ان گناہوں کی سزا دیتا تو نے حلم سے کام لیا اور مجھ سے کتنی برائیاں ہوئیں مگر تُو نے مجھے رسوا و ذلیل کیا بلکہ مجھ پر رحم کیا ۔ اے اللہ! اگر میری یہ عُمر تیری معصیت میں گذر گئی اور میرے نامۂ اعمال میں گناہ زیادہ ہوتے گئے تو میں تیری بخشش اور خوشنودی کے علاوہ کسی اور چیز کی خواہش نہ کروں گا پس میں نے اس آواز کا تعاقب کیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ یہ آواز حضرت امیر علیہ السلام کی ہے ۔ لہٰذا میں اس آواز کو سننے کے لئے درختوں میں چھپ کر بیٹھ گیا ۔ میں نے دیکھا کہ حضرت علی علیہ السلام نماز کی بہت سی رکعتیں پڑھ رہے ہیں ۔ اور جب بھی نماز سے فارغ ہوتے ہیں تو وہ دعاؤں آرزوؤں اور رونے میں لگ جاتے ہیں ۔ حضرت علیؑ کی وہ دعائیں جو رات کو پڑھ رہے تھے ان کا ترجمہ یہ ہے ۔

" اے اللہ جب میں تیری بخشش اور مہربانی کو یاد کرتا ہوں تو گناہ مجھ پر آسان معلوم ہوتے ہیں۔ اور جب میں تیرے سخت عذاب کو یاد کرتا ہوں تو یہ گناہ مجھ پر بڑی مصیبت بن جاتے ہیں۔ ہائے افسوس جس دن میں اپنے ان بھولے ہوئے گناہوں کو نامۂ اعمال میں قیامت کے دن لکھا ہُوا پڑھوں گا۔ جنہیں تُو نے اپنی قدرتِ کاملہ کے ساتھ لکھ رکھا ہے ہائے افسوس اس وقت پر جس وقت تُو فرشتوں کو حکم دے گا کہ اسے پکڑ لو، مجھے اس طرح پکڑے اور قید کئے جانے پر افسوس ہے قیدی بھی ایسا جس کے گناہ کی پاداش میں اس کے کنبہ کو بھی نجات نہ مل سکے گی اور اس کا قبیلہ اس کی فریاد رسی کے لئے نہ پہنچ سکے گا اور اس کی اس حالتِ زار پر تمام اہلِ محشر رحم کھائیں گے۔ پس فرمایا ہائے وہ آگ جو جگر اور گردوں کو جلا دیتی ہے۔ ہائے وہ آگ جو سر کی کھوپڑی کو جلا دیتی ہے۔ پس حضرت علیؑ اس کے بعد بہت روئے حتیٰ کہ مجھے حضرت امیر علیہ السلام کی آواز تک سنائی نہ دی۔ میں نے اپنے دل میں کہا شاید زیادہ بیداری کی وجہ سے حضرت کو نیند آ گئی ہے۔ میں نے ارادہ کیا کہ حضرت علی علیہ السلام کو صبح کی نماز کے لئے بیدار

کروں۔ میں نے آپ کو بہت حرکت دی۔ مگر آپ نے حرکت نہ کی اور خشک لکڑی کی طرح آپ کا بدن بے حس ہو چکا تھا۔ میں نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھا۔ پس دَوڑ کر حضرت فاطمہؑ صلوٰۃ اللہ علیہا کے خانہ پر جا کر اطلاع دی۔ اور جو کچھ میں نے دیکھا تھا تمام قصہ کہہ سُنایا۔ جناب سیّدہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا کہ اے ابودرداء خوفِ خدا کی وجہ سے حضرت کی حالت عموماً اسی طرح ہو جاتی ہے۔ پس میں پانی لے گیا اور حضرت کے چہرہ پر چھڑکا تو وہ ہوش میں آ گئے اور نظر اُٹھا کر میری طرف دیکھا تو میں رو رہا تھا۔ حضرت نے مجھ سے رونے کی وجہ پوچھی تو میں نے جو کچھ دیکھا تھا کہہ سُنایا۔ اور عرض کی کہ یہی میرے رونے کی وجہ ہے تو حضرت علیؑ نے فرمایا اے ابودرداء کیا تُو نے دیکھ لیا ہے کہ میں ضرور جنت میں جاؤں گا۔ جس وقت تمام گناہگار اپنے عذابوں کا یقین کر چکیں گے اور بڑے تُندخُو اور سخت مزاج فرشتے مجھے اپنے گھیرے میں لئے ہوں گے اور خدائے جبار کے نزدیک لے جائیں گے اور اس حالت میں تمام دوست مجھے اکیلا چھوڑ دیں گے اور تمام اہل دنیا مجھ رحم کریں گے کیا تو بھی اُس دن ایسی حالت میں مجھ پر رحم کرے گا۔ جبکہ

میں بطور مجرم اللہ تعالیٰ کے حضور میں کھڑا ہوں گا۔ جس پر کوئی راز پوشیدہ نہ ہو گا پس ابو درداء نے کہا خدا کی قسم میں نے رسولِ اکرم کے صحابیوں میں سے کوئی بھی اتنا عبادت گذار نہیں دیکھا۔

مولّف گوید :۔ میں اس مناجات کا تذکرہ انہی الفاظ کے ساتھ موزوں سمجھتا ہوں۔ جن الفاظ کے ساتھ حضرت علی علیہ السلام نے اس اس رات اپنی زبانِ مبارک سے ادا کی تھی تاکہ ہر شخص رات کی تاریکی میں نمازِ شب کے دوران وہ مناجات پڑھے۔ چنانچہ شیخ بہائی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مفتاح الفلاح میں اس مناجات کو اس طرح لکھا ہے۔

اِلٰهِی کَمْ مِنْ مُوْبِقَةٍ حَلُمْتَ عَنْ مُقَابَلَتِهَا بِنِعْمَتِكَ وَکَمْ مِنْ جَرِیْرَةٍ تَکَرَّمْتَ عَنْ کَشْفِهَا بِکَرَمِكَ اِلٰهِی اِنْ طَالَ فِیْ عِصْیَانِكَ عُمْرِیْ وَعَظُمَ فِی الصُّحُفِ ذَنْبِیْ فَمَا اَنَا بِمُؤَمِّلٍ غَیْرَ غُفْرَانِكَ وَلَا اَنَا بِرَاجٍ غَیْرَ رِضْوَانِكَ اِلٰهِی اُفَکِّرُ فِیْ عَفْوِكَ فَتَهُوْنُ عَلَیَّ خَطِیْئَتِیْ ثُمَّ اَذْکُرُ الْعَظِیْمَ مِنْ اَخْذِكَ

فَتَعْظُمُ عَلَىَّ بَلِيَّتِيْ اٰهْ اِنْ اَنَا قَرَأْتُ

فِيْ الصُّحُفِ سَيِّئَةً اَنَا نَاسِيْهَا وَ

اَنْتَ مُحْصِيْهَا فَتَقُوْلُ خُذُوْهُ فَيَا لَهُ

مِنْ مَّاخُوْذٍ لَا تُنْجِيْهِ عَشِيْرَتُهُ وَلَا

تَنْفَعُهُ قَبِيْلَتُهُ اٰهْ مِنْ نَارٍ تَنْضِجُ

الْاَكْبَادَ وَالْكُلٰى اٰهْ مِنْ نَارٍ نَزَّاعَةٍ

لِلشَّوٰى اٰهْ مِنْ غَمْرَةٍ مِنْ لَهَبَاتٍ لَظٰى

قصہ حارثہ بن مالکؓ صحابی

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک دن رسولِ اکرم صلعم نے صبح کی نماز ادا کرنے کے بعد حارثہ بن مالک کی طرف دیکھا جس کا سر متواتر بیداری کی وجہ سے نیچے گر رہا تھا (اُونگھ رہا تھا) اور اس کے چہرے کا رنگ زرد ہو چکا تھا۔ اس کا بدن کمزور اور آنکھیں اندر دھنس چکی تھیں۔ آنحضرت صلعم نے اس جوان سے پوچھا تو نے کس حالت میں صبح کی اور اب تیرا کیا حال ہے؟ حارثہ نے عرض کی یارسول اللہ صلعم مَیں نے صبح یقین کے ساتھ کی۔ حضرت نے ارشاد فرمایا ہر دعویٰ کی دلیل ہوتی ہے۔ تیرے اس یقین پہ کیا دلیل ہے۔ اس نے عرض کیا یارسول اللہ صلعم میرے یقین پر وہ چیز گواہ ہے جو مجھے متواتر غمگین اور پریشان رکھتی ہے راتوں کو بیدار اور دنوں کو روزہ رکھنے پر آمادہ رکھتی ہے اور اسی یقین کی وجہ سے میرا دل اس دنیا سے اُکتا چکا ہے اور تمام دنیاوی چیزوں کو میرا دل مکروہ اور بُرا خیال کرتا ہے اور میرا خُدا پر یقین اس درجہ پہ پہنچ چکا ہے گویا میں قیامت کے دن کے حساب کے لئے بنائے گئے عرش کو بچشمِ خود دیکھ رہا ہوں اور تمام محشور لوگ میری آنکھوں کے سامنے ہیں اور اُن کے درمیان کھڑا اہلِ بہشت کو کرسیوں پر بیٹھے بہشت کی نعمتوں سے مستفیض تکیے لگائے ایک دوسرے سے محبت بھری گفتگو میں مشغول دیکھ رہا ہوں۔

اسی طرح اہلِ جہنم کو بھی جہنم کے اندر عذاب میں مبتلا فریاد کرتے دیکھ رہا ہوں
گویا جہنم کی وحشتناک آواز اب بھی میرے کانوں میں آرہی ہے۔ پس
حضرت رسولِ اکرم صلعم نے اپنے صحابہ کی طرف مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا، دیکھو
اللہ تعالیٰ نے اس کے دل کو نورِ ایمان سے کس طرح روشن کر دیا ہے اور
بعد ازیں آپ نے حارثہ سے ارشاد فرمایا:۔

اے حارثہ ! تو اپنی اس حالت پر ہمیشہ کے لئے ثابت قدم
رہ ۔ اس جوان نے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم آپ دعا کریں
کہ اللہ تعالیٰ مجھے شہادت نصیب کرے ۔ پس آپ نے دُعا
فرمائی ۔ پھر چند روز کے بعد حضورؐ نے اسے حضرت جعفر طیّارؓ
کے ساتھ جہاد کے لئے بھیجا اور وہ نو آدمیوں کے بعد درجہ
شہادت پر فائز ہُوا ۔

مومنین کی تنبیہہ کیلئے

چند امثال

مثلِ اوّل

بلوہر کہتا ہے کہ ایک مرتبہ کوئی شخص جنگل میں جا رہا تھا کہ ایک مست ہاتھی اس کے پیچھے ہولیا۔ وہ شخص ڈر کے مارے بھاگنے لگا لیکن ہاتھی نے بھی اس کا پیچھا نہ چھوڑا۔ جب اس آدمی نے دیکھا کہ ہاتھی بالکل قریب آگیا ہے سخت مضطرب ہوا۔ دیکھا کہ قریب ہی ایک غیر آباد کنواں تھا جس کے کنارے کھڑے ہوئے درخت کی شاخیں اس میں جھکی ہوئی تھیں۔ وہ اس کی شاخوں کو پکڑ کر کنوئیں میں لٹک گیا۔ جب اس نے ان شاخوں کی طرف نظر کی تو اسے معلوم ہوا کہ دو بڑے بڑے چوہے جن میں ایک سفید اور دوسرا سیاہ ہے ان ٹہنیوں کو تیزی سے کاٹ رہے ہیں۔ جب پاؤں کے نیچے نظر کی تو چار اژدہے اپنے سوراخوں سے باہر نکل رہے تھے اور جب کنوئیں کے اندر دیکھا تو ایک بڑا اژدہا اپنے منہ کو کھول کر اسے نگلنے والا تھا۔ جب اُوپر کو سر اٹھایا تو ایک شاخ شہد سے بھری ہوئی نظر آئی وہ اس شہد کو چوسنے میں مشغول ہوگیا۔ پس اس شہد کی شیرینی اور لذت نے اس آدمی کو ان سانپوں کے خطرات سے غافل کر دیا جو کسی وقت بھی اس کا کام تمام

کر سکتے تھے۔ پس وہ کنواں دنیا ہے جو مصیبتوں اور بلاؤں سے پُر ہے اور ٹہنیاں انسان کی عُمر ہے اور وہ سیاہ اور سفید چوہے دن اور رات ہیں جو انسان کی عُمر کو مسلسل کاٹ رہے ہیں اور وہ سانپ انسان کے اربعہ عناصر ہیں جن سے انسان مرکب ہے اور وہ سَودا، صفرا، بلغم اور خون ہیں ان میں سے کسی ایک کا بھی علم نہیں کہ کب اور کس عنصر کی وجہ سے وہ ہلاک ہو جائے گا اور وہ اژدہا جو انسان کی موت ہے جو ہمیشہ انسان کی انتظار میں ہے اور شہد جس کو چوسنے میں مگن ہے وہ اس دنیا کی لذتیں اور عیش و آرام ہے۔

مؤلّف گوید:۔ انسان کے موت سے غافل ہونے اور موت کے بعد والے عذاب سے بے پروا اور دنیا کی لذّتوں میں مگن رہنے کی مثال مذکورہ بالا مثال سے بہتر نہیں ہو سکتی۔ ہمیں اس مثال کا بغور مطالعہ کرنا چاہیئے۔ شاید کسی وقت اس خوابِ غفلت سے بیداری کا سبب بن جائے

حضرت امیرالمومنینؑ سے روایت ہے کہ ایک دن وہ بصرہ کے بازار میں جا رہے تھے تو لوگوں کو خرید و فروخت میں مشغول دیکھ کر بہت روئے اور ان لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا، اے دنیا کے غلامو! اور اہل دنیا کے حاکمو! تم تو اپنے دنوں کو جھوٹی قسمیں کھانے اور سوداگری میں اور راتوں کو میٹھی نیند میں گزار دیتے ہو، اور ان لذات کی وجہ سے آخرت کے عذاب سے غافل ہو۔ تم کس دن سفرِ آخرت کے لئے زادِ راہ مہیا کرو گے اور کب اپنی آخرت اور معاد کا فکر کرو گے۔

مؤلف گوید:- میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اس جگہ چند اشعار کا ذکر کروں۔

طوالت کے خوف سے صرف اشعار کے ترجمہ پر اکتفا کرتا ہوں۔ (مترجم)

(۱) اے اپنی عمر عزیز کو غفلت میں گذارنے والے انسان تُو نے کون سے اعمال آخرت کے لئے کئے ہیں اور تیرے وہ اعمال کہاں ہیں۔

(۲) اے انسان یہ تیرے سفید بال تیری موت کے قاصد ہیں۔ اب تو ہی بتا کہ آخرت کے طویل سفر کے لئے تیرے پاس کس قدر زاد راہ ہے۔

(۳) تجھے علم و عمل کے لحاظ سے فرشتہ ہونا چاہیئے تھا۔ لیکن تو نے اپنی کوتاہ ہمت اور طاقت کے سہارے دنیا میں مکر و فریب کے جال پھیلا رکھے ہیں

(۴) تجھے کس طرح حورانِ جنّت کی صحبت حاصل ہو گی جبکہ تو حیوانوں کی طرح معمولی گھاس اور پانی کی طرف لپکتا ہے (چوپایہ خصلت ہے)

(۵) یہ دنیا چند روزہ ہے تو کوشش کر تا کہ کہیں اللہ تعالیٰ کے انعامات سے محروم نہ ہو جائے۔

شیخ المشائخ نظامی گنجوی کے

اشعار کا ترجمہ

ترجمہ ① اے نظامی تو بچپن کی باتوں کو چھوڑ، کیونکہ بچپن کی حالت تو مستی اور مدہوشی کا وقت تھا۔

② جب انسان کی عمر بیس یا تیس سال ہو جائے تو پھر اسے غافل اور سست نہیں ہونا چاہیے۔

③ انسان کے لئے چالیس سال تک عیش و آرام ہوتا ہے۔ چالیس سال کے بعد انسان کے بال گرنے لگتے ہیں۔ (کمزوری)

④ اور پچاس سال کے انسان کی تندرستی اور صحت جواب دے جاتی ہے آنکھیں دھنس جاتی ہیں اور پاؤں میں سستی آجاتی ہے۔

⑤ اور جب ساٹھ سال کو پہنچ جاتا ہے تو وہ ہر کام کو چھوڑ کر بیٹھ جاتا ہے اور جب ستر سال کو پہنچتا ہے تو اس کا نظام تنفس بالکل مفلوج ہو جاتا ہے

⑥ اور جب اسی اور نوے سال کی عمر کو پہنچتا ہے تو ہر قسم کی بیماریاں اور تکالیف گھیر لیتی ہیں۔

⑦ اگر وہ سو سال کو پہنچ جائے تو اس کی زندگی اس کے لئے موت ہوتی ہے

(۸) سو سال کی عمر میں وہ شکاری کتا جو ہرنوں کو کبھی دوڑ کر پکڑتا تھا۔ اب کمزوری کی وجہ سے اس کو ہرن بھی پکڑ سکتا ہے اور اس پر غالب آسکتا ہے

(۹) اے انسان جب تیرے بال سفید ہونے لگیں تو سمجھ لے کہ اب تیری مایوسی کے دن آرہے ہیں۔

(۱۰) اب تیرے کفن پوش جسم روئی کی طرح ہو چکا ہے لیکن اب بھی تو روئی کے ٹکڑے کو اپنے کان سے باہر نکال رہا (موت سر پر ہے اور معشوقہ کا شوق اب بھی بدستور ہے)

کسی دوسرے شاعر نے کہا ہے

(۱) نیلگوں فلک کی گردش کی وجہ سے میری عمر کے ساٹھ سال گذر چکے ہیں۔

(۲) اس گذشتہ زندگی میں ہر سال کے خاتمہ پر گذری ہوئی خوشیوں پر افسوس کرتا رہا ہوں۔

(۳) میں اس زمانے کی گردش پر خوش ہوں۔ کیونکہ اس نے مجھے سب کچھ دے کر پھیر لیا ہے۔

(۴) میرے ہاتھ پاؤں کی طاقت جواب دے چکی ہے اور میرے چہرے کا رنگ اڑ گیا ہے اور بال سفید ہو گئے ہیں۔

(۵) ثریا نے اپنا تعلق مجھ سے توڑ لیا اور میرے دانتوں کی چمک بھی آہستہ

آہستہ جاتی رہی (یعنی میرا تعلق ثریا سے تھا اب بڑھاپے نے سب کچھ لے لیا۔ یہاں تک کہ دانتوں کی چمک بھی۔

(۶) یہ بالکل درست ہے کہ دنیا دھوکہ ہے کیونکہ اس میں گناہ کا بوجھ زیادہ اور اُمید لمبی ہو جاتی ہے (گناہ کی بخشش کی اُمید پہ گناہ زیادہ کرتا ہے)

(۷) دُنیا میں کوُچ کا نقارہ بج رہا ہے اور تمام ہمسفر اپنے اپنے سفر پر چلے جا رہے ہیں

(۸) ہائے افسوس قیامت کیلئے زادِ راہ نہیں ہے کیونکہ سفر طویل ہے۔

(۹) میرے کندھوں پر (گناہوں کا) بوجھ پہاڑ سے بھی وزنی ہے بلکہ پہاڑ بھی میرے اس بوجھ پر تعریف کرتے ہیں (کہ کسقدر بوجھ اُٹھائے ہوئے ہے)

(۱۰) میرے گناہوں کی بخشش کوئی مشکل کام نہیں (کیونکہ وہ غفور الرحیم ہے) یہ مثل مشہور ہے کہ سیلاب کے دامن میں کبھی کبھی بہار بھی ہوتی ہے۔

(۱۱) اے میرے پروردگار اگر تیری مہربانی اور فضل میری دستگیری نہ کرے اور صرف میری پاکدامنی پر مجھے چھوڑ دے۔

(۱۲) تو ایسی حالت میں میں سیدھا جہنم میں جاؤں گا اور قیامت کے دن آگ میں ڈالا جاؤں گا (یعنی اے اللہ اگر تو مہربانی کرے تو جنت میں جا سکتا ہوں اور اگر عدل کرے تو میرے اعمال کی کوتاہی مجھے جہنم میں پہنچا دے گی)

(۱۳) اے پروردگار میں بے وقوف انسان اپنے کئے پہ نادم ہوں۔ کیونکہ میں گناہوں کے سمندر میں غوطے لگا رہا ہوں۔

(۱۴) میرے اللہ تو ہی میرا خالق و محسن ہے اور بخشنے والا ہے کیونکہ تو ہی اپنی بخشش اور رحمت سے انسان کو نوازتا ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اَبْنَاءُ الْاَرْبَعِیْنَ زَرْعٌ قَدْ دَنٰی حِصَادُہٗ اَبْنَاءُ الْخَمْسِیْنَ مَاذَا قَدَّمْتُمْ وَمَاذَا اَخَّرْتُمْ اَبْنَاءُ السِّتِّیْنَ ھَلُمُّوْا اِلَی الْحِسَابِ اَبْنَاءُ السَّبْعِیْنَ عُدُّوْا اَنْفُسَکُمْ فِی الْمَوْتٰی۔ رسولِ اکرم صلعم نے فرمایا کہ جن لوگوں کی عُمر چالیس سال ہو جائے وہ اس کھیتی کی طرح ہیں جس کے کاٹنے کا موسم قریب ہو اور پچاس سالہ لوگوں کی آواز آتی ہے کہ تم نے اپنے آگے کون سے اعمال بھیجے اور پیچھے کیا رکھا اور ساٹھ سالہ کو حکم ہوتا ہے کہ قیامت کے حساب کے لئے بڑھو اور ستر سالہ کو آواز آتی ہے کہ تم اپنے آپ کو مُردوں میں شمار کرو۔

حدیث میں آیا ہے کہ مرغ اپنی زبان میں کہتا ہے۔ اے غافلو! اللہ کا نام لو اور اسے یاد کرو۔

ہنگام سفیدہ دم خروس سحری
دانی چراہمی کند نوحہ گری

کیا تو جانتا ہے کہ صبح صادق کے وقت مرغ کس وجہ سے نوحہ گر ہوتا ہے یعنی

نمودند در آئینہ صبح
کز عمر شبی گذشت و تو بے خبری

کیونکہ اسے صبح کے آئینہ میں نظر آتا ہے کہ تیری عمر بقدر ایک رات کم ہو گئی ہے لیکن تو ابھی بے خبر ہے۔

شیخ جامی نے کتنا اچھا کہا ہے۔

دلا تا کی در ایں کاخ مجازی
کنی مانند طفلاں خاک بازی

اے دل تو کب تک اس مجازی محل (دنیا) کے اندر بچوں کی طرح مٹی سے کھیلتا رہے گا۔

توئی آں دست پرور مرغ گستاخ
کہ بودت آشیاں بیروں ازایں کاخ

تو ہی گستاخ پرندے (نفس) کی پرورش کرنے والا ہاتھ ہے۔ حالانکہ تیرا مقام (یہاں نہیں) بلکہ اس محل سے باہر ہے (آخرت)

چرا زاں آشیاں بیگانہ گشتی
چو دوناں مرغ ایں ویرانہ گشتی

تو اس آشیانے (آخرت) سے کیوں بیگانہ ہو گیا ہے اور رذیل پرندوں کی طرح اس ویرانے (دنیا) میں سرگرداں ہے۔

بیفشاں بال و پر ز آمیزش خاک
بپر تا کنگرہ ایوان افلاک

اپنے پر و بال کو دنیائے دنی کی آلائشوں سے پاک کر۔ تاکہ تو ایوانِ افلاک (عرش) کے کنگروں تک پرواز کر سکے۔

ببیں در رقص ازرق طیلسانان!
ردای نور بر عالم فشانان

تُو اس نیلے آسمان کو رقص میں دیکھے گا اور اس دنیا پر نورانی چادر ڈال دے گا۔

ہمہ دَور جہاں روزی گرفتہ
بمقصد راہ فیروزی گرفتہ

اس دنیا کے ہر دَور میں لوگوں کو روزی ملتی رہی ہے اور اپنے مقاصد میں کامیابی حاصل کرتے رہے ہیں۔

خلیل آسا در ملک یقیں زن
نوائے لَا اُحِبُّ الْآفِلیں زن

اور حضرت ابراہیم کی طرح سلطنتِ یقین میں یقین کے ساتھ رہ اور ان کی طرح لَا اُحِبُّ الْآفِلِیْن (میں ڈوبنے والوں کو دوست نہیں رکھتا) کا نعرہ لگا۔

احوالِ دُنیا سے فریب خوردہ

مثلِ دوم دنیا اور اہل دنیا کی مثال کہ اُنھوں نے دنیا کے ساتھ دل لگا کر کس طرح دھوکہ کھایا ہے۔

قصّہ بلوہر و داستانِ بادشاہ

بلوہر نے کہا ہے کہ کسی شہر میں لوگوں کی یہ عادت تھی کہ وہ کسی ایسے اجنبی شخص کو جو اُن کے حالات سے بے خبر ہوتا تلاش کر کے لاتے اور ایک سال کے لئے اُسے بادشاہ اور حاکم بنا لیتے ۔ وہ شخص جب تک ان کے حالات سے بے خبر رہتا وہ خیال کرتا کہ وہ ہمیشہ کے لئے اُن پر حکومت کرتا رہے گا۔ جب ایک سال گزر جاتا تو وہ اُسے خالی ہاتھ ننگا کر کے شہر بدر کر دیتے اور وہ ایسے مصائب و آلام میں مبتلا ہو جاتا جن کا اس کے دل میں کبھی خیال بھی نہ گذرا ہوتا ۔ اور اس مدت میں بادشاہ مصائب میں گھرا ہُوا اس شعر کا مصداق نظر آتا۔

اے کردہ شراب حُبّ دنیا مستت
ہشیار نشیں کہ چرخ ساز پستت

اے انسان تجھے حُبّ دُنیا کی شراب نے مُست کر رکھا ہے اب ہشیار ہو جا کہ آسمان اب تجھے ذلیل و رُسوا کرنے والا ہے۔

مغرور جہاں مشو کہ چوں رنگِ حنا
بیش از دو سہ روزی نبود در دستت

تو دنیا کی اس عارضی حکومت پر تکبّر نہ کر کیونکہ یہ مہندی کے رنگ کی طرح دو تین کے بعد تیرے ہاتھ میں نہ رہے گی۔

ایک دفعہ انہوں نے ایک اجنبی کو اپنا حاکم و بادشاہ مقرر کیا۔ وہ آدمی اپنی فراست و ذہانت کی وجہ سے سمجھ گیا کہ میں ان میں ناواقف اور اجنبی ہوں لہٰذا اُن سے اُنس پیدا نہ کیا۔ اُس نے ایسے شخص کو بلایا جو اس کے شہر کا رہنے والا تھا اور ان لوگوں کے حالات سے باخبر تھا اور اس سے اپنے بارے میں شہر والوں کے رویّہ کے متعلق دریافت کیا۔ اس آدمی نے کہا کہ ایک سال کے بعد یہ لوگ تجھے فلاں جگہ پر خالی ہاتھ بھیج دیں گے۔ لہٰذا میں تجھے مخلصانہ مشورہ دیتا ہوں کہ اس دوران تجھ سے جس قدر ممکن ہو سکے مال و دولت اس جگہ اکٹھا کرلے تاکہ جب ایک سال کے بعد تجھے وہاں بھیجا جائے تو اس مال و دولت کے باعث آرام و سکون کی زندگی بسر کر سکے۔ بادشاہ نے اس کے مشورہ کے مطابق عمل کیا۔ جب ایک سال گذر گیا اور اسے شہر بدر کر دیا گیا تو بادشاہ نے اس مقام پر پہنچ کر اپنے پہلے مال سے بھیجے ہوئے مال کی بدولت عیش و عشرت کی زندگی بسر کی۔

مولّف گوید :- حق تعالیٰ کا قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ

جو شخص اعمال صالح بجالاتا ہے وہ شخص اپنے نفس کے آرام و آسائش

کے لئے کرتا ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ آدمی کے اعمال صالح اس عمل کرنے والے سے پہلے جنت میں پہنچ جاتے ہیں اور اس کے لئے مکان تیار کرتے ہیں۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام اپنے مختصر ارشادات میں فرماتے ہیں

یَابْنَ اٰدَمَ کُنْ وَصِیَّ نَفْسِکَ وَاعْمَلْ فِیْ مَالِکَ مَا تُؤْثِرُ اَنْ یَّعْمَلَ فِیْهِ مِنْ بَعْدِکَ۔

اے فرزندِ آدمؑ تو اپنے نفس کا خود وصی بن اور اپنے مال سے ایسا کام کر کہ وہ تیرے بعد بھی مؤثر ثابت ہو جبکہ مال تیرے ہاتھ میں نہ ہو گا۔

برگ عیشی بگور خویش فرست
کس نیارد زپس توپیش فرست

قبر میں جانے سے قبل زندگی کے پتے (اعمال صالح) وہاں بھیج کیونکہ تیرے چلے جانے کے بعد (موت) کوئی نہیں تجھے بھیجے گا۔

خور و پوش و بخشای و روزی رساں
نگہ می چہ داری زبہر کساں!

تجھے اپنے لئے لباس اور کھانے پینے کا سامان اور روزی خود مہیا کرنی چاہیئے بخلاف اس کے تو لوگوں کے اموال پر نظر جمائے ہوئے ہے کہ (وہ بھیجیں گے)

زر و نعمت اکنوں بدہ کاں تست
کہ بعد از تو بیروں ز فرمان تست

تو اپنا مال و دولت اس سے قبل راہِ خدا میں دے جبکہ یہ تیرے ہاتھ سے چلا جائے (تجھے موت آجائے)

تو باخود ببر توشہ خویشتن
کہ شفقت نیاید زفرزند وزن

تو اپنا خرچ خود اپنے ساتھ لے جا کیونکہ بعد میں کوئی فرزند یا زوجہ خرچ نہیں دیتا۔

غمِ خویش در زندگی خور کہ خویش
بمُردہ نپردازد از حرصِ خویش

تجھے اپنی آخرت کی فکر زندگی کے دوران کرنی چاہیئے کیونکہ مردہ آدمی کچھ نہیں کرسکتا۔

بغمخوارگی سرِ انگشت تو
نخارد کسے درجہان پُشت تو

تیرے بعد آخرت میں اس دنیا کا کوئی شخص انگلی کے پورے کے برابر بھی تیری امداد نہ کرسکے گا۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاعْلَمُوْا اَنَّ كُلَّ اُمْرِیٍ عَلٰی مَا قَدَّمَ قَادِمٌ وَعَلٰی مَا خَلَّفَ نَادِمٌ۔ رسولِ پاک نے ارشاد فرمایا کہ تم اچھی طرح جان لو کہ ہر شخص اپنے بھیجے ہوئے اعمال کی طرف بڑھنے والا ہے اور دنیا میں چھوڑے ہوئے پر پشیمان ہونے والا ہے

امالی مفید نیشاپوری اور تاریخ بغداد سے منقول ہے کہ ایک دفعہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام کو خواب میں دیکھا اور ان سے نصیحت طلب کی۔ حضرت خضر علیہ السلام نے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی حضرت علی علیہ السلام کو دکھائی تو آپ نے اس پر روشن خط میں یہ لکھا ہوا دیکھا۔

قَدْ کُنْتَ مَیْتًا فَصِرْتَ حَیًّا

وَعَنْ قَلِیْلٍ تَعُوْدُ مَیْتًا

تُو مُردہ تھا، خلاقِ عالم نے تجھے زندگی عطا کی اور عنقریب پھر تُو مُردہ ہو جائے گا

فَابْنِ الدَّارَ الْبَقَاءِ بَیْتًا

وَدَعْ لِدَارِ الْفَنَاءِ بَیْتًا۔

دار البقاء (آخرت) کے لئے گھر تیار کر اور دار الفناء (دنیا) کے گھر کی تعمیر چھوڑ دے۔

مثلِ سوم

بادشاہ اور وزیر کا قصّہ

کہتے ہیں کہ ایک عقلمند صاحبِ فہم و فراست اور مہربان بادشاہ تھا۔ وہ ہمیشہ رعیّت کی اصلاح میں کوشاں رہتا اور ان کے معاملات کی تہہ تک پہنچ جاتا اور اس کا وزیر صداقت و دیانت سے متصف اصلاحِ رعیّت میں بادشاہ کا بہترین معاون تھا اور وہ اس کا بہترین معتمد اور مشیر تھا۔ دونوں ایک دوسرے سے کوئی راز مخفی نہ رکھتے تھے۔ لیکن وزیر علماء و صالحین کی خدمت سے بہرہ ور تھا اور اُن سے حق کی باتیں سُن چکا تھا اور دل و جان سے ان پر قربان تھا۔ اس کا دل ترکِ دنیا کی طرف راغب تھا۔ لیکن بطور تقیہ بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بتوں کی تعظیم اور سجدہ کیا کرتا تھا۔ تاکہ بادشاہ ناراض ہو کر اسے جانی نقصان نہ پہنچائے۔ لیکن بادشاہ کی انتہائی مہربانی اور شفقت کے باوجود وہ اس کی گمراہی اور ضلالت سے عموماً غمگین اور افسردہ رہا کرتا تھا۔ اور وہ ایسے موقعہ کی تلاش میں تھا کہ کہیں مناسب وقت میں فرصت کے لمحات میسر آئیں تاکہ وہ بادشاہ کو ہدایت اور نصیحت کر سکے۔ حتیٰ کہ ایک رات جب تمام لوگ سو چکے تو بادشاہ نے وزیر سے کہا آؤ سوار ہو کر شہر کا چکر لگائیں تاکہ پتہ چل سکے کہ لوگ کیسی زندگی گذار رہے ہیں اور کندھوں پر جو بوجھ ہے

اس کے آثار ملاحظہ کریں۔ وزیر نے کہا جناب بہت اچھا خیال ہے۔ پس وہ دونوں
سوار ہو کر شہر کا چکر لگانے لگے۔ اس سیر کے دوران جب وہ ایک مزبلہ کے
قریب پہنچے تو بادشاہ کی نظر اس روشنی پر پڑی جو مزبلہ کی طرف سے آ رہی تھی
بادشاہ نے وزیر سے کہا۔ ہمیں اس روشنی کا پیچھا کرنا چاہیئے تاکہ اس کی پوری
کیفیت معلوم کر سکیں۔ پس وہ گھوڑوں سے اُتر کر پیدل چلنے لگے حتّٰی کہ وہ اس
جگہ پر پہنچے جہاں سے روشنی آ رہی تھی۔ جب انہوں نے اس سوراخ سے دیکھا
تو ایک بدہیئت فقیر بوسیدہ لباس پہنے مزبلہ پر گندگی کا تکیہ لگائے بیٹھا ہے
اور ہاتھ میں طنبورہ لئے بجا رہا ہے اور سامنے مٹی کا شراب سے پُر لوٹا پڑا ہے
اس کے سامنے بدخلقت و بدہیئت بوسیدہ لباس پہنے ایک عورت کھڑی ہے جب وہ فقیر شراب
طلب کرتا ہے تو وہ عورت ساقی کے فرائض سرانجام دیتی ہے اور جب وہ اپنا طنبورہ بجاتا ہے
تو وہ عورت ناچنا شروع کر دیتی ہے جب وہ شراب نوش کرتا تو عورت اس کی مدح سرائی کرتی جیسا کہ
لوگ بادشاہوں کی تعریف کرتے اور مرد بھی اس عورت کی مدح سرائی کرتا اور سیدۃ النساء کے القاب سے
نوازتا اور وہ دونوں ایک دوسرے کے حسن و جمال کی تعریف کرتے اور نہایت خوشی اور سرور کی زندگی
بسر کر رہے تھے۔ بادشاہ اور وزیر کافی دیر تک ان کے پاس کھڑے ان کا تماشا دیکھتے رہے اور وہ
ان کی کثافت کے باوجود لذت و خوشی پر متعجب ہو رہے تھے۔ بعد ازاں وہ واپس پلٹے
بادشاہ نے وزیر سے کہا کہ میرے خیال میں ہم دونوں نے اس قدر خوشی
اور لذت نہ اٹھائی ہو گی۔ جتنی کہ یہ مرد اور عورت ایسی کثیف حالت میں اس رات
لطف اندوز ہو رہے ہیں اور میرا گمان ہے کہ یہ ہر روز اسی طرح لطف اندوز
ہوتے ہوں گے۔ جونہی وزیر نے بادشاہ سے یہ حقیقت آشنا الفاظ سُنے

تو موقعہ کو غنیمت سمجھ کر کہا "اے بادشاہ سلامت یہ ہماری دنیا اور آپ کی بادشاہت اور دنیاوی آرام وسکون ان لوگوں کی نظروں میں جو حقیقی بادشاہ کو جانتے ہیں۔ اس ویران اور گندے گھر کی طرح ہے۔ ہمارے مکان جن کو تعمیر کرنے میں ہم انتہائی محنت وکاوش سے کام کرتے ہیں ان لوگوں کی نظروں میں جن کی نگاہیں قیامت کی سعادت و منازل باقیہ کی معرفت رکھتی ہیں۔ اس سامنے والے غار کی طرح ہے۔ ہمارے یہ ظاہری حسن وجمال اور طہارت و نفاست حقیقی حسن وجمال کو سمجھنے والوں کی نظروں میں ایسے ہی ہے جیسے ہماری نظروں میں ان دو بدصورت انسانوں کی شکل دکھائی دے رہی ہے اور ہمارا اس فانی دنیا کی عیش وعشرت میں مگن رہنا حقیقت پسند لوگوں کی نظروں میں ایسا ہی ہے جیسا کہ یہ دونوں خوشی کے مواقع میسر نہ ہونے کی صورت میں خوشی منا رہے ہیں۔ بادشاہ نے وزیر سے کہا کیا تو ایسے لوگوں کو جانتا ہے جو ان صفات سے متصف ہوں۔ وزیر نے جواب دیا ہاں میں ان لوگوں کو جانتا ہوں بادشاہ نے پوچھا وہ کون لوگ ہیں اور کہاں ہیں۔ وزیر نے کہا وہ ایسے اشخاص جو کہ اللہ تعالیٰ کے دین عاشق اور مملکتِ آخرت اور اس کی لذات سے واقف ہیں اور ہمیشہ آخرت کی سعادت کے طالب رہتے ہیں۔ بادشاہ نے وزیر سے پوچھا آخرت کیا ہے؟

وزیر نے جواب دیا وہ ایسی لذت اور آرام ہے جس کے بعد سختی اور تکلیف نہیں ہوگی۔ وہ ایسی دولت ہے جس کے بعد انسان کسی کا محتاج نہیں رہتا۔ بس وزیر نے اختصار کے ساتھ ملکِ آخرت کے اوصاف بیان کئے۔ حتیٰ کہ بادشاہ

نے کہا، کیا تُو اس سعادت کو حاصل کرنے اور اس منزل میں داخل ہونے کا کوئی وسیلہ بھی جانتا ہے۔ وزیر نے کہا ہاں وہ گھر ہر اس شخص کے نصیب میں ہوتا ہے جو اس راہ کی تلاش کرتا ہے۔ پس بادشاہ آخرت کا اس قدر مشتاق ہو گیا کہ وزیر سے کہنے لگا تُو نے اس سے قبل مجھے اس گھر کی راہ کیوں نہ بتلائی اور ان اوصاف کو میرے سامنے کیوں نہ بیان کیا وزیر نے عرض کیا میں تیرے بادشاہی رُعب اور دبدبے سے ڈرتا تھا۔ بادشاہ نے کہا جو اوصاف تو نے میرے سامنے بیان کئے ہیں یہ قابل سزا نہ تھے اور نہ ہی ضائع کرنے کے قابل تھے بلکہ ان کی تحصیل کے لئے کوشش کرنی چاہیئے تاکہ ہم ان اوصاف سے متصف ہوسکیں اور کامیابی و کامرانی ہو سکے وزیر نے کہا بادشاہ سلامت اگر آپ اجازت دیں تو میں مزید آخرت کے اوصاف بیان کروں تاکہ اس کے بارے میں آپ کا یقین اور پختہ ہو جائے بادشاہ نے کہا بلکہ میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ آپ صبح و شام اسی کام میں لگے رہیں تاکہ میں کسی دوسرے کام میں مشغول نہ ہو جاؤں۔ اس قسم کی باتوں کو ہاتھ سے نہ جانے دینا چاہیئے کیونکہ یہ بہت عجیب و غریب کام ہے۔ اور اسے آسان نہ سمجھنا چاہیئے اور ایسے اچھے فریضہ سے غافل نہیں رہنا چاہیئے۔ بعد ازاں وزیر نے اسی قسم کی باتوں سے بادشاہ کو نیکی کی تبلیغ کی اور سعادتِ ابدی پر فائز کر دیا۔

مؤلّف گوید:۔ میں بطور تبرّک اور مومنین کی بصیرت میں اضافہ کے لئے یہاں پر حضرت علی علیہ السّلام کے خطبہ کے چند کلمات کا تذکرہ موزوں

سمجھتا ہوں۔

هٰذِهِ الدُّنْيَا الْخُدَاعَةُ الْغَدَارَةُ الَّتِيْ قَدْ تَزَيَّنَتْ بِحُلِيِّهَا وَ فَتَنَتْ بِغُرُوْرِهَا وَ غَرَّتْ بِاٰمَالِهَا وَ تَشَوَّقَتْ لِخِطَابِهَا فَاَصْبَحَتْ كَالْعُرُوْسِ الْمَجْلُوَّةِ وَالْعُيُوْنُ اِلَيْهَا نَاظِرَةٌ وَالنُّفُوْسُ بِهَا مَشْغُوْفَةٌ وَالْقُلُوْبُ اِلَيْهَا تَائِقَةٌ وَهِيَ لِاَزْوَاجِهِمْ كُلِّهِمْ قَاتِلَةٌ فَلَا الْبَاقِيْ بِالْمَاضِيْ مُعْتَبِرٌ وَلَا الْاٰخِرُ بِسُوْءِ اَثَرِهَا عَلَى الْاَوَّلِ مُزْدَجِرٌ

اے لوگو اس فریب کار دنیا سے بچو کیونکہ اس نے اپنے آپ کو محض اپنی زیب و زینت کے ذریعہ دلوں کو دھوکہ دے کر باطل کی طرف مائل کر رکھا ہے اور جھوٹے وعدوں کے ذریعہ تمہاری امیدوں کو چھین رکھا ہے یہ دنیا ایک ایسی بناؤ سنگار والی عورت ہے جس نے محض اپنی شادی رچانے کے لئے ظاہری زینت سے دھوکہ دے رکھا ہے جو کہ اپنے حسن و جمال کے جلوہ کا پرتو دکھا کر تمام لوگوں کو اپنا گرویدہ اور عاشق بنا لے اور پھر اپنے

ہی ہاتھ سے پہنچنے والے شوہروں کو تہس نہس کر ڈالے۔ پس نہ تو باقی اشخاص گذشتہ سے عبرت حاصل کرتے ہیں اور نہ ہی آخری لوگ اس کے متقدمین پر برے اثرات کی وجہ سے اپنے آپ کو اس کے اثر بچاتے ہیں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ دنیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس نیلی آنکھوں والی عورت کی شکل میں آئی۔ حضرت نے اس سے پوچھا کہ تو نے کتنے شوہر کئے ہیں۔ اس نے جواب دیا بے شمار ہیں۔ آپ نے پوچھا کیا تمام سے طلاق لی۔ اس نے کہا بلکہ تمام کو مار ڈالا۔ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا افسوس ہے ان لوگوں پر جو آئندہ اس سے عقد کریں گے کہ وہ اس کے پہلے شوہروں سے عبرت حاصل نہیں کرتے۔ حضرت نے دنیا کی پستی اور کمینگی کو بیان کرتے ہوئے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اسی وجہ سے اپنے اولیاء اور دوستوں سے اس کو اپنے دشمنوں کے لئے چھوڑ دیا اسی لئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو بھوک اور پیاس کی شدّت کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھے دیکھ کر پسند فرمایا اور موسیٰ کلیم اللہ نے بھوک کی وجہ سے گھاس کھا کر گذارہ کیا یہاں تک کہ گھاس کی سبزی آپ کے پیٹ سے نظر آتی تھی۔ کیونکہ آپؑ کا گوشت جھڑ گیا تھا اور جسم کی جلد پتلی ہو گئی تھی۔ آپ نبیوںؑ اور ولیوں کی دنیا سے بے رخی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ انبیاء تو اس دنیا کو بمنزلہ مردار سمجھتے تھے جس کا کھانا حلال نہیں کہ وہ سیر ہو کر کھاتے۔ مگر ضرورت کے وقت کھاتے کہ سانس آتا رہے اور روح پرواز نہ کرے (قوت لا یموت)

یہ انبیاء کی نظروں میں ایسا مردار ہے جس کے پاس سے گذرنے والا انسان اس

کی بدبُو سے بچنے کے لیے اپنے مُنہ اور ناک کو ڈھانپ لیتا ہے تاکہ بدبُو سے محفوظ رہے اسی وجہ سے وہ دنیا اس قدر حاصل کرتے تھے کہ وہ اپنی اصل منزل تک پہنچ سکیں اور اپنے آپ کو سیر نہیں کرتے تھے اور انبیاؑ ان ان لوگوں پر تعجب کرتے ہیں جو کہ دنیا کو اکٹھا کر کے اپنے شکموں کو پُر کرتے ہیں اور اپنے اس فعل پر راضی ہیں کہ وہ دُنیا کی نعمت سے بہرہ ور ہیں۔

اے میرے بھائیو! خدا کی قسم یہ دُنیا کسی کی خیر خواہ نہیں ہے بلکہ یہ تو مُردار سے بھی زیادہ گندی اور مکروہ ہے۔ لیکن جو چمڑا رنگنے کا کام کرتا ہے اسے چمڑے کی بدبو تکلیف وہ معلوم نہیں ہوتی کیونکہ وہ اس سے مانوس ہو جاتا ہے مگر وہاں سے گذرنے والا سخت تکلیف اُٹھاتا ہے۔ نیز آنحضرت نے فرمایا:۔

وَ اِيَّاكَ اَنْ تُغْتَرَّ بِمَا تَرٰى مِنْ اَخْلَادِ اَهْلِهَا وَ تَكَالُبِهِمْ عَلَيْهِمْ فَاِنَّهُمْ كِلَابٌ عَاوِيَةٌ وَ سِبَاعٌ ضَارِيَةٌ يَهِرُّ بَعْضُهَا عَلٰى بَعْضٍ يَاكُلُ عَزِيْزُهَا ذَلِيْلَهَا وَ كَبِيْرُهَا قَلِيْلَهَا۔ اے انسان تو اہلِ دنیا کو دُنیا کی طرف لپکتے دیکھ کر اس دُنیا کی طرف رغبت نہ کر کیونکہ وہ

اسی کی خاطر ایک دوسرے سے جھگڑتے رہتے ہیں۔ وہ تو بھونکتے ہوئے کٹتے ہیں اور اپنے شکار کی طرف آوازیں دیتے ہوئے بھاگنے والے درندے ہیں اور ایک دوسرے کو کھا رہے ہیں۔ غالب اپنے مغلوب کو اور بڑا چھوٹے کو لقمہ اجل بنا رہا ہے۔ حکیم سنائی نے خوب اس مطلب کو نظم کیا ہے۔

ایں جہاں بر مثال مُرداریست
کرگسان گرد او ہزار ہزار

یہ دنیا ایک مُردار کی مثال ہے کہ جس کے اِردگرد ہزاروں گدھیں کھانے کے لئے آبیٹھی ہیں۔

ایں مراں راہمی زند مخلب
آں مرا ایں ہمی زند منقار

ان میں سے ایک دوسری کو پنجہ مار رہی ہے۔ دوسری اُسے چونچ مار رہی ہے۔

آخر الامر بگذرند ہمہ
وز ہمہ باز ماند ایں مُردار

آخر کار تمام گدھیں مردار کو چھوڑ کر چلی جاتی ہیں۔ اور وہ مردار وہیں پڑا رہتا ہے۔

اے سنائی از ایں سگاں بر زمیں
گوشہ ای گیر ازایں جہاں ہموار

اے سنائی اس جہان (آخرت) کو سنوارنے کے لئے اس زمین کے

کتوں سے علیحدگی اختیار کر۔

ہاں وہاں تا ترا چہ خود بکنند
مُشتی ابلیس دیدہ طرّار

خبردار! یہ مردار کھانے والے تجھے اس دنیا کے لالچ میں ختم کر ڈالیں گے۔ کیونکہ ابلیس نے ان کی آنکھوں میں دھول جھونک رکھی ہے۔

قَالَ اَمِيْرُالْمُؤْمِنِيْنَؑ وَاللّٰهِ لَدُنْيَاكُمْ هٰذِهٖ اَهْوَنُ فِيْ عَيْنِيْ مِنْ عِرَاقِ خِنْزِيْرٍ فِيْ يَدِ مَجْذُوْمٍ۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں: خدا کی قسم میری آنکھوں میں یہ دُنیا خنزیر کی بغیر گوشت ہڈیوں سے جو کہ مجذوم کے ہاتھ میں ہوں زیادہ ذلیل تر ہے یہ دنیا کی انتہائی تحقیر ہے کیونکہ ہڈیاں بدترین چیز ہیں اور پھر خنزیر کی ہڈیاں اس پر طرّہ یہ کہ وہ مجذوم کے ہاتھ ہیں۔ ان میں سے ہر ایک دوسری سے زیادہ بدترین اور نجس ترین ہے۔

مثلِ چہارم

یہ ایسے شخص کی مثال ہے جو کہ نعماتِ خداوندی سے سرفراز زندگی کے دن گذار رہا تھا۔ لیکن جونہی امتحان و ابتلا کا وقت آیا کفرانِ نعمت کا مرتکب ہُوا اور منعمِ حقیقی کے دروازے کو چھوڑ کر غیر اللہ کی طرف رُخ کیا اور ایسے فعل کا ارتکاب کیا جو کہ اس کے لئے مناسب نہ تھا۔ اس مثل کو شیخ بہائی نے اپنی کتاب کشکول میں نظم کیا ہے جس کو ہم یہاں نقل کرتے ہیں۔ مترجم :- تطویل کے خوف سے صرف ترجمہ پر اکتفا کرتا ہوں۔ شائقین حضرات اصل کتاب کی طرف رُجوع کریں۔

حکایت عابد اور سگ

ایک عابد کوہ لبنان کے ایک غار میں اصحاب کہف کی طرح رہا کرتا تھا۔ اس نے اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز سے دُوری اختیار کر رکھی تھی اور وہ تنہائی کو اپنی عزت کا خزانہ سمجھتا تھا۔ سارا دن روزے کے ساتھ گزار دیتا اور شام کے وقت اُسے ایک روٹی مل جاتی تھی۔ جس میں سے آدھی رات اور آدھی سحری کے وقت کھالیتا اور اس قناعت کی وجہ سے اس کا دل بے حد مسرور تھا۔ اسی طرح وہ زندگی کے دن گذار رہا تھا۔ وہ کسی

حال میں بھی پہاڑ سے جنگل کی طرف جانے کو تیار نہ تھا۔ اتفاقاً ایک شب
اس کو روٹی نہ پہنچی تو وہ عابد بھوک کی وجہ سے کمزور و لاغر ہو گیا۔ اس
نے بمشکل مغرب و عشاء کی نماز پڑھی۔ کیونکہ اس کا دل فکر غذا کی وجہ سے وسوسہ
میں مبتلا تھا۔ غذا کی معدومی کی وجہ سے اضطراب نے نہ عبادت کرنے دی
اور نہ سونے دیا۔ جب صبح ہوئی تو وہ عابد اس دلپذیر مقام کو چھوڑ کر غذا کی
تلاش میں پہاڑ سے اتر کر ایک قریبی دیہات میں آیا جہاں کے لوگ آتش پرست
اور دغا باز تھے۔ عابد نے ایک آتش پرست کے دروازے پر دستک دی۔
اور اس نے اسے دو جو کی روٹیاں دیں۔ اس نے وہ دو روٹیاں لے لیں
اور بڑی خوشی سے اس آتش پرست کا شکریہ ادا کیا اور اپنے دلپذیر مقام
کی طرف جانے کا ارادہ کیا تاکہ وہاں جا کر ان روٹیوں سے روزہ افطار کرے
آتش پرست کی سرائے میں ایک پالتو کتا تھا جس کی بھوک وجہ سے صرف
ہڈیاں اور رگیں باقی نظر آ رہی تھیں۔ وہ کتا اس قدر بھوکا تھا کہ اگر کوئی مصور
روٹی کی تصویر ہی اس کے سامنے بنا دیتا تو وہ خوشی سے پھولے نہ سماتا
اور اگر زبان پر روٹی کا نام آجاتا تو وہ اس کے خیال میں بے ہوش ہو جاتا۔
وہی کتا اس عابد کے پیچھے دوڑنے لگا اور قریب آ کر پیچھے سے اس عابد
کا دامن پکڑ لیا۔ اس عابد نے ان میں سے ایک روٹی کتے کے سامنے
پھینک دی اور چلتا بنا۔ تاکہ وہ اسے کاٹ نہ لے۔ لیکن کتا وہ روٹی کھا کر
پھر عابد کے پیچھے ہو لیا۔ تاکہ پھر اس کو تکلیف پہنچائے۔ عابد نے خوف
کے مارے دوسری روٹی بھی کتے کے آگے پھینک دی تاکہ کتے کے کاٹنے

سے محفوظ رہے کتا وہ دوسری روٹی بھی کھا کر پھر اس آدمی کے پیچھے چل دیا اور وہ اس کے سایہ میں پیچھے چل رہا تھا اور بھونک کر اس کے دامن کو پھاڑنے اور کاٹنے کی کوشش کرتا تھا۔ جب عابد نے کتے کی یہ حالت دیکھی تو اس کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ میں نے تجھ جیسا بے حیا کتا کبھی نہیں دیکھا۔ اے کتے تیرے مالک نے مجھے صرف دو روٹیاں دی تھیں اور وہ بھی تجھ بدفطرت نے چھین لی۔ تیرا دوبارہ میرے پیچھے دوڑ کر لباس پھاڑنے کا کیا مقصد ہے۔ اس کتے نے گویا ہو کر کہا اے صاحب کمال میں بے حیا نہیں بلکہ تو اپنی آنکھوں کو سنبھال۔

میں بچپن سے اس آتش پرست کے ویرانہ میں مقیم ہوں اور اس کی بھیڑوں کو چراتا اور ان کی رکھوالی کرتا ہوں۔ اور یہ کبھی مجھے روٹی دیتا ہے اور کبھی ہڈیوں کی مشت میرے سامنے ڈال دیتا ہے اور کبھی روٹی دینا بھول جاتا ہے اور بھوک کی وجہ سے میرا کام تمام ہونے لگتا ہے۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ کئی دن تک مجھ کمزور کو روٹی اور ہڈیوں کا نشان تک نظر نہیں آتا۔ اور میں بھوکا رہتا ہوں۔ اور کبھی اس بوڑھے آتش پرست کے پاس نہ اپنے لئے روٹی ہوتی ہے اور نہ میرے لئے۔ چونکہ میں نے اس دروازے پر پرورش پائی ہے۔ اس لئے میں روٹی کی خاطر کسی اور کے دروازے پر نہیں جاتا۔ میں اس بوڑھے آتش پرست کے دروازے پر کبھی اس کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور کبھی روٹی نہ ملنے پر صبر کرتا ہوں بس یہ میرا کام ہے اور تجھے جب صرف ایک رات روٹی نہ ملی تو تیرے صبر کی بنیادیں چکنا چور ہو گئیں اور

تُو رازقِ مُطلق کے دروازے سے مُنہ پھیر کر ایک آتش پرست کے دروازے پر آکھڑا ہُوا۔ تُو نے صرف ایک روٹی کی خاطر اپنے دوست (خدا) کو چھوڑ دیا اور اس کے دشمن کے ساتھ (روٹی کیلئے) دوستی قائم کر لی۔ اے مرد دانا! اب تو خود انصاف کر کہ تو زیادہ بے حیا ہے یا مَیں۔ عابد نے کُتّے کی یہ باتیں سُن کر اپنے آپ پر افسوس کرتے ہوئے اپنا ہاتھ سر پر مارا۔ اور بے ہوش ہو گیا۔ (شیخ بہائیؒ اپنے آپ کو خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں) اُے کُتّے کے نفس والے بہائی تو قناعت اور صبر اس بُوڑھے آتش پرست کے کتّے سے سیکھ اگر تیرے لئے صبر کے دروازے بند ہیں۔ (تو صابر نہیں) تو تو اس آتش پرست کے کُتّے سے زیادہ بدتر ہے۔

مؤلف گوید: کتنا اچھا ہوگا اگر یہاں پر شیخ سعدیؒ کا کلام نقل کر دیا جائے کہ انسان اشرف المخلوقات ہے اور کتّا ذلیل ترین موجودات میں سے ہے اور تمام عقلاء اس پر متفق ہیں کہ حق شناس کُتّا ناشکرے انسان سے بہتر ہے کیونکہ کُتّا ایک لقمے کو بھی کبھی نہیں بھُولتا۔ اگرچہ اس کو سَو بار بھی کیوں نہ پتھر مارے جائیں اس مقابلے میں اگر کسی کمینے شخص کو ساری عمر بھی نوازتے رہو لیکن وقت آنے پر معمولی سی بات پر بھی جنگ پر اتر آئے گا۔

اس جگہ پر دِلوں کو روشن اور آنکھوں کو روشن کرنے والی بات کا تذکرہ کتنا موزوں ہوگا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

اور

غلام

مروی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ایک غلام تھا۔ جب آپ مسجد کی طرف خچر پر سوار ہو کر جاتے تو وہ آپ کے ہمراہ ہوتا۔ اور جب آپ خچر سے اُتر کر پیدل مسجد کی طرف جاتے تو وہ غلام خچر کی نگہبانی کرتا۔ ایک دن وہ غلام مسجد کے دروازے پر خچر کو پکڑے بیٹھا تھا۔ اتفاقاً اہلِ خراسان سے چند مسافر آئے۔ ان میں سے ایک شخص نے اس غلام سے کہا۔ اے غلام کیا تو اپنے آقا امام جعفر صادق سے اپنی جگہ مجھے غلام رکھوانے کی گذارش کرے گا اور اس کے بدلے میں مَیں اپنا تمام مال و دولت تجھے دے دوں گا۔ غلام نے کہا ہاں میں ضرور اپنے آقا سے اس مقصد کے لئے اجازت طلب کروں گا۔ پس وہ غلام آنحضرتؑ کی خدمت میں گیا اور عرض کرنے لگا۔ اے آقا میں آپ پر قربان ہو جاؤں۔ آپ میری طویل خدمت سے بخوبی واقف ہیں۔ کیا جب بھی اللہ تعالیٰ مجھے مال مہیا کرے تو آپ مجھے اس سے منع فرمائیں گے۔ حضرت نے فرمایا میں وہ مال تجھ کو اپنے پاس سے دوں گا لیکن کسی

اور کے ہاتھ سے لینے سے رد کروں گا۔ پس اس غلام نے اس خراسانی کا قصّہ بیان کیا تو حضرت نے فرمایا اگر تو ہماری خدمت کرنا ناپسند کرتا ہے اور وہ ہماری خدمت کو پسند کرتا ہے تو ہم نے اس آدمی کو قبول کیا اور تجھے اجازت ہے۔ جب وہ غلام پُشت پھیر کر جانے لگا تو آپ نے اُسے دوبارہ طلب فرمایا اور ارشاد فرمایا تیری اس خدمت کے صِلے میں میں تجھے ایک نصیحت کرتا ہوں جو تجھے نفع دے گی اور وہ یہ ہے کہ جب قیامت کا دن آئے گا تو اس روز حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اللہ تعالےٰ کے نور سے وابستہ ہوں گے اور حضرت علی علیہ السلام رسول اکرمؐ کے ساتھ منسلک ہوں گے اور باقی آئمہ اطہار علیہم السّلام حضرت علیؑ کے ساتھ وابستہ ہوں گے اور ہمارے شیعہ ہمارے دامنوں سے وابستہ ہوں گے۔ جس جگہ ہم ہوں گے ہمارے شیعہ ہمارے ساتھ ہوں گے۔ غلام نے جب یہ الفاظ سُنے تو اُس نے کہا، یا حضرت میں آپ کی خدمت چھوڑ کر کبھی نہیں جاؤں گا۔ اور آخرت کو اس دنیا پر ترجیح دیتا ہوں۔ جب وہ غلام اس خراسانی کے پاس پہنچا تو اس خراسانی نے کہا اے غلام کیا وجہ ہے جس خوشی سے تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام کی خدمت میں گیا تھا اس طرح واپس نہیں ہوا۔ غلام نے امام علیہ السّلام کا تمام کلام اس خراسانی سے بیان کیا اور اس آدمی کو لے کر امام علیہ السّلام کی خدمت میں پہنچا۔ حضرت نے اس خراسانی کی محبّت و دوستی کو قبول فرمایا اور اسے اس غلام کو ایک ہزار اشرفی دینے کا حکم دیا۔

یہ فقیر (مؤلف) بھی اپنے آقا امام جعفر صادقؑ علیہ السّلام کی خدمت میں

عرض کرتا ہے۔ اے آقا جب سے میں نے اپنے نفس کو پہچانا ہے۔
اس وقت سے میں آپ کے دروازے پر کھڑا ہوں اور میرا یہ گوشت و
پوست بھی آپ ہی کی نعمتوں کا پروردہ ہے اور مجھے اُمید ہے کہ آپ بھی
میری اس آخری عمر میں میری نگہداشت فرمائیں گے اور مجھے اپنے گھر سے
دور نہ فرمائیں گے اور میں اپنی اس ذلیل و محتاج زبان سے یہی عرض کرتا رہوں گا

عَنْ حِمَاکُمْ کَیْفَ اَنْصَرِفُ
وَھُوَ اکُمْ لِیْ بِہٖ شَرَفٌ

میں آپ کی پناہ سے کیسے انحراف کروں جبکہ یہ سب بزرگی مجھے آپ
کی محبّت کے صلہ میں ملی ہے۔

سَیِّدِیْ لَاعِشْتُ یَوْمَ اَرٰی
فِیْ سِوَایْ اَبْوَابِکُمْ اَقِفُ

اے میرے آقا مجھے وہ دن دیکھنا نصیب نہ ہو۔ جب میں آپ کے
دروازے کو چھوڑ کر کسی اور دروازے پر کھڑا ہوں (اللہ کرے اس سے
پہلے مجھے موت آجائے)

مثلِ پنجم

علم مع عمل

اور

جہل و پستی

ابو القاسم راغب اصفہانی اپنی کتاب ذریعہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک دانا آدمی ایک ایسے شخص کے پاس سے گذرا جو اپنے گھر کے دروازے پر بیٹھا ہوا تھا۔ جس کے گھر کا اندرونی حصہ بڑا سجا ہوا تھا۔ فرش پر شاہی قالینیں بچھی ہوئی تھیں۔ لیکن مالک خود جاہل و نادان تھا۔ اور زیورِ علم سے مزین نہ تھا اور وہ بصورتِ انسان فضائل سے بہرہ ور نہ تھا۔

حکیم نے جب اس ظاہری ٹھاٹھ باٹھ کو دیکھا تو اس مرد پر نفرین کی اور اس کے چہرہ پر تھوکا۔ وہ شخص حکیم کے اس فعل پر بڑا جھنجلایا اور کہا تو نے یہ کس قدر کمینگی اور بے وقوفی کی ہے۔ دانا نے کہا یہ بیوقوفی نہیں بلکہ دانائی ہے کیونکہ تھوک ہمیشہ انتہائی پست مقام پر پھینکا جاتا ہے اور میں نے تیرے اس مکان کے اندر تیرے چہرے سے زیادہ بدتر اور پست کوئی جگہ نہیں

دیکھی اور تجھے اس تھوک کے لئے مناسب مقام سمجھا۔ اس لئے میں نے
تیرے مُنہ پر تھوک دیا۔

مؤلّف گوید:۔ کہ اس دانا نے اس نوجوان کو دنایت و
جہل جیسی برائیوں سے دستبردار ہونے کے لئے تنبیہہ کی کہ گھر کی سجاوٹ
اور زیب و زینت نجات کا باعث نہیں۔ (جبکہ قلب و دماغ علم و عمل کے
زیورات سے آراستہ نہ ہوں) اور یہ بات بھی مخفی نہ رہنی چاہیئے کہ علم ہمیشہ
عمل کے ساتھ مفید ہے اور بے عمل کا عالم ہونا اسے کچھ فائدہ نہیں دیتا۔
کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے۔

(۱) نیست از بہر آسمان ازل
نردبان پایہ بہ ز علم و عمل

(۲) علم سوی در اِلٰہ برد!
نہ سوی ملک و مال و جاہ

(۳) ہر کہ را علم نیگر اہست
دست او زانسرئی کوتاہ است

(۴) کار بی علم تخم در شورہ است
علم بے کار زندہ در گور است

(۵) حجت ایزدیست در گردن
خواندن علم و کار نہ کردن

(۶) آنچه دانستہ ای بکار در آر
خواندن علم جوی از پی کار

(۷) تا تو در علم باعمل نرسی
عالمی فاضل ولی نہ کسی

(۸) علم در مزبلہ فرو ناید
کہ قدم باحدث نمی پاید

(۹) چند ازایں ترہات محتاے
چشم ہائے دردو لاف کجاے

(۱۰) دانش آں خوب تر زبہر تسبیح
کہ بدانی کہ می ندانی ہیچ

ترجمہ:

(۱) آسمان پر چڑھنے کے لئے اگر کوئی سیڑھی نہیں ہے تو تیرے لئے علم وعمل بہترین سیڑھی ہے۔

(۲) علم ہی تجھے بارگاہ ایزدی تک لے جاسکتا ہے نہ کہ مال وجاہ۔

(۳) بے علم گمراہ ہے اور بیوقوف کا ہاتھ اس دروازے پر پہنچنے سے کوتاہ ہے

(۴) عمل بغیر علم کے شوردار زمین میں بیج بونے کی مثل ہے اور بغیر عمل کے علم زندہ درگور ہونے کے مترادف ہے۔

(۵) عالم بلاعمل کا علم اس عالم کی گردن میں حجتِ خدا کا طوق ہے۔

(۶) اے انسان اپنے علم وہنر کو کام میں لا کیونکہ علم مقصد کے حصول

کے لئے حاصل کیا جاتا ہے)

جب تو علم کے مطابق عمل نہ کرے گا تو تُو کبھی فاضل یا وُلی نہیں بن سکتا۔
علم گندگی میں نشوونما نہیں پا سکتا جیسا کہ تو گندی جگہ چلنا پسند نہیں کرتا
(بدفطرت علم حاصل نہیں کر سکتا بلکہ وہ علم کی وجہ سے برائی کرے گا)
اے انسان تو کب تک حیلہ بازی اور لاف گزاف میں لگا رہے گا۔
علم مع عقل و دانش ہر اس تسبیح سے بہتر ہے جو خود نمائی اور بڑائی کو ظاہر کرے۔

قَالَ عِیْسٰی ابْنُ مَرْیَمَ اَشْقَی النَّاسِ مَنْ هُوَ مَعْرُوْفٌ عِنْدَ النَّاسِ بِعِلْمِهٖ مَجْهُوْلٌ بِعَمَلِهٖ

یعنی لوگوں میں بدترین وہ شخص ہے جو علم کے لحاظ سے تو مشہور ہو لیکن عمل کے لحاظ سے مجہول ہو۔

حکیم سنائی فرماتے ہیں۔

ای ہوا ہای تو خدا انگیز
وی خدایان تو خدا ازار

خدا تیری خواہشات پر مواخذہ کرے۔ اور تیری ہوس کے بتوں کو خدا تباہ کرے۔

رہ رہا کردہ ای از آنی گم!!
عزّ ندانستہ ای آرانی خوار

کیونکہ تو نے ہوس پرستی کی بدولت اصل راستہ گم کر دیا ہے۔ اور تُو نے آخرت سنواری نہیں بلکہ خراب کر لی۔

عِلم کز تو ترا نہ بستاند
جہل از آن علم بہ بُود صد بار

اے انسان تیرے لئے صرف وہی علم بہتر ہے جو تیری (تُو) یعنی خود نمائی کو ختم کر دے۔ اگر وہ (تو) جدا نہ کر سکے تو ایسے عِلم سے جہالت بدرجہا بہتر ہے۔

غول باشد نہ عالم آنکہ ازو
بشنوی گفت و نشنوی کردار

جو شخص پند و نصائح کی باتیں زیادہ کرے لیکن کردار نہ رکھتا ہو، وُہ عالم نہیں بلکہ شیطان ہے۔

عالمت غافلست و تو غافل
خفتہ را خفتہ کی کُند بیدار

کیونکہ عالم اور جاہل دونوں غافل ہیں اور سویا ہُوا شخص سوئے ہوئے کو بیدار نہیں کر سکتا۔

کی دَر آید فرشتہ تا نکنی
سگِ زدر دُور و صورت از دیوار

اے انسان تو اس وقت تک فرشتہ سیرت نہیں بن سکتا۔ جب تک خواہشات کے کتّے کو بالکل ختم نہ کرے۔

وہ بود آں نہ دل کہ اندر وی
کہ دد جُز باشد وضیاع وعقار

ایسا آدمی دل نہیں رکھتا بلکہ اس کے اندر گندے پانی کی نمی ہے
جس میں کچھوے اور جھینگر پرورش پاتے ہیں۔

سائق و قائد و صراط اللہ
بہ ز قرآن بداں بہ ز اخیار

اے انسان کلام اللہ اور سیرت محمدؐ و آلِ محمدؐ کے علاوہ تجھ کو سچا
رہبر و قائد کوئی نہیں ملے گا جو تجھے صراطِ مستقیم پر گامزن کرے۔

اس رسالہ کی تکمیل سبطِ جلیل حضرت خیر الوریٰ حضرت امام حسنؑ مجتبیٰ علیہ السلام
کی ولادت باسعادت کے روز پندرہ رمضان المبارک ۱۳۹۷ھ ہوئی۔ چونکہ
اس رسالہ کی تکمیل ایک مبارک مہینہ میں ہوئی۔ اس لئے زیادہ مناسب ہوگا
کہ اس کا خاتمہ بھی اچھی دُعا پر کیا جائے۔

اوّل: شیخ مفید اپنی کتاب **مقنعہ** میں جلیل القدر ثقہ علی بن
مہریار کی زبانی امام ابو جعفرؑ جواد علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ اس
مبارک مہینہ کے شروع سے آخر تک دن یا رات اس دُعا کا زیادہ پڑھنا
مستحب ہے۔

**یَا ذَا الَّذِیْ کَانَ قَبْلَ کُلِّ شَیْءٍ ثُمَّ خَلَقَ
کُلَّ شَیْءٍ ثُمَّ یَبْقٰی وَیَفْنٰی کُلُّ شَیْءٍ**

يَا ذَا الَّذِیْ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَيَا ذَا الَّذِیْ لَيْسَ فِی السَّمٰوٰتِ الْعُلٰى وَلَا فِی الْاَرْضِيْنَ السُّفْلٰى وَلَا فَوْقَهُنَّ وَلَا تَحْتَهُنَّ وَلَا بَيْنَهُنَّ اِلٰهٌ يُّعْبَدُ غَيْرُهٗ لَكَ حَمْدًا لَّا يَقْوٰی عَلٰى اِحْصَائِهٖ اِلَّا اَنْتَ فَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلٰوةً لَّا يَقْوٰی عَلٰى اِحْصَائِهَا اِلَّا اَنْتَ۔

دوم :۔ شیخ کلینیؒ اور دوسرے علماء روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے یہ دعا زرارہؒ کو زمانہ غیبت امام العصرؑ میں اپنے شیعوں کے امتحان اور ابتلاء سے حفاظت کے بارے میں تسلیم فرمائی تھی۔

اَللّٰهُمَّ عَرِّفْنِیْ نَفْسَكَ فَاِنَّكَ اِنْ لَّمْ تُعَرِّفْنِیْ نَفْسَكَ لَمْ اَعْرِفْ نَبِيَّكَ

اَللّٰهُمَّ عَرِّفْنِيْ رَسُوْلَكَ فَاِنَّكَ اِنْ لَمْ تُعَرِّفْنِيْ رَسُوْلَكَ لَمْ اَعْرِفْ حُجَّتَكَ
اَللّٰهُمَّ عَرِّفْنِيْ حُجَّتَكَ فَاِنَّكَ اِنْ لَمْ تُعَرِّفْنِيْ حُجَّتَكَ ضَلَلْتُ عَنْ دِيْنِيْ۔

علماء کرام تحریر فرماتے ہیں کہ امام العصرؑ کی غیبت کے زمانہ میں تکالیف سے محفوظ رہنے کے لئے دُعا امام العصرؑ عجل اللہ فرجہ پڑھنا اور آپ کے وجود مقدس کے نام کا صدقہ دینا نہایت مفید ہے۔ اور تمام وارد شدہ دعاؤں میں ایک یہ بھی ہے کہ تمجید حق تعالیٰ اور محمدؐ و آلِ محمدؐ صلوٰۃ اللہ علیہم پر درود پڑھنے کے بعد یہ دُعا پڑھنی چاہیئے۔

اَللّٰهُمَّ كُنْ لِوَلِيِّكَ الْحُجَّةِ بْنِ الْحَسَنِ صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ وَعَلٰى آبَائِهِ فِيْ هٰذِهِ السَّاعَةِ وَفِيْ كُلِّ سَاعَةٍ وَلِيًّا وَّحَافِظًا وَّنَاصِرًا وَّدَلِيْلًا وَّعَيْنًا حَتّٰى تُسْكِنَهُ اَرْضَكَ طَوْعًا وَّتُمَتِّعَهُ

بِہاطویٰلاہ

مُتَرجِم

بحمد اللہ اس کتاب کا ترجمہ ۲۳ رمئی ۱۹۷۲ء مطابق ۹ ربیع الآخر ۱۳۹۲ھ بروز منگل بوقت دوپہر بروز ولادت باسعادت امام حسن عسکری علیہ السلام اختتام پذیر ہوا۔

بروز جمعہ اور شبِ جمعہ اس درود شریف کا پڑھنا بے حد ثواب ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ کَاَفْضَلِ مَا صَلَّیْتَ وَبَارَکْتَ وَتَرَحَّمْتَ عَلیٰ اِبْرَاھِیْمَ وَآلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَلَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلیٰ اَعْدَاءِ آلِ مُحَمَّدٍ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْآخِرِیْنَ

اَلْفَ مَرَّۃٍ ہ

احقر

غلام حُسین مظہر

علمی جواہر پارے

اسلامی بینک

آج ہر شخص اپنی دولت کو محفوظ کرنے اور زیادہ کرنے کے ذرائع تلاش کرنے میں مصروف ہے آپ بھی اسلامی طریقہ پر اپنی دولت کو محفوظ کریں۔ فیلسوف مشرق حضرت آیۃ اللہ آقاء سید محمد باقر صدر کی مشہور عالم تصنیف البنک لاربوی کا ترجمہ پہلی دفعہ پاکستان میں طبع ہو کر منظر عام پر آگیا ہے آئمہ معصومین کے مزامین اور قرآن مجید کی آیات سے بینکاری کے موضوع پر یہ پہلی تحقیق ہے۔ **قیمت** -/۱۲ روپے

کلام ابوطالب

جناب محقق عصر مولانا پروفیسر سید علی حسنین صاحب شیفتہ نے مربی رسالت حضرت ابوطالب کے مشہور قصائد جمع کر کے انتہائی آسان اردو میں ترجمہ کیا ہے قصائد کا مطالعہ کرنے کے بعد ہر شخص حضرت ابوطالب کے ایمان و یقین اور سرکار رسالت سے والہانہ عقیدت کی گواہی دے گا قیمت سات روپے صرف -/۷ روپے

عصمت حضرت ابوطالب

مورخ یگانہ مبلغ اسلام جناب پروفیسر خواجہ محمد لطیف انصاری کی انوکھی تحقیق حضرت ابوطالب کی بے مثال سوانح حیات۔ اس موضوع پر آپ نے اردو میں آج تک کوئی کتاب نہیں دیکھی۔ طباعت و کاغذ اعلیٰ۔

کربلا کی کہانی قرآن کی زبانی

واقعات کربلا کے سلسلہ میں قرآن خاموش نہیں ہے یہ

پاکستان کی شہرۂ آفاق جنتری

محمدیہ جنتری جدید

مرتبہ

مولانا ملازم حسین اصغر

خطیب شیعہ مسجد حسینیہ عزیز کالونی لاہور

سب سے پہلے شائع ہوتی ہے

باذوق لوگ

اسی کا مطالعہ کرتے ہیں

ہماری مطبوعات

درج ذیل مقامات سے مل سکتی ہیں

۱۔ مکتبہ الرضا ۲ دیو سماج روڈ لاہور

۲۔ امامیہ کتب خانہ موچی دروازہ لاہور

۳۔ افتخار بک ڈپو کرشن نگر لاہور

۴۔ حق برادرز، انارکلی لاہور

۵۔ زیدی بک ایجنسی موچی دروازہ لاہور

۶۔ ہفت روزہ رضاکار گنپت روڈ لاہور

مکتبہ اصغریہ گلی امام بارگاہ بلاک ۷ سرگودھا